بقیع
MARCH 2020
311
Regd. # MC-1177

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

النّبی الشّاہد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کے حاضر و ناظر ہونے پر ایک محققانہ مقالہ

تصنیف لطیف
غزالیِ زماں کے جاں نثار ساتھی محقق نبیل مدقق جلیل
علامہ نور احمد انور فریدی (جتوئی)

پیشکش
صاحبزادہ والا مرتبت حضرت علامہ مولانا احمد علی فریدی مدظلہ العالی

ترتیب، تسہیل، تعلیق، تحقیق و اضافات مصنف
غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی
(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات ستودہ صفات کے حاضر وناظر ہونے پر ایک محققانہ مقالہ

اَلنّبِیّ الشَاهِدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف لطیف

غزالی زماں کے جانثار ساتھی، محققِ نبیل، مدققِ جلیل

علامہ نور احمد انور فریدی (جتوئی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(متوفی:۱۹۶۹ء)

پیش کش

صاحبزادۂ والا مرتبت حضرت علامہ مولانا احمد علی فریدی مدظلہ العالی

ترتیب ،تسہیل ، تعلیقات و حالات مصنف

غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی مدظلہ العالی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: النبی الشاهد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف: المحقق القمقام ،علامہ نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب، تسہیل، تعلیقات وحالات مصنف: غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی

سن اشاعت : رجب المرجب ۱۴۴۱ھ/مارچ ۲۰۲۰ء

سن اشاعت نمبر: 311

ناشر: جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی،

فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

انتساب

بندۂ احقر، علامہ انور فریدی کی اس پر خلوص کاوش اور اپنی حقیر سی خدمت (حاشیہ نگاری) کو امام عاشقاں، سند الواصلین، رئیس المقربین، جمال چشت اہل بہشت، گلشن فخر جہاں دہلوی کی بہارِ بے خزاں، قبلۂ عالم و عالمیاں، حضرت سیدنا خواجہ نور محمد مہاروی چشتی قدس سرہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) جن کی بارگاہ میں سرائیکی زبان کے امراء القیس، شاعر ہفت زبان حضرت خواجہ غلام فرید چشتی (۱۳۱۹/۱۲۶۱ھ) یوں زمزمہ پرداز ہیں،

ساڈا دوست دلیں دا	نور محمد خواجہ
ڈھولا یار چھیندا	نور محمد خواجہ
عرب وی تیڈی، عجم وی تیڈی	سندھ، پنجاب دا راجہ
قدم تیڈے وچ نو من بھاگم	انگن میڈے پوں پا جا
نوشہ، شہر مہار دا بنڑا	سکدی کوں گل لا جا
نین فریدؔ دے درس پیاسے	آ جا، نہ ترسا، جا

کی بارگاہِ عرش ناز میں پیش کر کے سجدہ شکر ادا کرتا ہے۔

"شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا"

(غلام، غلامانِ قبلۂ عالم: غلام جیلانی چاچڑ)

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لئے ارشاد فرمایا: "یاَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔"

ترجمہ: اے علمِ غیب کے جاننے والے، تحقیق ہم ہی نے آپ کو حاضر و ناظر، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے اِذن سے بُلانے والا اور آفتابِ عالمتاب بنا کر بھیجا ہے۔"

آپ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں کہ اُنہوں نے اپنی اُمتوں کو تبلیغ فرمائی تھی، گواہی دیں گے اور اپنی اُمت پر بھی گواہی دیں گے اور اس کی عدالت کی تصدیق فرمائیں گے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں شہید ہوں، یعنی تمہارے اعمال کی تم پر گواہی دینے والا ہوں۔ پس گویا کہ میں جسمانی اور عنصری طور پر تمہارے ساتھ ہوں۔

اور شاہد وہ ہوتا ہے جو حاضر بھی ہو اور ناظر بھی۔ بس یہی سبب ہے کہ اُمت مسلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاظر و ناظر مانتی ہے۔

اس موضوع پر علماءِ اہلسنّت نے بہت لکھا ہے ان میں سے ایک حضرت علاّمہ نور احمد انور فریدی علیہ الرحمہ بھی ہیں جنہوں نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور لکھنے کا حق کا ادا کرایا اور پھر جہاں ضرورت محسوس فرمائی حواشی بھی لکھے۔

پھر حضرت علاّمہ غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی مدظلہ العالی نے حضرت علاّمہ نور احمد

انور فریدی علیہ الرحمہ کی تالیف اوران کے حواشی کوترتیب دیااور جہاں جہاں ضرورت محسوس فرمائی، حواشی تحریر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی اس کاوش کواپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے قبول فرمائے اور ذریعۂ نجات فرمائے اورآپ کا سایہ عوامِ اہلسنّت پرصحت وعافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔آمین

ادارہ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان) اشاعت کے 311 پرشائع کرنے کا اہتمام کررہاہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مصنّف کی قبرمبارک پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے اورمحشی مخرج اوراراکینِ ادارہ کی سعی کواپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اوراس کاوش کوعوام وخواص کے لئے مفید بنائے۔آمین

محمد عطاءاللہ نعیمی

خادم حدیث وافتاء جامعۃ النور

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت (پاکستان)

''ابا جی قبلہ'' (ازصاحبزادہ علامہ احمد علی فریدی)

پیش نظر کتاب ''النبی الشاہد'' میرے والدمحترم حضرت علامہ نوراحمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی محنت شاقہ کا ثمر ہے، جس میں آپ نے دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے ''مسئلہ حاضرو ناظر'' کوبطریق احسن اپنے محتاط اور تحقیقی قلم سے ثابت کیا ہے۔ بلاشبہ آپ فضل وکمال اورتقویٰ وطہارت میں ایک روشن مثال عالم دین تھے۔حضرت فریدی رحمۃ اللہ علیہ ایک روشن ضمیر صوفی اورصوفیاء کرام سے محبت رکھنے والے ایک بیدار مغز فقھیہ اور جامع الصفات مردِ عارف تھے۔ان کی یہ بلند پایہ علمی اورروح پرور تحقیقی تصنیف صوفیاء، علماء، طلباءاورعوام سب کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اس سے پیشتر حضرت والدگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جبروت وجلالت شان سے متاثر ایک عقیدت کیش علم دوست شخصیت غلام جیلانی چاچڑ فاضل جامعہ انوار العلوم (ملتان) نے آپ کی مسئلہ سماع پر مایۂ ناز کتاب ''اباحۃ السماع ولومع العودوالیراع'' پرکام کیا۔اہتمام کمپوزنگ ، پروف ریڈنگ ، پھر جاندار مقدمہ، بعضے حالاتِ مصنف اور موقع ومحل کی مناسبت سے حواشی قائم کئے، یوں کتاب کی اہمیت دوچند ہوگئی۔اور پھراس کا عام فہم نام ''اسلام میں قوالی کا تصور'' متعین کیا۔ہمیں ۲۰۰۶ء میں اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی۔عزیز موصوف، حضرات صوفیاء وعلماء کی قلمی خدمات کواجاگر کرنے، منصۂ شہود پرلانے کا عزم بالجزم اور جذبہ کامل رکھتے ہیں۔اسی انمول خواہش اورتڑپ نے انہیں ہر دور میں بےقرار کیے رکھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی مختلف قسم کی مصروفیات سے وقت نکال کر کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں والدگرامی کی ایک دوسری اہم

تصنیف لطیف ''النبی الشاہد'' پر بڑے خلوص سے تحقیقی کام کیا ہے۔اور درج ذیل خصوصیات واوصاف سے کتاب ہذا کوخوب سے خوب تر بنادیا۔

☆ازراہ احتیاط عربی وفارسی عبارات کا اصل کتب سے ایک بار پھر مقابلہ وموازنہ کیا۔

☆ پھر ایک مشکل مگر اچھا کام،وہ یہ کہ اردو خواندہ طبقہ کی دلچسپی اور آسانی کے لئے ضبط اعراب کا اہتمام کیا۔

☆ چونکہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب نگارش اپنے اسلاف کی روِش پر عالمانہ،تھا، مرورِ زمانہ کے ساتھ وہ علمی ذوق وشوق اور قابلیت واستعداد پہلی سی نہ رہی۔ اس لئے لغات کی مدد سے مشکل الفاظ کے معانی ومفاہیم زیب قرطاس کیے۔

☆ حضرت مصنف نے جن محدثین،مفسرین اور علمائے لغت کی کتب سے استفادہ کیا، فاضل مرتب نے حواشی قائم کرکے بڑے دلنشین انداز میں کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف قلم بند کیا۔

☆ تعارف مصنف ضروری خیال کرتے ہوئے ''حیات انور فریدی'' کے بعض گوشوں کو عمدہ پیرائے میں تحریری جامہ پہنایا۔

☆عصر حاضر کے عدیم المثال مفتی و مدرس حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی دامت برکاتہم العالیہ جامعہ انوارالعلوم ملتان کا شمار بھی حضرت والدگرامی کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔اسی نسبت کے پیش نظر حضرت قبلہ مفتی صاحب سے تاثرات سلک تحریر میں پرونے کی استدعا کی ۔حضرت موصوف نے جس دلنشیں ، ایمان افروز اور روح پرور انداز میں اپنی محبت وحقیقت کا اظہار فرمایا، راقم تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

☆ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے دشوار گزار مراحل بحسن وخوبی طے کرتے ہوئے

جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان کراچی کی جانب سے اشاعت کا اہتمام کیا۔اس طرح یہ پرمغز مقالہ عوام اہل سنت تک پہنچانے کی سعی جمیل کی ۔ جسے دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔یہ سب کچھ مرتب موصوف کی اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین سے محبت نہیں تو اور کیا ہے۔ مولائے لم یزل اسے نافع خلائق بنائے اور حضرت مصنف کی روح پر فتوح ہم سے راضی ہو،آمین۔

احقر: احمد علی فریدی بن علامہ نور احمد انور فریدی

خراجِ عقیدت

در، بارگاہِ المحقق القمقام، حضرت مولانا نوراحمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ

(منجانب: گلستان امام احمد رضا خان کی بہارِ بے خزاں، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفیٰ رضوی مدظلہ العالی، مدرس ومفتی جامعہ انوار العلوم ملتان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! تمام اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور بے شمار فضائل وکمالات سے نوازا ہے وہاں آپ کو حاضر وناظر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ''حاضر'' کے معنی ہیں ''سامنے موجود ہونا'' اور لفظ ''ناظر'' کے متعدد معانی میں سے معروف معنی ہیں ''دیکھنے والا''، جہاں تک ہماری نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک ہم ''ناظر'' ہیں اور جس جگہ تک ہم تصرف کرسکیں، وہاں ہم ''حاضر'' ہیں۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ بعطاء الٰہی کائنات کے ہر ہر ذرے کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ ''ناظر'' ہیں اور جب چاہیں، جہاں چاہیں تشریف لاکر تصرف کرسکتے ہیں، اس اعتبار سے آپ ''حاضر'' ہیں اور اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ قرآن وسنت کے معتبر حوالوں سے ثابت ہے۔

لیکن بعض متعصب، کج فہم اور حضور ﷺ کی عظمتوں سے ناآشنا لوگ، بلاوجہ اختلاف کرتے ہوئے آپ کے ''حاضر وناظر'' ہونے کا صرف انکار ہی نہیں کرتے، بلکہ مختلف نوعیت کے بے ہودہ سوالات کرکے ملت اسلامیہ کو گمراہ کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، جن کا منہ توڑ جواب اکابرین امت ہر دور میں اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے دیتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں اس بارے علماء اہل سنت کی علمی انداز میں لکھی گئی متعدد کتب اور

پمفلٹ قارئین کرام سے خراج تحسین حاصل کرچکے ہیں۔ خصوصاً دنیائے اسلام کی عظیم علمی شخصیت، غزالی زماں، رازی دوراں، امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ کی معروف علمی تحقیق ''تسکین الخواطر'' شمع رسالت کے پروانوں کے قلوب واذہان کو روحانی تسکین سے بہرہ ور کرچکی ہے۔

لیکن اس وقت عظیم محقق، علمی دنیا میں ایک ممتاز ومنفرد مقام رکھنے والے عالم دین، ممتاز فقیہ، نابغۂ روزگار مدرس، حضرت مولانا نوراحمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور ﷺ کے ''حاضر وناظر'' بارے مایہ ناز تصنیف ''النبی الشاھد'' میرے پیش نظر ہے جو بہت بڑا علمی شاہکار ہے۔ موصوف نے انتہائی مدلل اور ناقابل تردید شہادتوں سے حضور ﷺ کے مسئلہ حاضر وناظر کو بیان فرمایا ہے۔ اندازِ تحریر اس قدر جاذب ہے کہ ایک ایک لفظ پر انہیں خراج تحسین پیش نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہوگی۔ قارئین کرام ان چند سطور سے اندازہ فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ نے مصنف علیہ الرحمہ کو کس قدر خوبصورت اندازِ تحریر عطا فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں:

''کہ حسن وعشق، محبت، شوق واشتیاق اور جمال وکمال کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عشق ومحبت کا مرکز حسن واحسان ہے اور یہی جذبہ لطیفہ، ایمان وایقان کا مدار اور اعمال صالحہ وافعال حسنہ کی جان اور روح رواں ہے۔''

چونکہ یہ علمی شہ پارہ ہے، جس کی بعض عبارات کو صرف بھرپور عقل وشعور رکھنے والے قارئین محترم ہی سمجھ سکتے تھے۔ خدا بھلا کرے جامعہ انوار العلوم کے قابل فخر فاضل، ممتاز لکھاری اور محقق مولانا غلام جیلانی چاچڑ نقشبندی کا کہ انہوں نے حواشی کے ذریعے یہ مشکل آسان کردی ہے۔

فدوی نے یہ چند سطور محترم چاچڑ صاحب زیدلطفہ کی فرمائش پر مجبوراً سپرد قلم کی ہیں، ورنہ

ایسے متبحر عالم دین کے اس علمی شہ پارے پر مجھ جیسے کم علم کا اظہار خیال بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ حضرت فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے انتہائی قابل احترام اساتذہ کرام میں شامل ہیں، البتہ قارئین کرام کے تفنن طبع کے لئے اس بات کا اظہار ضرور دلچسپی کا باعث ہوگا کہ جب حضرت فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے اور ''عام خاص باغ'' کے ہائی اسکول میں آپ کا تقرر ہوا تو رہائش کے لئے انہوں نے امام اہل سنت قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ کیا تو چونکہ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ان کے تبحر علمی سے واقف تھے، اس لئے آپ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور انوار العلوم میں ان کی رہائش کے لئے ایک کمرہ دے دیا۔ چند دن بعد حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا: کہ آپ ''دیوان متنبیؔ''، مولانا فریدی کے پاس پڑھ لیا کریں۔ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ حکم سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا کہ علماء یہ جانتے ہیں کہ عربی لٹریچر میں ''دیوان متنبیؔ'' کو بہت ہی مشکل سمجھا جاتا ہے جبکہ کسی اسکول ماسٹر کا اس کتاب کی تدریس کرنا محو حیرت کرنے والی بات تھی۔ اگر چہ اسکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام بلاشبہ علمی شخصیات ہی ہوتی ہیں، لیکن ان کے متعلق عام طور پر نظریہ، یہ ہوتا ہے کہ یہ محض اسکولوں کے نصاب میں شامل کتب ہی پڑھا سکتے ہیں۔ جبکہ عربی ادب کی مشکل ترین کتابوں کی تدریس صرف مدارسِ دینیہ میں درس نظامی پڑھانے والے اساتذہ ہی کا کام ہے۔ چنانچہ نہ چاہتے ہوئے بھی حضرت قبلہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں، میں تیار ہوگیا اور جونہی حضرت قبلہ فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکول سے فارغ ہو کر شام کو جامعہ میں تشریف لائے تو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اس بچے کو آپ ''متنبیؔ'' پڑھا دیا کریں۔ چنانچہ شام کے وقت ''دیوان متنبیؔ'' لے کر آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اتنا یاد نہیں

کہ کوئی اور ہم جماعت بھی میرے ساتھ شریک تھا، یا نہیں۔ بہر حال حضرت قبلہ فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے سبق کا مطالعہ بھی نہیں کر رکھا تھا، لیکن جب وہ پڑھانے کے لئے بیٹھے اور ''دیوان متنبیؔ'' کے ہر شعر کے مشکل الفاظ کا ترجمہ اور تشریح کی تو میں حیران رہ گیا۔ جب میں ''دیوان متنبیؔ'' کا شعر پڑھنے لگتا، ابھی میں نے ایک مصرع پڑھا ہوتا کہ دوسرا مصرع حضرت قبلہ فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغیر کتاب دیکھے خود پڑھ دیتے اور ایسے لگتا جیسے انہیں پورا ''دیوان متنبیؔ'' یاد ہے۔ خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ مسندِ تدریس کی زینت، استاذ العلماء، حضرت مولانا نور احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ا کے جید اور متبحر عالم دین ہونے کا بین ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، آمین۔

اَدنیٰ تلمیذ: مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

18-11-2019

نذرانۂ عقیدت

پڑھ کے بسم اللہ اٹھ اے میرے خوابیدہ قلم!
اور بصد عجز و نیاز احوالِ ''انور'' کر رقم
ہے ہر اک پیر و جواں کے دل میں ان کا احترام
ان کا دنیائے تصوف میں ہے اک اعلیٰ مقام

(بانگِ جرس، سید قاسم جلال)

نوٹ:۔ یہ ''منظوم نذرانہ'' معروف ادیب، نقاد اور شاعر، میرے کرم فرما، ڈاکٹر سید قاسم جلال (زید علمہٗ وشرفہٗ) نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کی معروف شخصیت ''مولانا انور بابری'' کے لئے رقم فرمایا تھا، راقم نے صرف پہلے دو اشعار، صاحب ''بانگ جرس'' کی اجازت سے لفظی مشارکت انور بابری/انور فریدی کے پیش نظر ''مولانا انور فریدی'' کی متصوفانہ علمی وتحقیقی خدمات کے لئے زیب قرطاس کر دیئے ہیں۔ فجزاہم اللہ خیراً

غلام جیلانی چاچڑ

حیاتِ انور فریدی، چند اہم گوشے

نادرِ روزگار شخصیت، زبدۃ الاماثل، استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۹ء) کا شمار ماضی قریب کے ان مقتدر علماء اور صوفیاء میں ہوتا ہے، جو اپنے زمانے میں شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ اس بات کا صحیح اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ چودھویں صدی کے مشہور علمی وروحانی پیشوا، غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، بیہقیٔ وقت، مرجع العلماء، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ (ولادت ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء۔ متوفی ۲۵ رمضان المبارک ۱۹۸۶ء) حضرت علامہ انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی سراپا علم وعمل شخصیت، تبحر علمی اور محققانہ شان سے نہ صرف متاثر، بلکہ معترف بھی تھے۔

بلا ریب! امام اہلسنت، حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ دریائے علم وعرفان کے غواص، عظیم متصوف، متورع اور خدا رسیدہ انسان کامل تھے۔ وہ مبالغہ آرائی سے کوسوں دور ونفور، مگر فریدی صاحب کی علمی جلالت کے دل وجان سے معترف تھے۔ چودھویں صدی کے عدیم المثال اور یگانۂ روزگار محدث ومفسر، حضرت علامہ امام کاظمی کس قدر فراخی وکشادگی سے اظہار محبت فرما رہے ہیں۔ ذرا مکتوب گرامی پڑھیئے، جھوم جھوم جایئے، چونکہ مکتوب شریف کا لفظ لفظ خوشبوئے محبت کا پیامی اور حرف حرف سچی دوستی پہ غماز نظر آتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں،

''قدوۃ الھدیٰ، حضرت علامہ مولانا نور احمد صاحب انور فریدی دامت برکاتہم العالیہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس

یہ طویل عرصۂ مفارقت کچھ عجیب کیفیات میں گزرا۔ پہلے صدارتی انتخابات کا مسئلہ سوہان روح بنا رہا۔ ''الحمد للہ علی احسانہٖ'' کہ وہ حسب منشا طے ہوگیا۔ اس کے بعد رمضان شریف کی

رنگینیاں سامنے آگئیں ۔''الحمدللہ'' بحسن وخوبی اس کی برکتیں حاصل ہوئیں ۔اس دوران بعض احباب سے حضرت کی خیریت معلوم ہوتی رہی ۔اب انشاءاللہ ۷فروری ۶۵؁ھ کو جامعہ کھل رہا ہے۔انشاءاللہ المولیٰ ۵فروری کو فقیر بہاول پور پہنچے گا۔حضرت ۶فروری ہفتہ کے روز بہاول پور رونق افروز ہوجائیں تو عین کرم ہوگا۔۶۰ ساٹھ روپے حاضر خدمت کر رہا ہوں، بایں تفصیل کہ ۱۰روپے زادراہ اور پچاس روپیہ نذرانہ،

گرقبول افتد زہے عزوشرف'' ؎۱

حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ عہد حاضر کے مستند ومعتمد، بے مثال عالم شریعت اور عدیم النظیر شیخ طریقت گزرے ہیں۔ پاکباز، پاک طینت اور روشن دماغ فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ جودوسخا کے پیکر جمیل ہیں۔ اپنے معاصر اور ہم مشرب عالم دین کی زیارت کا اشتیاق پھر شوق ملاقات کے لئے زادراہ کا انتظام وانصرام مستزاد یہ کہ کچھ نقدی بطور نذرانہ ارسال کرنا دوست پروری، علم اور علماء حق کی قدردانی کی روشن مثال ہے۔

علامہ انور فریدی نے اپنے ایک نامہ میں حاضری کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ تو امام اہل سنت نے ۲۶فروری ۱۹۶۴؁ میں جوابی مکتوب گرامی تحریر فرمایا ۔ دیکھئے کس آن بان، شان شوکت اور کتنی فراخ دلی سے علم وعرفان کا یہ کوہ ہمالیہ اور بیہقی وقت اپنے معاصر علم دوست حضرت مولانا انور فریدی کو کتنے خوبصورت القاب سے نواز رہے ہیں۔ پڑھئے، سر دھنئے اور لطف اٹھائیے۔

زبدۃ العلماء الراسخین ،حضرت قبلہ علامہ مولانا نوراحمد صاحب انور فریدی دامت برکاتہم العالیہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، مزاج اقدس

؎۱ : مکتوب گرامی، فروری ۱۹۶۵ء

''بے حد دل چاہتا تھا کہ زیارت نصیب ہو کہ الحمدللہ! مژدہ تشریف آوری کا والا نامہ پہنچ گیا ۔ضرور تشریف لائیں ۔مگر یہ ملحوظ رہے کہ جمعرات کا دن کچھ جامعہ میں اور کچھ ملتان کے سفر میں صرف ہوجاتا ہے اور جمعہ کا دن شام چار بجے تک ملتان گزرتا ہے۔اس کے علاوہ جس روز بھی تشریف لانا چاہیں بڑی خوشی اور انتہائی مسرت کے ساتھ تشریف لاسکتے ہیں۔ یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ فقیر کے متعلقہ بعض امور ایسے ہیں جن کی تکمیل میں آنجناب سے کچھ مدد مل سکتی ہے،اس لئے اگر دو، چار، چھ روز فارغ لے کر تشریف آوری فرمائیں تو انتہائی کرم ہوگا۔'' ؎۲

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ بذات خود علم ظاہر وباطن کے بحر بے کراں تھے۔اس کے باوجود آپ علامہ انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحقیقات سے اتنے متاثر تھے کہ ان سے علمی مشاورت فرماتے ۔جیسا کہ پچھلے مکتوب سے بھی معلوم ہورہا ہے، مختصر سا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''ملاقات کے لئے دل بے چین ہے اور اس وقت قلمی اعانت کی اشد ضرورت ہے، ہر نوع جناب والا مالک ومختار ہیں۔فقیر چشم براہ ہے۔'' ؎۳

ایک اور مکتوب گرامی جس کی ابتداء میں غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا فریدی رحمۃ اللہ علیہ کو''زبدۃ الاماثل،قدوۃ الافاضل'' کے القاب سے نوازا،ایک مختصر سا اقتباس نظر نواز ہو۔

''حضرت کے ساتھ جو محبت اس فقیر کو ہے محتاج بیان نہیں۔اب تو بفضلہٖ تعالیٰ موسم بدل گیا ،اگر کچھ دنوں کے لئے تشریف لے آئیں تو انتہائی کرم ہوگا اور حضرت کی ملاقات وزیارت بے انتہاء مسرتوں کا موجب ہوگی۔'' ؎۴

؎۲ : ۲۶فروری ۱۹۶۴؁ء از جامعہ اسلامیہ بہاول پور ؎۳ :مکتوب عالی ۱۴جون ۱۹۶۵؁ یوم جمعرات

؎۴ : ۵ستمبر ۱۹۶۴؁ء ، از بہاول پور

مولانا انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور میں حضرت غزالیٔ زماں کے مصاحب رہے۔ جانبین میں جو قابل تقلید اور قابل رشک محبت کا سلسلہ استوار رہا۔ ایک اور روح پرور اور وجد آور کیفیت کا حامل مکتوب گرامی، موصولہ ۲۸ جنوری ۱۹۶۱ء راقم کے سامنے ہے، غزالی وقت اپنے بہار آفریں قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں:

''الفاضل، العلاّم، المحقّق القمقام، سیّد العلماء، سند الفضلاء علامہ نور احمد صاحب انور فریدی دامت برکاتہم العالیہ

مزاج اقدس۔ لاہور سے واپسی کے اثناء میں خیال ہو رہا تھا کہ ملتان پہنچوں، جناب والا کا خیریت نامہ ملے گا۔ الحمد للہ آج شام کی ڈاک سے گرامی نامہ موصول ہوا۔ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ حضرت مع الخیریت والعافیت پہنچ گئے۔ مولیٰ تعالی ہمیشہ حضرت کو اپنی حفظ و امان میں عزت و کرامت کے ساتھ سلامت رکھے، آمین ثم آمین۔

اخلاق کریمانہ سے امید ہے کہ ہمیشہ یاد فرمائی سے مسرور فرماتے رہیں گے۔ حضرت کا قرب اس فقیر بے مایہ کے لئے انتہائی مسرت کا موجب تھا۔ مگر محروم القسمتی، اچھا آپ جہاں رہیں آپ کی دعاؤں اور قلبی توجہات کی ضرورت ہے۔''

حضرت مولانا نور احمد انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ جس معاشرے اور ماحول میں (جتوئی) حیات مستعار کے قیمتی دن گزار رہے تھے۔ وہ انتہائی افسردہ اور پژمردہ ماحول تھا۔ اہالیٔ جتوئی، علم و عرفان سے عاری اور قدر علم سے نا آشنا تھے۔ مولانا انور فریدی جس جوش و جذبے اور خلوص نیت سے دین متین کا کام کرنا چاہتے تھے، وہ وسائل کی کمی اور ناقدری کے باعث پورا نہ ہو رہا تھا۔ بایں وجہ متفکر اور پر ملال رہتے۔

''قدرِ زر، زرگر بداند و قدرِ جوہر، جوہری''

کے مصداق اس جوہر تابدار کو غزالی زماں جیسی باریک بین اور بیدار دل شخصیت اور جوہر شناس نگاہ نے پرکھ لیا۔ خوب قدر کی، ڈھارس بندھوائی، تسلی دی۔ ذرا حضرت والا کا خامہ عنبر فشامہ ملاحظہ فرمائیے۔

''اطمینان فرمائیں، ان شاء اللہ حضرت کامیاب رہیں گے۔ آپ کی علمی خدمات کے مواقع آہستہ آہستہ پیدا ہوئے چلے جائیں گے۔ اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ اپنی علمی خدمات کے لحاظ سے چھا جائیں گے۔ اور ''کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا'' کا منظر سامنے ہوگا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ الْعَزِیْزِ'' ۵

علاوہ ازیں ملک بھر کے علماء، صوفیاء کرام نے آپ کی علمی و روحانی جلالت کو مانا اور سراہا ہے۔ اس وقت بخوف طوالت کچھ ہستیوں کے تاثرات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مادر علمی جامعہ انوار العلوم ملتان کے بانی، ضیغم اسلام، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ''تعارف فتاوی فریدیہ'' میں لکھتے ہیں۔

☆''علامہ موصوف علوم ظاہری و باطنی میں بلند مقام رکھتے ہیں، جہاں تک فقیر کی معلومات کا تعلق ہے کوئی متداول فن ایسا نہیں جس میں مولانا نور احمد انور فریدی کو ید طولیٰ حاصل نہ ہو۔'' ۶

پاکستان کی مشہور و معروف دینی درسگاہ ''جامعہ نعیمیہ لاہور'' کے بانی استاذ العلماء، مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علمائے اہل سنت میں ایک نمایاں مقام حاصل رہا۔ آپ نے حضرت فریدی رحمۃ اللہ علیہ کو امت مصطفیٰ کریم کا رہبر و رہنما، خضر راہ اور ان کی امیدوں کا

۵ : مکتوب محبت، ۱۵ جون ۱۹۶۱ء ، از غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ

۶ : تعارف و تقریظ فتاوی فریدیہ ، ۲۹ ستمبر ۱۹۶۴ء۔

مرکز ومحور قرار دیا، لکھتے ہیں۔

☆ ’’مدارس اہل سنت وفاق اور تنظیم کی شدید ضرورت آپ کی بصیرت افروز نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔آپ کی شرکت اور زریں مشورے ضروری ہیں۔آپ امت کے لئے خضر راہ ہیں۔عوام اہل سنت کی امیدیں آپ سے وابستہ ہیں۔‘‘ ۷

فاضل اجل علامہ مولانا غلام مہر علی چشتی نے ،آپ کو ’’المحقق النبیل ،المدقق الجلیل ،علوم العقلیہ والنقلیہ کے بحر ذخار‘‘ جیسے القابات عالیہ سے یاد کیا۔لکھتے ہیں،

’’وَمن اَعاظمِ اَفاضل العَصرِ ، اَلْمُحَقّقُ النَبِیْلِ وَالْمُدَقّقُ الْجَلِیْلِ ،بَحرُ العُلُومِ اَلنَّقلِیَّة وَ الْعَقلِیَّة ، الستاذُ الْشَھِیر فِی الْافَاقِ ، اَلْعَلامَہ نُور اَحْمَدُ اَنْوَر فَریدی‘‘ ۸

علامہ موصوف مزید لکھتے ہیں،

’’مجھے ملتان اور بہاولپور میں متعدد بار (دوران حاضری امام کاظمی) یہ دلچسپ اور سہانا منظر بچشم سر دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا۔کہ خاتم المحد ثین حضرت سید احمد سعید کاظمی (طائر بلند بال) علامہ انور فریدی سے (ان کی علمی پرواز کی بدولت نہ صرف) اظہار محبت کرتے (بلکہ) انہیں مخلص ومحبوب دوست بھی سمجھتے ہیں۔اس پر مستزاد، تحقیقات علمیہ میں حضرت فریدی صاحب سے علمی مشاورت کرتے ہیں۔اور میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ امام کاظمی (چونکہ بذات خود آسمان علم وتحقیق کے نیز تاباں ہیں اس لئے) فضلاء عصر میں سے کسی سے بھی علمی مشاورت نہیں کر پاتے۔مگر علامہ انور فریدی کی علمی جبروت وجلالت سے متاثر ہوکر موصوف سے علمی تبادلہ خیال سے عار نہیں کرتے۔‘‘

۷: اقتباس، مکتوب گرامی ۲۰ مارچ ۱۹۶۰ء۔

۸: الیواقیت المہر یہ،ص ۱۳۲۔

علامہ چشتی موصوف اسی پر اکتفا نہیں کر رہے، بلکہ حضرت فریدی کی علوشان کے جس قدر معترف تھے،مزید ان کے قلم سے خود پڑھئے، لکھتے ہیں۔

’’وَھٰذِہٖ غَزَارَۃُ عِلْمِہٖ وَ عُلُوّ مَنْزِلَتِہٖ فِی التَّحْقِیْقَاتِ فِی نُورِ الشُّعُورِ مَا رَأَیْتُہٗ عَدِیْلاً مِنْ فُضَلاءِ الْعَصْرِ‘‘ ۹

’’یہ آپ کی غزارۃ علمیہ (بہت زیادہ علم) (میدان) تحقیق وتدقیق میں علو منزلت اور نور شعور (کی بہار) ہی تو ہے، مجھے تو عصر حاضر کے فضلاء میں کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نظر نہیں آتا۔‘‘ ۱۰

ولادت:

نابغہ روزگار علامہ انور فریدی ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ، بمطابق ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء بروز بدھ بوقت ظہر، خطۂ جتوئی ۱۱ (ضلع مظفر گڑھ) میں پیدا ہوئے۔اپنی پیدائش کے متعلق

۹: الیواقیت المہر یہ عربی ، ص: ۱۳۲۔ از مولانا غلام مہر علی چشتی

۱۰: الحمد للہ! اسلامی جمہوریہ پاکستان ’’صوبہ پنجاب‘‘ کا پسماندہ ضلع ’’مظفر گڑھ‘‘ کس قدر زرخیز اور بخت آور ہے جس نے ہزاروں اہل فضل وکمال اور ائمۂ علوم وفنون جنم لیے۔بالخصوص صاحب نبراس، علامہ عبد العزیز پرہاروی ۱۲۳۹ھ (تحصیل کوٹ ادو) اور علامہ نور احمد انور فریدی (تحصیل جتوئی) جیسی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں۔علامہ پرہاروی کی علمی جبروت وجلالت کا کوئی جاہل ہی منکر ہوسکتا ہے۔آپ کی علمی شہرت کا چرچا چہار دانگ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔جبکہ عالمانہ شان وشوکت کے آگے بڑے بڑے سکالر بھی بونے نظر آتے ہیں۔پھر خاک جتوئی کے مقتدر عالم دین، جنہیں عصر حاضر کے غزالی ورازی علامہ سید احمد سعید کاظمی ’’محقق القمقام، زبدۃ الاماثل‘‘ وغیرہ کے القاب سے یاد کریں، جن کی علمی و روحانی علوشان کے نہ صرف معترف، بلکہ علمی مشاورت فرماتے ہوں۔اور دیگر علمائے عصر، ’’محقق نبیل، مدقق جلیل‘‘ ’’خضر راہ امت مصطفیٰ‘‘ جیسے القاب عالیہ سے نوازتے ہوں۔بلا مبالغہ ایسے دیدہ ور لوگ روزانہ پیدا نہیں ہوتے۔راقم الحروف تحدیث نعمت کے طور پر عرض پرداز ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی کتب پر تحقیق، تخریج، تراجم اور نشر واشاعت کے حوالے سے کچھ کام کی توفیق حاصل رہی ہے اور ضلع مظفر گڑھ کا باشندہ ہونے کے ناطے ایک گونا خوشی محسوس ہو رہی ہے۔جس پر بارگاہ ایزد تعالیٰ میں جتنا بھی سجدۂ شکر ادا کروں، کم ہے۔

۱۱: ضلع مظفر گڑھ کا یہ قصبہ (جتوئی) تحصیل علی پور سے ۱۶ کلومیٹر اور دریائے سندھ سے ۶ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔جبکہ دریائے چناب یہاں سے ۱۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

---- بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر----

خود ہی یوں نغمہ سنج ہیں۔

وُلِدْتُ یومَ الاَرْبَعِ حِیْنَ ظُھْرٍ : وَ کَانَ خَمْسَةُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

اَلَا یَا شَائِقَ السَّنِّ التَوَلُّدِ : فَتُحِبُّ اَنْتَ مِنْھَا اَلْفَ الْاٰن

وَتَزَوَّدُہٗ عَلَیْہِ مَائِتة عَشراً : وَ تَجْمَعُ فِیْہ سَادس وَالْمِئَتَان

ترجمہ:۔ میں پانچ رمضان المبارک، بدھ کے دن، ظہر کے وقت، پیدا ہوا۔ خبردار! اے سن ولادت کے شوقین تجھے یہ پسند ہے کہ ایک ہزار میں ایک سودس (۱۱۰) بڑھادے اور اس میں دوصد چھ(۲۰۶) اور بھی جمع کردے۔

۔۔۔گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ۔۔۔اس کا نام جتوئی قبیلے کے باعث مشہور ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے جتوئی قبیلے کے میر بجار خان نے کم وبیش چھ سوسال پہلے آباد کیا تھا۔ جتوئی قبیلے کا تعلق میر جلال خان کی صاحبزادی مسماۃ ''جتو'' کے ساتھ ہے۔ میر جلال خان نے اپنی میراث میر رند خان، میر اشار خان، میر کورائی خان، میر ہوت خان اور مسماۃ ''جتو'' کے درمیان برابر تقسیم کی۔''جتو'' کی شادی میر چاکر خان کے بیٹے میر مراد خان کے ساتھ ہوئی تو اس کے چاروں بھائیوں نے اپنی جائیداد اپنی بہن کو جہیز میں دے دی۔ اس طرح مراد بن چاکر کی اولاد ''جتوئی'' کہلائی۔

(نگر نگر پنجاب، ص۷۷۵۔ از اسد سلیم شیخ)

یہ خطہ علم وعرفان کا گہوارہ رہا۔ اسی زرخیز مٹی کے قصبہ سبائے والہ کے پرگو شاعر تحسین سبائے والوی متوفی ۱۹۸۹ء نے جتوئی کو علامہ انور فریدی کے قدم کی برکت سے مولانا فریدی کی ''بستی'' قرار دیا۔ چند ایک اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

؎ یہ مرکز علم کا عرفان کا ہے — جتوئی مرحوم کوڑے خان کا ہے

یہاں پہ فیض خواجہ[۱] ہو رہا ہے — نصیر[۲] اس شہر میں سو رہا ہے

یہ مولانا فریدی کی ہے بستی — جہاں رحمت خدا کی ہے برستی

نظم بعنوان ''جتوئی'' (حادثۂ وفا، تحسین سبائے والوی)

ضلع مظفر گڑھ کا جغرافیہ، شاعر انقلاب کشفی ملتانی نے لکھا۔ کچھ اشعار زیب قرطاس کئے دیتا ہوں۔

؎ ''جتوئی'' عجب پر فضا شہر ہے

رواں جس جگہ نہر در نہر ہے

۔۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

---

[۱]: خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ۔ [۲]: سردار نصیر خان جتوئی، سراپا ایثار وخلوص، دیوانۂ فرید ومرید حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

تعلیم وتعلم :

قرآن مجید کی تعلیم والد گرامی مولانا مولوی محمد عبداللہ سے حاصل کی۔ قرآت وتجوید قرآن قاری عبدالکریم ساکن بستی چاچڑاں سے پائی، پھر فارسی نصاب (یعنی کریما، نام حق، پند نامہ، تحفۂ نصائح، بدائع منظوم مالابد، گلستان، بوستان، یوسف زلیخا وسکندر نامہ وغیرہ) اور علم صرف ونحو کی کتابیں اپنے والد جلیل، فاضل کبیر سے پڑھیں۔ پھر ۱۹۲۰ء میں فنون عالیہ کی تعلیم وتکمیل کے لئے یو۔پی (انڈیا) کا سفر اختیار کیا۔ وہاں کی عالی ترین، مشہور دینی درس گاہ ''بحر العلوم شاہجہان پور''[۱۲] پہنچے۔ وہاں اکثر علوم وفنون اور حدیث شریف پڑھنے کی سعادت غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے برادر کبیر، شیخ طریقت اور استاد گرامی علامۃ العصر، محدث شہیر، علامہ سید خلیل احمد شاہ کاظمی، محدث

۔۔۔۔گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ۔۔۔۔

نہ اس جا، ہیں ٹیلے نہ اس جا، ہے ریت
نظر آئیں ہر سمت سرسبز کھیت

درختان سرسبز اور سربلند
کہ چرخ چہارم پہ ڈالیں کمند

یتیم اور جانباز کی سرزمیں
کہیں اہل دل جس کو شعر آفریں

یہاں کتنے بستے ہیں ایسے مرید
رہے جن کے لب پر سدا ''یا فرید''

(جغرافیہ ضلع مظفر گڑھ) (جتوئی) ہفت روزہ بشارت، ۸ جنوری ۱۹۶۴ء شمارہ نمبر ۱)

[۱۲]: ''شاہجہانپور'' دہلی سے ۲۰ کلومیٹر کے فاصلے پر'' دریائے۔۔۔'' پہ واقع ایک بستی جو ہمیشہ علم وعرفان کا مرکز رہی ہے۔ ملک العلماء، بحر العلوم، علامہ عبدالعلی محمد، فرنگی محلی، لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۵ء جیسی نادرِ روزگار شخصیت شاہ جہان پور میں کم وبیش ۲۰ سال تک تصنیف وتالیف ودرس وتدریس میں مصروف رہی۔

امروہوی،ثم شاہجہانپوری سے حاصل کی۔

سندفراغت:

یوں سندفراغت ۱۲ذوالقعدہ ۱۳۴۱ھ بمطابق ۲۸جون ۱۹۲۳ءعلوم اسلامیہ سے فراغت پائی ۔یہاں پراس بات کے اظہار کے لئے نوک قلم بے قرار ہے کہ حضرت فریدی صاحب نے امام احمد رضاخان فاضل بریلوی کے لخت جگر محدث جلیل مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا خان بریلوی ☆سے بھی سند حدیث کی نعمت سے سربلندی وسرفرازی حاصل کی ۔مختلف علوم و فنون پہ مہارت رکھنے والے علامہ انورفریدی کے مقدر پہ رشک آتا ہے کہ انہیں چھوٹی سی عمر میں صرف ایک واسطہ(حضرت خواجہ نازک کریم چشتی فریدی) سے مشہورصوفی بزرگ عالم وعارف حضرت خواجہ غلام فرید(چشتی ،کوٹ مٹھنی ، چاچڑانی ، بہاولپوری) سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ادھردوسری طرف صرف ایک ہی واسطے (محدث شہیر،مولاناشاہ مصطفےٰ رضاخان بریلوی) سے عالم اسلام کی عبقری شخصیت شیخ الاسلام والمسلمین مراجع العلماء، امام احمدرضاخان بریلوی قدس سرہ سے شرف تلمذوسندحدیث کااعزاز وشرف نصیب ہوا۔ اس حوالے سے مولانا نوراحمدانورفریدی ،فریدی نسبت کے ساتھ ساتھ نسبت رضوی سے بھی فیض یاب ہوگئے ۔نسبتوں کی ان پرسرور بہاروں کواگر بنظر غائر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ علامہ انورفریدی آسمان علم کے وہ آفتاب وماہتاب ہیں جنہیں تادم زیست یہ شرف بھی حاصل رہاہے کہ عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے ساتھ ۳۵ سال سے بھی زیادہ تعلق برقرار کئے رکھا،علمی وعرفانی صحبتوں سے فائدہ اٹھایا،مل بیٹھناغنیمت جانا،تحریری کام کے لئے علمی مشاورتوں کا سلسلہ تادیردراز رکھا

☆: آپ کی حیات وعلمی خدمات کے لئے ’’جہان مفتیٔ اعظم ہند‘‘ کا مطالعہ فرمایئے۔حسن اتفاق دیکھئے کہ امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شاہ مصطفےٰ رضاخان سے سندحدیث حاصل کی تھی۔

۔ایک دوسرے کے جانثار رفیق اوردست بازوبنے رہے۔مستزادیہ کہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے برادرکبیرعلامہ سیدخلیل احمدشاہ کاظمی محدث امروہوی سے ان دونوں ہستیوں نے اکتساب فیض اورسندحدیث حاصل کی ۔اس لحاظ سے گردوں فراز علمی وروحانی شخصیت ،امام کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اورخاکِ جتوئی میں جنم لینے والے مایہ ناز عالم وعارف مولانا انورفریدی رحمۃ اللہ علیہ آپس میں استاد بھائی ٹھہرتے ہیں اور پرخلوص محبت اور بے غرض دوستی کا یہ سلسلہ تمام عمرقائم واستواررہا۔ نسبتوں کے اس پرخلوص اورقابل رشک سلسلوں پراگر مزیدغوروخوض کیا جائے تو علامہ انورفریدی تیسرے واسطے سے حضرت مولاناارشادحسین محدث رام پوری ، چوتھے واسطے سے شاہ احمدسعیدمجددی اور پانچویں واسطے سے شاہ عبد العزیزمحدث دہلوی اورچھٹے واسطے سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ،ایسے پیکران صدق وصفا اورعلم وعمل کے کوہ گراں ہستیوں کے تلامذہ میں شمارہوتے ہیں۔**ذلک فضل اللہ یوتہ من یشاء** (القران)

واضح رہے آپ کی سندحدیث بائیس مختلف واسطوں سے حضرت امام بخاری تک پہنچتی ہے جس کاخلاصہ یہ ہے۔

(۱)علامہ نوراحمدانورفریدی(۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸جنوری ۱۸۹۹ء/ اپریل ۱۹۶۹ء) نے

(۲) استاذ العلما خاتم المحدثین علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۸نومبر ۱۹۷۰ء) سے سندحدیث حاصل کی ۔۔۔۔۔۔اورآپ نے

(۳) شمس المحدثین حضرت مولانا ریاست علی خان محدث شاہ جہانپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۶ستمبر ۱۹۳۰ء) سے سند حدیث حاصل کی ۔

۔۔۔۔۔۔اور انہوں نے

(۴) نبراس الفقہا مولانا ارشاد حسین فاروقی مجددی محدث رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۱۱ھ) سے سند حدیث حاصل کی۔۔۔۔۔۔۔اور آپ نے

(۵) شیخ المشائخ حضرت شاہ احمد سعید مجددی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئے) سے سند حاصل کی۔۔۔۔۔۔

(۶) اور انہوں نے سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷ شوال ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء) سے سند حاصل کی۔

(۷) انہوں نے سند حدیث اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) سے حاصل کی۔

(۸) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ ابو طاہر محدث کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی رمضان المبارک ۱۱۴۵ھ بمطابق ۱۷۳۲ء مدینہ منورہ میں)

(۹) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ ابراہیم محدث کردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸ ربیع الاول ۱۱۰۱ھ) سے۔

(۱۰) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ احمد محدث قشاشی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷۱ھ بمطابق ۱۶۶۱ء)

(۱۱) اور انہوں نے سند حدیث شیخ احمد محدث شناوی المصری رملی المدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸ ذی الحجہ ۱۰۲۸ھ، مدینہ منورہ میں) سے حاصل فرمائی،

(۱۲) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ محمد بن احمد محدث مجدد رملی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳ جمادی الاول ۱۰۰۴ھ) سے

(۱۳) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ زکریا بن محمد انصاری محدث مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ ذی قعدہ ۹۲۶ھ) سے

(۱۴) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ احمد بن علی المعروف محدث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ) سے

(۱۵) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ زین العابدین ابراہیم بن احمد محدث تنوخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۰ھ) سے

(۱۶) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ ابو العباس احمد بن ابی طالب محدث حجاز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵ صفر ۷۳۰ھ بوقت عصر) سے

(۱۷) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ سراج دین حسین بن مبارک محدث زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳ صفر ۶۳۱ھ بغداد) سے

(۱۸) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ عبداللہ بن عیسیٰ السجزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶ ذی قعدہ ۵۵۲ھ) سے

(۱۹) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر محدث داؤدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی شوال ۴۶۷ھ) سے

(۲۰) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد محدث سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ذو الحجہ ۳۷۳ھ) سے

(۲۱) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف محدث فربری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ شوال المکرم ۳۲۰ھ) سے

(۲۲) اور انہوں نے سند حدیث حاصل کی امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل شافعی بخاری

رحمۃ اللہ علیہ (متوفی یکم شوال المکرّم ۲۵۶ھ) سے ۱۳

آغاز سلسلۂ درس وتدریس:

ایک مدت تک اپنے آبائی شہر ''جتوئی'' میں رہ کر درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔علوم و فنون کے موتی لٹائے۔شب وروز کی محنت شاقہ اور کثرت مطالعہ، درس وتدریس اور تحقیق و تدقیق کے ایسے پھول کھلائے کہ جتوئی جیسے علمی پسماندہ صحرائی علاقہ کو رشک فردوس بنا ڈالا ۔اسی تناظر میں مجید امجد مرحوم بے ساختہ پکار اٹھے۔

؎ اگر فردوس ہے دنیا میں کوئی : جتوئی ہے جتوئی ہے جتوئی ۱۴

چونکہ اس وقت (۱۹۲۴ء) جتوئی کی مثال ایک جنگل اور ویرانے کی سی تھی۔غزالی زماں ،رازی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو ملاحظہ فرمایا، تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

''جنگل میں یہ پھول کیسے اُگ آیا''

زمین جتوئی کے مایہ ناز شاعر ''فردوسی سرائیکی، غلام حیدر یتیم جتوئی'' نے خوب کہا ہے۔

؎ خبر نہیں گلستان کو : دشت میں بھی بہار ہوتی ہے

پھر مدینۃ الاولیاء ملتان میں جامعہ انوار العلوم تشریف لے گئے۔شیخ الادب کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔اس کے ساتھ جامعہ ہذا میں نظامت کے فرائض بھی سنبھالتے رہے ۔پھر ۱۹۶۲ء میں ہارون آباد ضلع بہاولنگر کے مدرسہ رضویہ میں صدر المدرسین کی حیثیت سے دو سال تک تشنگان علوم وفنون کو سیراب فرماتے رہے۔ ۱۵

---

۱۳ : امام کاظمی حصہ اول، ابوالبیان محمد جمیل الرحمٰن سعیدی، ناشر: کاظمی پبلی کیشنز، جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

۱۴ : ہفت روزہ ''بشارت''، مظفر گڑھ اشاعت ۸ فروری ۱۹۶۳ء

۱۵ : ''الیواقیت المہر یہ فی شرح الثورۃ الہندیہ'' علامہ مولانا غلام مہر علی گولڑوی۔ مکتبہ مہریہ ، چشتیاں شریف

بیعت:

ابھی آپ طفل مکتب، یعنی جماعت چہارم میں ہی تھے کہ عالم روحانیت کے امام، میر غم، شہ درد، بادشاہ الم، شاعر ہفت زبان، سرائیکی زبان کے امرء القیس حضرت سیدنا خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ۱۶ (۱۲۶۱ھ/۱۳۱۹ھ) کے لخت جگر حضرت خواجہ محمد بخش صاحب المعروف نازک کریم ۱۷ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۳ھ/۱۳۲۹ھ) کے چشمہ ہائے فیوض و برکات ایک سیل رواں کی طرح ابل رہے تھے اور ایک دنیا مستفید ہو رہی تھی۔حضرت خواجہ نازک کریم رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جتوئی میں جلوہ آراء ہوئے۔تو آپ کے والد گرامی مولانا محمد عبداللہ فریدی بھٹی بغرض بیعت عرض پرداز ہوئے،

---

۱۶ : آپ کی ولادت باسعادت ۲۶ ذیقعدا اپنے آبائی قصبے چاچڑاں میں ہوئی، والد گرامی محبوب الٰہی نے کان میں ''اذان'' کہی۔ ہزاروں روپے ان کے سر پر ''صدقہ'' کئے۔اس دن چاچڑاں کے بام ودر نغمہ ہائے شادی اور مبارک بادی سے گونج اٹھے۔شہر میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔اور کئی وقت کھانا تقسیم ہوتا رہا۔
تفصیل کے لئے ''خواجہ فرید اوران کا خاندان'' طاہر محمود کوریجہ۔''مناقب فریدی'' شہزادہ احمد اختر۔''ہفت اقطاب'' مولانا غلام جہانیاں، وغیرہم کتب ملاحظہ فرمائیے۔

۱۷ : آپ کی ولادت باسعادت ربیع الاول ۱۲۸۳ھ میں ہوئی۔حضرت فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ''لعاب دہن'' دے کر ابتدائی نشوونما کی آبیاری کی اور ان کے مقام اعلی کی نشان دہی بھی کی۔''گھٹی'' حضرت فخر جہاں کی۔تربیت حضرت خواجہ غلام فرید نے کی۔خواجہ محمد بخش صاحب کو ''نازک کریم'' بنتے دیر نہ لگی۔آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور پھر مروجہ رسم کے مطابق ظاہری علوم جید علماء سے حاصل کئے۔مشکوٰۃ، شرح جامی، لوائح جامی اور شرح عقائد اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور پھر جوں جوں عمر بڑھتی گئی۔ان کی خوبیاں نکھرتی گئیں۔خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند دلبند کی علمی وروحانی تربیت کے لئے ہر آن متوجہ رہے اور پھر وہ مقام آن پہنچا کہ وہ باطنی کمالات کے درجہ اعلی پر فائز ہو گئے۔سلوک کی منزلیں بھی اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی طے کیں اور تکمیل کے اس درجہ پر جا پہنچے کہ عوام کی فلاح و بہبود اور فیض عام کے لئے انہیں نیچے لانا پڑا۔۔۔۔تلامذہ میں خواجہ احمد دین صاحب، سجادہ نشین پر اراں شریف۔مولانا نور احمد صاحب، پائی شریف۔مولانا محمد یار، گڑھی اختیار خان، آپ کے علم وفضل کے خوشہ چینوں میں شامل تھے۔ (خواجہ فرید اوران کا خاندان۔۔۔خواجہ طاہر محمود کوریجہ)

حضرت مولانا احمد علی فریدی صاحبزادۂ علامہ انور فریدی نے راقم الحروف کو بتایا کہ والد محترم (علامہ انور فریدی) کے عہد طفولیت کا واقعہ ہے۔انہوں نے کئی بار ہمیں خود بیان فرمایا کہ پیر طریقت حضرت خواجہ غلام نازک کریم سائیں ہمارے گھر جتوئی میں والد ماجد حضرت مولانا محمد عبداللہ کے ہاں تشریف لائے۔آپ نے مجھے حضرت کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر کے عرض کیا، حضور نور احمد میرا بیٹا ہے اسے شرف بیعت سے نوازیں حضرت قبلہ نے اپنا روئے انور میری طرف متوجہ کیا ور چشم سیاہ مست سے دیکھا اور فرمایا: مولانا یہ بچہ ابھی کم سن ہے، لائق بیعت نہیں۔والد بزرگوار نے عرض کیا حضور! اگر یہ بچہ آج ہی فوت ہو جائے تو کیا بے مرشد اور بے پیرا ہو کر مر جائے ؟ راسخ العقیدہ، پیر پرست اور قادر الکلام شاعر، ''یتیم جتوئی'' نے بجا کہا ہے۔

؎ صاف یتیم سنیہا متا : بے پیرے توں بہتر کتا [دریتیم]

حضرت نے سر ہلاتے ہوئے میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیئے، رسیلی آنکھیں بند فرمالیں۔توجہ خاص سے نوازا۔ پھر آنکھیں کھول کر فرمایا: مولانا مبارک ہو آپ کے بیٹے کی بیعت ہوگئی۔اب تو خوش ہو، نا۔والد محترم حضرت علامہ انور فریدی فرمایا کرتے تھے۔کہ اس کے بعد میرے والد محمد عبداللہ نے فرمایا نور احمد چوتھی کلاس میں پڑھتا ہے مگر اسے ا، با، تا، ثا کے سوائے کچھ نہیں آتا۔حضرت نے متاثر کن لہجے میں پورے وثوق سے فرمایا: مولانا! تم تو کہتے ہو اسے کچھ نہیں آتا کب پڑھے گا؟ کیا پڑھے گا؟ اس کے موئے ناصیہ اس بات پہ غماز نظر آرہے ہیں کہ یہ بچہ علماء اور فضلاء وقت کو درس دے گا۔قطب وقت کی زبان سے نکلا ہوا یہ جملہ حرف بحرف پورا ہوا۔جب آپ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں امام الائمہ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوئے تو بڑے بڑے علماء وقت نے آپ سے شرف

تلمذ پایا۔اور آپ ان کے ہر قسم کے علمی سوالات کے جوابات ایسے علمی انداز میں دیتے کہ انہیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ۱۸

تلامذہ اور تصنیف:

حضرت مولانا انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی خدمتِ دین سے عبارت ہے۔درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور فتویٰ نویسی میں آپ کی اعلی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔درس وتدریس کے ذریعے سینکڑوں طلباء، علماء اور فضلاء کو فیض یاب کیا۔عصر حاضر کے مقتدر علمائے دین صاحبزادہ سید سجاد سعید کاظمی ۱۹ ، حضرت علامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مصطفے رضوی ۲۱ ، پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی

---

۱۸ : سوانح فریدی، ص ۵۵۔ ملحقہ ''اسلام میں قوالی کا تصور''، از علامہ نور احمد انور فریدی، مرتب: غلامی جیلانی چاچڑ

۱۹ : افسوس گلستان موسی کاظم کے یہ گل سرسبد، نور چشم، غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہما اس جہان فانی سے پردہ پوش ہوگئے۔ ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والے حیات مستعار کے آخری سال تک اپنے استاد گرامی حضرت فریدی صاحب کے عرس مبارک میں ضرور تشریف لاتے۔اور خطاب لاجواب میں بیانگ دہل رشتۂ تلمیذ بیان فرماتے۔قیام بہاولپور کے دوران، ان دونوں بزرگوں کے لئے رات کے ایک بجے چائے تیار کر کے حاضر خدمت کرتے۔

۲۰ : حسن صوری ومعنوی سے آراستہ پیراستہ، بے مثال مدرس، محقق، مدقق، زبردست مناظر اور کامیاب خطیب گونا گوں صفات کے حامل تھے۔چھوٹی بڑی ۱۰۰ کتب کے مصنف ومولف، ان میں ''مقام رسول'' عرب وعجم میں مقبول ومحبوب، مشہور اور نمایاں ترین ہے۔حیات وخدمات کے لئے مشاہیر وقت کے تاثرات پہ مشتمل ''بیہقیٔ وقت'' قابل مطالعہ کتاب ہے۔

۲۱ : موصوف ایک کہنہ مشق مدرس اور قابل فخر مفتی ہیں۔حضور غزالیٔ زماں کے ہی حکم ومنشاء پر جامعہ انوار العلوم میں تدریس کے ساتھ ساتھ منصب افتاء پر فائز ہیں۔مختلف مسائل پہ مشتمل ہزاروں فتاوی جات زیر ترتیب ہیں۔ عمر گرامی کی ۸۲ سال کی بہاریں دیکھ چکے ہیں۔عربی ادب کی کتب ''سبع معلقات اور مقامات حریری'' کا سلیس، عام فہم، خوبصورت ترجمہ قبلہ مفتی صاحب کی خداداد صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ؎ عمرت دراز باد

صاحب۲۲، حضرت مولانا غلام قادر غوثوی دامت برکاتہ۲۳ اور دیگر بے شمار علمائے دین آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

بیشۂ تحقیق گھنا اور وسیع و عریض میدان ہے۔ تصنیف و تالیف میں تحقیق و تدقیق کی نئی راہیں کھولنا ارباب علم وفضل کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ کامل جستجو اور مکمل تحقیق کے بعد کچھ سپرد قلم کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ اسے اصحاب علم بخوبی جانتے ہیں۔

حضرت علامہ انور فریدی رحمۃ اللہ علیہ کی عالمانہ ومحققانہ تحریریں اور مقالات اسی قبیل سے ہیں۔ مولانا فریدی نے جو کچھ بھی لکھا خوب سے خوب تر لکھا۔ انداز تحریر اپنے اسلاف علماء کی طرز پر عالمانہ ومحققانہ ہے۔ وہ ایک غیور وجسور سنی اور صحیح معنی میں عاشق رسول کی حیثیت سے ایک بے باک اہل قلم تھے۔ ان کے ہاں بدمذہبوں کے لئے کچھ بھی رکھ رکھاؤ نہ تھا۔ ان کا قلم اعلحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل شعر کا نمونہ رہا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں شر نہ کریں

آپ کی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر لائی جاتیں تو اہل علم اور اصحاب شوق متمتع ہوتے اور ان کے لئے اور زیادہ فرحت وشادمانی کا سامان پیدا ہوتا۔ آپ کی مطبوعہ و

۲۲ : پروفیسر موصوف، فریدی نسبت کے حامل، غزالی زماں کے تلمیذ خاص ہیں، علامہ فریدی کے بعض خطوط جو انہوں نے اپنے استاد گرامی علامہ انور فریدی کے نام ارسال کئے تھے۔ ان کے مطالعہ سے طب میں ان کی گہری دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی علمی جلالت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ غزالی زماں کے ساتھ تحریری کام میں ممد ومعاون رہے۔

۲۳ : آپ علمائے علی پور میں سے ہیں۔ حضرت خواجہ غوث محمد مہاروی سے بیعت ہونے کے ناطے ''غوثوی'' کہلاتے ہیں۔ علی پور کے ممتاز عالم دین علامہ عبدالغفور غوثوی کے پیر بھائی اور ہم جماعت ہیں۔

غیر مطبوعہ تصانیف وتالیفات میں سے چند یہ ہیں،

(۱) ''فتاوی فریدیہ'' مطبوعہ ستمبر ۱۹۶۴ء۔ چند مسائل پہ مشتمل مختصر سی کتاب ہے، غزالی زماں کی تقریظ اور تعارف سونے پہ سہاگہ ہے۔

(۲) ''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اصلی ہیرو اور اسماعیلی تحریک کا پس منظر'' مطبوعہ، جون ۱۹۵۷ء

(۳) ''اِبَاحَۃُ السَمَاعِ وَلَوْ مَعَ الْعُوْدِ وَالْیَرَاعِ'' المعروف ''اسلام میں قوالی کا تصور''۔ یہ کتاب اگست ۲۰۰۶ء میں مصنف کے حالات طیبات اور قوالی کے متعلق ایک مختصر سے مقدمہ کے ساتھ راقم الحروف کی کاوش سے شائع ہوچکی ہے۔

(۴) ''افاضات فریدیہ'' (مطبوعہ)۔

(۵) '' بشریت مصطفے ﷺ'' ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ'' کی محققانہ تفسیر ہے۔

(۶) ''حِلَّتُ ذَبِیْحَہ مَنْذُوْرَہ'' پر عالمانہ ومحققانہ مقالہ ہے۔ ۲۴

(۷) ''اِثْبَاتُ سَمْعِ الْمَوْتٰی مِنَ الْکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ''

(۸) ''مَوَاقِیْتُ الصَّلوٰۃ''، اہل قرآن کی طرز پر صرف آیات قرآنیہ سے پانچ نمازوں اور ان کے اوقات کا اثبات ہے۔

(۹) '' شہادت سیدنا امام حسین علیہ السلام''، ماشاء اللہ یہ ضخیم وعظیم کتاب زبردست اور جاندار دلائل کے ساتھ قلمی حالت میں کسی دردمند ناشر کی راہیں تک رہی ہے۔

(۱۰) ''سِرّ الْوُدُود فِی وَحْدَۃِ الْوُجُود''، مسئلہ وحدۃ الوجود پر ضخیم محققانہ مقالہ اور کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' کی عمدہ توضیح ہے۔

۲۴ : ۴، ۵، ۶، یہ تینوں مقالات ماہنامہ ''السعید'' کی پرانی فائلوں میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

(۱۱)''النبی الشاہد''(مطبوعہ)اس محققانہ مقالہ میں مصنف نے حضور سید دو عالم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر قرآن وحدیث، اجماع امت، سلف الصالحین اور مخالفین کی عبارات پر مبنی ثبوت فراہم کیے۔

عصر حاضر کے وہ علمائے کرام جنہوں نے اس موضوع پر اردو زبان میں قلم اٹھایا اور قابل مطالعہ مقالات سپرد قلم کیے ہیں، چند ایک کتب اور اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱)مسئلہ حاضر ناظر۔۔۔۔مولانا سید محمد اشرف مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۲)حاضر وناظر وعلم غیب ملا علی قاری کی نظر میں ۔۔ مولانا محمد فرید اختر رضوی (مطبوعہ)۷۲صفحات۔

(۳)تحقیق حاضر وناظر۔۔حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی بہاول پور۔

۳۲صفحات، مکتبہ اویسیہ سن اشاعت ۱۹۶۰۔ ۲۵

(۴)''مِقْیَاسُ الْحَنَفِیَّةِ فِی رَدِّ اَهْلِ الْغُرَابِ وَالْبِدْعِیَّةِ''۔المعروف ''مقیاس حنفیت'' امام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی اسی بے مثال کتاب میں نبی کریم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے دلائل میں ۱۸ آیات قرآنیہ، ۱۸ احادیث مبارکہ اور اقوال بزرگان اور خود اکابر دیوبند کی کتب سے کافی اقتباس پیش کیئے۔ ۲۶

(۵) تنویر الخواطر بتحقیق الحاضر والناظر ص ۲۲۸، امام المناظرین حضرت مولانا صوفی اللہ دتا رحمۃ اللہ علیہ مولانا سرفراز خاں صفدر صاحب کی کتاب ''تسوید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر'' کا مکمل اور محققانہ رد بلیغ اور مسئلہ حاضر وناظر کی عام فہم توضیح۔

---

۲۵ : دیکھئے، ''مرآۃ التصانیف'' جلد اول۔۔از مولانا حافظ عبدالستار سعیدی

۲۶ : ''مقیاس الحنفیت'' ص: ۲۶۳ تا ۲۹۰

(۶)تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔غزالئ زمان، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ، صفحات ۱۳۳۔ ۲۷

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی محققانہ تصنیف لطیف جس میں حاضر وناظر کی لغوی تحقیق، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لفظ حاضر وناظر کے اصلی اور حقیقی معنی۔اللہ تعالی کی شایان شان نہیں بلکہ ان سے اللہ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔بے شمار محدثین، مفسرین اور شارحین حدیث کی کتب اور اپنی ذاتی تحقیق انیق سے ''مسئلہ حاضر وناظر'' پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔

''فیض الباری شرح صحیح بخاری'' مولانا انور شاہ کشمیری اور صاحب ''فتح الملہم'' کے بعض اعتراضات کا رد بلیغ اور ان کی بعض عبارات پر تعاقب اور محاکمہ فرما کر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا۔

(۷)صاحب مقالہ حضرت علامہ انور فریدی اور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگوں کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کرنے والے، استاذ العلماء حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''مقام رسول'' میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی۔تحقیق وتدقیق کے وہ پھول کھلائے جسے قدرت کا خاص عطیہ کہا جا سکتا ہے۔

صاحب ''مقام رسول'' علامہ فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار علمائے محدثین، مفسرین اور شارحین کی تحقیقات جلیلہ کا نچوڑ، عرفائے کاملہ حضرات صوفیہ کے اقوال کا خلاصہ اور ایک نقاد کی حیثیت سے مخالفین کے اعتراضات کا جو قلع قمع کیا، وہ صرف لائق مطالعہ ہی نہیں، قابل تحسین بھی ہے۔ ۲۸

(۸)''من عقائد اہل سنت'' عربی جس کا اردو ترجمہ ''عقائد ونظریات'' کے نام سے خود

---

۲۷ : ''مقالات کاظمی'' حصہ سوم، صفحہ ۱۰۵ تا ۲۳۷۔ناشر: بزم سعید مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

۲۸ : علامہ فیضی کی شہرۂ آفاق کتاب ''مقام رسول'' ص: ۴۰۰ تا ۴۸۴۔ اہل شائق ملاحظہ فرما سکتے ہیں

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقت رقم قلم سے ہے اس کتاب میں حضرت فاضل مصنف، شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے باب نمبرے بعنوان ''روح اعظم ﷺ کی کائنات میں جلوہ گری'' میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے حاضر و ناظر کے متعلق کتاب مذکور کے ص ۲۹۵ سے ۳۶۶ تک جامع و مانع محققانہ گفتگو سپرد قلم فرمائی ہے۔ ابتداء میں تحریر فرماتے ہیں۔

''ابتدأ میرا خیال تھا کہ اس موضوع پر زیادہ مواد نہ ملے گا لیکن جوں جوں مطالعہ کرتا گیا یہ انکشاف باعث حیرت بنتا گیا کہ اس موضوع پر اتنا زیادہ مواد ہے کہ اسے سمیٹنا مشکل ہے۔''

آپ نے جن حضرات کی تصانیف عالیہ سے استفادہ کیا، شائقین کی دلچسپی کا سامان فراہم کرتے ہوئے ہم چند ایک نام تحریر کرتے ہیں۔

(☆) '' المنجلی فی تطوّر الولی ''

عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، امام، علامہ

(☆) ''تنویر الحلک فی رویۃ النبی و الملک''

عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی، امام، علامہ

(☆)'' تعریف اھل الاسلام والایمان بانَّ محمداً لایخلو منه مکان ولا زمان ''

علی نوردین حلبی ، صاحب ''سیرت حلبیہ''

(☆) '' القول السدید فی تحقیق معنی الشاھد و الشھید ''

حضرت عطامحمد چشتی گولڑوی، المدرسین

(☆)''الیواقیت والجواھر اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر و الناظر ''

محمد امین، مفتی، علامہ

(☆) '' الشاھد '' (حق اکیڈمی مبارک پور انڈیا)

عبدالمنان اعظمی، بحرالعلوم مفتی

(☆) ''مسئلہ حاضر وناظر''

محمد عنایت اللہ قادری، مناظر اہلسنت (سانگلہ ہل)

(۹) ''النبی الشاہد''۔ یہ جامع و مانع پر مغز مقالہ جو ایک جاندار مقدمہ پہ مشتمل ہے۔ ارباب محبت کیلئے ایک تحفہ سے کم نہیں۔ حضور سید دو عالم ﷺ کے حاضر و ناظر کے ثبوت میں آیۃ قرآنیہ'' یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً '' سے استدلال، پھر ائمہ لغت کی کتب سے لفظ'' شاہد'' کی لغوی تحقیق پھر اس سے جو نتیجہ اخذ فرمایا قابل تعریف ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

غور فرمایئے کہ لفظ'' شاہد'' اپنے لغوی معنی کی رو سے نہ صرف حاضر و ناظر ''الحضور مع المشاھدہ بالبصر'' ہر دو کے مجموعی معنی پر مشتمل ہے۔ بلکہ از روئے لغت ''الحضور مع المشاہدۃ بالبصیرۃ'' روحانی اور علمی نگاہ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور نگرانی وحفاظت کا مفاد بھی۔ پھر آگے لکھتے ہیں،

'' بالفاظ دیگر'' شاہد'' از روئے لغت نہ صرف اعمال وافعال کو ملاحظہ کرنے والا ہوتا ہے بلکہ دلی کیفیات و جذبات اور ان کے مدارج ومراتب پر نظر رکھنے کے علاوہ مکروہات سے بچانا اور مصائب سے نجات بھی دلاتا ہے۔'' دیکھئے ص ۱۳

بعض کوتاہ فکر اپنی کم فہمی یا ہٹ دھرمی کی بنیاد پر حاضر و ناظر کا اطلاق ما سوا اللہ پر کفر وشرک قرار دیتے ہیں۔ اور قائلین (سرکار دو عالم ﷺ کے وہ غلام جو آپ ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے اور جانتے ہیں) کو کافر ومشرک بنا دیتے ہیں۔ مصنف رسالہ ہذا اس عقیدۂ بد کا قلع قمع کرتے ہوئے اپنے برق بار قلم سے یوں خامہ فرسا ہیں۔

صاحب مقالہ نے ’’فائدہ جلیلہ‘‘ کے نام سے ذیلی عنوان قائم کیا ہے۔اس میں لکھتے ہیں،

’’اہل عربیت اور ماہرین قرآن وحدیث جانتے ہیں کہ حاضر وناظر دونوں عربی لفظ ہیں اور عالم وشاہد کی طرح اسم فاعل ہیں۔مگر شریعت مطہرہ میں اللہ تعالی کے اسماء توقیفیہ اور ماثورہ میں ان کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ بالفاظ دیگر حاضر وناظر اللہ تعالے کے شرعی ناموں میں سے نہیں ہیں۔‘‘

عجمی لوگ صحابہ کرام اوران کے بعد آنے والوں کی اسلامی زندگی سے متاثر ہوکر اسلام میں داخل ہونے لگے تو ان لوگوں کے لئے عربی زبان کو اپنانا ضروری ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں عرب کے ہمسایہ ممالک کی عوامی زبان عربی ہوگئی۔عجمی قومیں جو خالص عرب نہ تھیں الفاظ کے استعمال میں وہ حزم واحتیاط نہ برت سکیں جو عربوں کا خاصہ تھا۔چنانچہ ایک زمانہ آیا کہ اللہ تعالی کو حاضر وناظر کہا جانے لگا اوران الفاظ کا اطلاق اللہ تعالی پر عام ہوگیا۔

علمائے امت اور فقہائے ملت نے ان کلمات کے اللہ تعالی پر بلا تاویل بولنے کو ناجائز اور حرام بلکہ کفر تک قرار دے دیا۔کیونکہ ان الفاظ کے حقیقی اور وصفی معنی میں جسم وجسمانیت اور حدوث وامکان پائے جانے کی وجہ سے اللہ تعالی کے وجوب اوراس کی تنزیہ، تقدیس پر حرف آتا تھا۔لہذا عموم بلوی کی بنا پر محتاط علمائے فقیہ نے حاضر وناظر کے تاویلی معنی کر کے ان کلمات کا اطلاق اللہ تعالی پر جائز قرار دے دیا۔

’’الغرض یہ حقیقت ہے کہ حاضر وناظر کا بلا تاویل اللہ تعالی پر بولنا حرام وناجائز بلکہ کفر ہے چہ جائیکہ اللہ تعالی کے مخصوص اسماء ہوں اور ان کے کسی کے اوپر بولنے سے شرک لازم آجائے۔‘‘

مگر کمالات انبیاء کے بدخواہ اور دریدہ دہن گستاخان نبوت ہیں کہ حاضر وناظر کلمات کا

حضرت رسول ﷺ کے لئے استعمال کرنا کفر وشرک قرار دیئے جارہے ہیں۔یہ لوگ قرآن وحدیث، اطلاقات شریعت اور حقائق لغت عربیت سے کس قدر جاہل ہیں۔

یہ علم وعقل سے عاری اتنا نہیں جانتے کہ یہ ہر دو کلمات اپنے اصلی اور حقیقی معنی کی رو سے ایسی ذات پر بولے جاتے ہیں جو جسم وجسمانیت رکھتی ہو اور لوازم حدوث وجسمانیت سے متصف ہو۔‘‘ ملاحظہ فرمایئے رسالہ ہذا

پھر مولف رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کی متداول تفاسیر میں سے ’’شاہد‘‘ کے معنی ومطلب کو ضبط تحریر میں لائے۔

خصوصاً ’’تفسیر جمل، مدارک، روح المعانی‘‘ میں سے لفظ ’’شاہد‘‘ کے معنی ومطلب کو واضع کرنے کے لئے اقتباس پیش کئے۔

اہل ذوق کی معلومات میں اضافہ کے لئے، بیضاوی، نیشاپوری، ابن جریر، الخازن، معالم التنزیل، تفسیر ابن عباس، ابن کثیر اور تفسیر عزیزی وغیرہم کی جلدات اور صفحات کی نشاندہی کی۔مسئلہ حاضر وناظر کے ثبوت میں علمائے محدثین میں سے صاحب تیسر القاری شرح صحیح بخاری، شیخ نور الحق محدث دہلوی۔شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری۔مسک الختام شرح بلوغ المرام۔اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔فتح الباری شرح صحیح بخاری۔زرقانی شرح مواہب۔زرقانی شرح موطا امام مالک۔کتاب المیزان، امام شعرانی۔اوجز المسالک۔مواہب اللدنیہ۔فتح الملہم، از مولانا شبیر احمد عثمانی۔سعایہ، از مولانا عبدالحئی لکھنوی وغیرہم کی کتب سے استفادہ کیا۔

پھر ’’تذنیب‘‘ اور ’’تکمیل‘‘ ’’اشکال اور حل‘‘ کے عنوانات قائم کر کے مزید ایسے ٹھوس شواہد اور صلحائے امت کے مشاہدات سپرد قلم فرمائے، جس سے عقل سلیم کو انکار کی گنجائش ہو

نہیں سکتی۔

غرض اگر تعصب کا فاسد مادہ دل سے نکال کر زیرنظر مقالہ کا محبت اور کمال خلوص و دیانت سے مطالعہ کیا جائے تو مسئلہ حاضر و ناظر کے ثبوت میں کافی وشافی مواد فراہم ہوتا ہے۔جس سے مولف کی حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی ذات گرامی سے سچی اور والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ ان کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔''خیر الکلام ماقل و دل ''جس اختصار و جامعیت کے ساتھ علامہ فریدی نے قلم اٹھایا ہے وہ قابل تحسین ہے۔

وصال مبارک:

راقم الحروف کو جتوئی کی ایک معروف روحانی شخصیت ،محمد ادریس جنیدی نے بذات خود ہی بیان فرمایا کہ''علامہ انور فریدی'' جب جتوئی سے آخری مرتبہ ہارون آباد (بہاول نگر) روانہ ہوئے ،تو میں عرض گزار ہوا۔''قبلہ! آج خلاف معمول عصا[۲۹] ہاتھ میں نہیں تھمایا ہوا۔'' بولے!''اب اس کی ضرورت ختم ہو چکی ہے۔''[۳۰]

۲۹ : ہاتھ میں عصا رکھنا سنت انبیاء ہے۔ہاں! رسول اللہ ﷺ گاہے بگاہے بالخصوص خطبہ دیتے وقت استعمال فرمالیا کرتے تھے،اس کی فضیلت وسنیت پر امام ملاعلی قاری محدث مکی کا رسالہ'' الانباء بأن العصا من سنن الانبیاء،عربی '' مجموعہ رسائل ملاعلی قاری، رسالہ نمبر ۲۰، جلد ۲، ص:۴۱۶، میں ملاحظہ فرمائیے۔

۳۰ : کون کب مرے گا، اللہ تبارک وتعالی خوب جانتا ہے اور اولیاء اللہ و کاملین اس کی عطا سے ضرور جانتے ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''کہ شیخ بہاؤالدین الاخمیمی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنی بیماری کے دوران زائرین کی پریشانی کو دیکھ کر فرمانے لگے میں اس تکلیف کے باعث نہیں مرتا، حاضرین عرض گزار ہوئے آپ نے کس طرح جان لیا ہے۔فرمایا مجھے خود ملک الموت نے خبر دی ہے کہ تیری عمر ۸۵ سال ہے۔'' (المنن الکبری ص ۵۰۰)

''ابن بکار نے کہا ہے کہ ہم نے مَصّیصة نامی شہر میں صبح کی نماز باجماعت ادا کی۔امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا :اِنّیِ رَجلٌ من اَھل الجنة وانی اموت الیوم ---بقیہ اگلے صفحہ پر---

بالآخر ایسا ہی ہوا، مدرسہ رضویہ ہارون آباد میں پہنچے، کچھ وقت بعد اپریل ۱۹۶۹ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے جان شیریں، جاں آفریں جل وعلا کے حوالے کر دی۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

نماز جنازہ :

آپ کے پیر بھائی ،فقیہ العصر، حضرت مولانا نیاز احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب و مہتمم جامعہ فاروقیہ فریدیہ جامع مسجد سردار بہادر خان (علی پور) نے پڑھائی۔

تدفین:

جامع مسجد نوریہ فریدیہ کے جنوبی سمت میں اپنے والد ماجد کے ساتھ محو استراحت ہیں۔گویا زبان حال سے یوں نغمہ سرا ہیں:

اجل سے اور بھی بڑھ جائے گا جلال اپنا
خدا گواہ کہ وہ تاجدار ہیں ہم لوگ

''النبی الشاہد'' پر کام اور اسباب تاخیر:

راقم الحروف نے حضرت علامہ انور فریدی کی کتاب'' اِبَاحَةُ السَمَاعِ وَلَوْ مَعَ الْعُوْدِ وَالْیَرَاعِ '' بنام ''اسلام میں قوالی کا تصور''،قلمی نسخہ کی تقریباً ۲۰۰۶ء میں کمپوزنگ کرائی۔

---گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ---''میں ایک بہشتی مرد ہوں اور میں نے آج ہی مر جانا ہے۔'' جسے بھی کوئی حاجت درپیش ہو تو میرے ہاں آجائے، عصر کے وقت وہ مرد خود آگاہ سجدہ کی حالت میں خدا کے حضور جا پہنچا۔''
(المنن الکبری عربی ص ۱۷۳)

ان واقعات کی روشنی میں، ''آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں''
مرقومہ بالا مصرعہ کا مفہوم درست نہیں لگتا۔کاملین اس سے ضرور مستثنی ہیں یا اس کی تاویل، یعنی ذاتی طور پر کوئی نہیں جانتا۔
(خیر الاذکار فی مناقب الابرار، اردو ترجمہ، ص:۱۳۴۔مترجم: غلام جیلانی چاچڑ، ناشر: مہاروی چشتیہ رباط)

تعارف مصنف اور بعض مقامات پر حواشی قائم کئے۔ پروف ریڈنگ کا سا مشکل کام بڑی دیدہ ریزی سے سرانجام دے کر اسے شائع کیا۔

اس کے بعد مصنف کی دوسری کتاب ''النبی الشاہد'' کی کمپوزنگ کرائی۔ پروف ریڈنگ کے صبر آزما مراحل سے گزر کر بھی، وائے ناکامی عرصہ دراز تک کام معرض التوا میں پڑا رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مخیّر حضرات دنیائے دنی کے نشے میں دھت ہیں، ان کے پاس جانے والا بات کرنے کو ترستا ہے اور منہ تکتا رہ جاتا ہے۔ مگر کیا مجال کہ وہ آنکھ سے آنکھ ملائیں۔

میں ہی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو! مدعا کیا ہے

غضب تو یہ ہے کہ بے اعتنائی برتنے اور آنکھیں چرانے والے طبقۂ امراء سے جاہل ومجہول نہیں بلکہ علیم وفہیم اور مذہب ومسلک کے علمبردار اور روح رواں تصور کئے جاتے ہیں۔ النبی الشاہد کی اشاعت کے حوالے سے کچھ اس قسم کا سلوک وبرتاؤ اس ناچیز کے ساتھ بھی ہوا، دل ودماغ پراگندہ ہوا۔ دل میں ٹھان لی کہ انشاء اللہ تعالی زندگی کی کسی بھی موڑ پر ان دنیا پرستوں کی طرف بھول کر بھی نہ آؤں گا۔ ان کی قابل زار ونا گفتہ بہ طرز زندگی کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی یاد آگئے۔

نباض وقت نے کیا ہی خوب کہا!

اہل سنت برائے عرس و قوالی

یہ سرمایۂ علم وعرفان سے تہی دامن، مفلس فی العلم، علم اور علماء کی قدر کو کیا جانیں۔

''قدرِ زر، زرگر بداند وقدر جوہر، جوہری''

اسی حیرانی وپریشانی اور بے تابی میں عرصہ بیت گیا۔ ادھر کمپوزر کی بے التفاتی اور بے پرواہی کے بسبب ڈیٹا (علمی وقیمتی مواد) ڈیلیٹ ہو گیا۔ ساری محنت اکارت ہوگئی اور یہ بندۂ ناتواں کف افسوس ملتا رہ گیا۔

ایک دن قسمت نے یاوری کی۔ حضرت فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری کی سعادت ملی۔ بے ساختہ عرض پرداز ہوا: ''قبلہ! میں آپ سے شرمندہ ہوں، کوئی نظر کرم کی بھیک ملے۔ دعا فرمائیے، قادر وقیوم ذات جل وعلا اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل کوئی سی سبیل پیدا کردے۔ جو مجھ گنہگار وسیہ کار سے بھی آپ کی تصانیف پر کچھ کام کرنے کی توفیق ارزانی ملے اور قبولیت کی معراج پائے۔''

میرا دامن، گوہرِ مقصود سے بھر دے
میں ڈرتا ہوں مری کاوش نہ سب ناکام ہو جائے

شاید مقبولیت کی ساعتیں تھیں، چند دنوں کے بعد دیگر علمی مصروفیات کے باوجود ''النبی الشاہد'' پر کام کے لئے دل بے قرار ہو گیا۔ محولہ بالا رسالہ حضرت مولف کے دور مبارک میں چھپ کر منظر عام پر آیا تھا۔ مگر خدا معلوم بدست مصنف قلمی نسخہ کہاں گم ہو کر رہ گیا۔ ناچار اسی کتابت شدہ رسالہ کی از سرنو کمپوزنگ کرائی۔ بعض مقامات پر کتابت کی غلطیاں بھی سامنے آئیں۔

آیۃ القرآنیہ کے ترجمہ کے لئے امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی کا ترجمۂ قرآن ''البیان''، آئمہ حدیث وتفسیر کی کتابوں کا تعارف، اردو دان طبقہ، شائقین علم وادب ومولعین علوم عربیہ کے ذوق کا سامان یوں فراہم کیا کہ ضبط اعراب کا اہتمام والنصرام، متوسط طبقہ کے نوجوانوں کے لئے مشکل الفاظ کے معانی کتب لغات میں سے دیکھ کر ارقام کئے۔ غرض

رسالہ ہذا میں جہاں کہیں بھی تھوڑی سی ضرورت یا مطابقتی مقام پایا، حواشی وتعلیقات قائم کرنے میں تساہل سے کام نہ لیا۔ بفضل ایزد تعالٰی وتصدق نعلین مصطفٰی کریم ﷺ حواشی اور بعض مقامات پر گہرائی و گیرائی میں چلا گیا۔ یہ کام درست یا نادرست، خوب یا زشت، یہ فیصلہ ذوق سلیم رکھنے والے محققین پر چھوڑتا ہوں۔ اس موقع پر علامہ اقبال کا درج ذیل شعر بے ساختہ نوک قلم پر آ گیا۔

؎ شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی : رہ گئے صوفی وملا کے غلام اے ساقی ۳۱

پاکستان کے مایۂ ناز کمپوزر محترم محمد عرفان المانی کی بے لوث محبت کا شکریہ بہر صورت ضروری سمجھتا ہوں۔ محترم موصوف نے اپنے قیمتی اوقات سے وقت نکال کر کافی حد تک اغلاط سے پاک وصاف کمپوزنگ فرما کر مرہون منت کیا۔ راقم الحروف نے اپنے فارغ اوقات میں پروف ریڈنگ کی۔ طمانینت قلب کے لئے حضرت مولف کے دیئے ہوئے مصادر ومراجع کو اصل کتب سے ایک بار پھر موازنہ کیا۔ بعض عربی کتب جو اس نیاز مند کے پاس موجود نہ تھیں ان کے حوالاجات بچشم سر دیکھنے کے لئے حضرات علماء کرام کی خدمت میں حاضری دی۔ اس سلسلے میں پنجاب بھر میں مثالی شہرت کے حامل علوم اسلامیہ کا قابل قدر ادارہ جامعہ سعیدیہ کنز العلوم بستی لودھراں خیر پور سادات (تحصیل علی پور) کے عدیم المثال مدرس، حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صابری مدظلہ العالی اور فن تدریس وتقریر کے شائق وفائق مدرس ومقرر برادر محترم علامہ مفتی عبدالقادر سعیدی کی خرمن علم سے خوشہ چینی کی۔ ان دونوں حضرات نے جس فراخ دلی، کشادگی اور خندہ روئی سے مطلوبہ کتب مہیا کیں۔ راقم الفاظ شکریہ کہاں سے لائے۔ ہاں! تحسین سبائے والوی کا یہ درج ذیل شعر

۳۱ : بال جبریل: علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۸ء)

لوح دماغ پہ دستک دے رہا ہے۔

میں تیکوں بھلاواں، بھلا کیویں سگداں
نمازِ وفا کر قضا کیویں سگداں

نیز استاذ العلماء مولانا غلام حسین نقشبندی، شیخ الحدیث جامعہ خیر المعاد، خطیب ومہتمم مدرسہ بحر العلوم (ملتان) نے بعض حوالہ جات کی تلاش میں اپنی پیرانہ سالی کے باوجود عربی کتب فراہم کیں، یوں اپنے ایک خوشہ چین کو رہین منت فرمایا۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے (اقبال)

زبدۃ الاماثل، افتخار العلماء، حضرت علامہ پروفیسر عبدالغفور غوثوی دام ظلہ، مترجم، ''النبراس شرح، شرح عقائد تفتازانی علی متن النسفی عربی''، ''مرام الکلام فی عقائد الاسلام عربی''، ''نعم الوجیز فی اعجاز القرآن العزیز'' عربی، اور ''ایمان کامل'' منظوم فارسی، از سلطان العلماء، علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ۔ علامہ غوثوی ۸۵ سال کی زندگانی کی بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ ان کا وجود مسعود علماء وصوفیاء اور عوام اہل سنت کے لئے ایک نعمت سے کم نہیں۔ آپ نے بڑھاپے کے باوجود کتاب ہذا اور اس کے تعلیقات پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر شاباش دی۔

؎ گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

راقم الحروف مذکورہ بالا کرم فرماؤں کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے۔ حضرت قبلہ مولانا نور احمد انور فریدی کے چشم وچراغ، صاحبزادہ والاشان، حضرت علامہ مولانا محمد احمد علی

فریدی ''زِیْدَ عِلْمُهٗ وَ شَرَفُهٗ'' کی خدمت عالیہ میں جب اس نیاز مند نے رسالہ ہذا کی از سرنو ترتیب وتہذیب اور تکمیلِ حواشی کی نوید سحر سنائی، تو بعد از مطالعہ، فرط خوشی سے جھوم اٹھے اور اپنی پرخلوص دعاؤں سے نوازا۔

گلشن امام احمد رضا کی بہار بے خزاں، مسند افتاء کے شہسوار، کہنہ مشق مدرس، مدارس عربیہ میں داخل نصاب عربی ادب کی مشکل ترین کتب ''مقامات حریری وسبع معلقات'' کے شستہ و رفتہ ترجمہ نگار، حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی مدظلہ العالی، مفتی جامعہ انوار العلوم ملتان نے راقم الحروف کی استدعا پر ناسازئ طبع بلکہ شدید علالت کے باوجود پہلی ہی فرصت میں اپنے استاد محترم علامہ انور فریدی کی علمی جبروت وجلالت کا لوہا مانتے ہوئے ان کی بارگاہ میں جو خراج عقیدت پیش کیا وہ صرف قابل مطالعہ ہی نہیں، لائق صد آفریں بھی ہے ۔اور اس بات پر زبردست غماز ہے کہ اعلیٰ قدروں پہ فائز وفائق لوگ اپنے اسلاف، بزرگوں اور اساتذہ کی رفعت شان کو زندگانی کی کسی بھی موڑ پر نظر انداز نہیں کرتے ۔ بلکہ اپنے قلم وقرطاس کے ذریعے، اکابرین کی رفعتوں کے اظہار میں ذرا سی بھی ہچکچاہٹ اور عار محسوس نہیں کرتے۔ان کا عطر بیز قلم حقیقتوں کے گلاب پیش کرتا رہتا ہے۔راقم الحروف حضرت مفتی صاحب کی اس فراخی وکشادہ دلی پہ یوں دعا گو ہے۔

اَلْخَیْرُ مَا دُمْتَ حَیًّا لَّا یُفَارِقُنَا

بُوْرِکْتَ یَا عُمَرَ الْخَیْرَاتِ مِنْ عُمُرٖ

عزیزی محمد مجاہد'' زید مجدہ وعلمہ'' اپنی متاہلانہ زندگی، ضروریات اور مصروفیات کے باوجود پھر بھی وقت نکالتے رہے، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے صبر آزما مراحل میں میرے ہم قدم رہے۔خدائے بزرگ وبرتر جل جلالہٗ ہر اعتبار سے جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

اس تحریر کی آخری گھڑیوں میں مزید دعا گو ہوں، اللہ تعالیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے مولف علام، ان کے مشائخ، اساتذہ، والدین اور رفقا وتلامذہ سب کے درجات بلند فرمائے اور حضرت انور فریدی کی روح پر فتوح ہم سے راضی ہو، آمین۔

نیاز مند

غلام جیلانی چاچڑ

(فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان)

ٹھٹھہ چنڈیر، تحصیل جتوئی، مظفرگڑھ

0308-6759246

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ شَاهِدًا عَلٰی مَنۡ بَعَثَ اِلَیۡهِمۡ لِیُرَاقِبَ اَحۡوَالَهُمۡ وَیُشَاهِدَ اَعۡمَالَهُمۡ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدِ ﷺ نِ الَّذِیۡ قَالَ: ”اُرۡسِلۡتُ اِلَی الۡخَلۡقِ کَافَّةً“ یَتَحَمَّلُ عَنۡهُمُ الشَّهَادَةَ لِیُؤَدِّیَهَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ عَامِهٖ وَخَاصِهٖ [1]

اَمَّا بَعۡدُ ! [2]

---

[1] ۔ ترجمہ:۔ ”تمام تعریفیں اللہ جل جلالہٗ کوزیبا ہیں، جس نے اپنے رسول (مکرم) ﷺ کوشاہد (حاضر وناظر، گواہ، محبوب) بنا کر مبعوث فرمایا۔ تا کہ آپ اپنی امت کے احوال کی نگہبانی اور اعمال کا مشاہدہ فرماتے رہیں۔ اور درودوسلام (کے تحائف) ہمارے آقا ومولا جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات پاک پر نازل ہوتے رہیں۔ آپ ﷺ نے ہی فرمایا ہے: ”میں خدا کی ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ تا کہ انہیں بروزِ قیامت آپ کی شہادت اور گواہی نصیب ہو، اور بطفیل نبی الحرمین ﷺ! آپ کی آل، اصحاب اور عام وخاص سب پر سلام ہو۔“ مرتب

[2] : عربی گرائمر کے لحاظ سے ”اما“ حرف شرط ”بعد“ ظرف، مقطوع عن الاضافۃ، مبنی بالضم، اس کا مضاف الیہ ”حذف“، مگر نیت متکلم میں باقی ہوتا ہے۔ (مشہور نحوی امام) ہشام جوازِ فتح، بلاتوین [یعنی بَعْدَ] کے بھی قائل ہیں۔ (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، جلد اول ص: ۴۶، شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ
اس کا تکلم سب سے پہلے کس نے کیا؟ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اختلاف علماء ذکر کیا ہے۔
۱۔ داود علیہ السلام ۲۔ یعرب بن قحطان ۳۔ قس بن ساعدۃ۔ مگر علمائے محققین اسے ”فصل خطاب“ قرار دیتے ہیں۔ متکلم حمد وصلوۃ کے بعد جب اپنے مقصود اصلی کا ارادہ کرتا ہے تو ”امابعد“ سے فصل کرتا ہے۔ امام دارقطنی ”غریب مالک“ میں بسند ضعیف لائے۔ کہ جب ملک الموت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تو یعقوب علیہ السلام نے جملہ کلام میں سے کلمہ ”امابعد“ کا تکلم بھی فرمایا۔ اور بقول ملا علی قاری ہروی ”وهذا یدل علیٰ ان اول من تکلم به یعقوب، لا داؤد علیهما الصلوة والسلام“ (شرح الشفا للقاضی عیاض جلد اول خطبۃ الکتاب، ص: ۱۵، از امام محدث جلیل، ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ۔ محقق: عبداللہ محمد الخلیلی، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان) نیز، فارسی نصاب کے مشہور شارح، مولانا محمد گھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرب کے مشہور سخن ور ”سحبان بن وائل“ کا نام بھی قیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ (شرح بوستان، فارسی) اس عنوان پر علامہ عبدالقادر جزائری نے ایک مستقل تصنیف ۔۔۔۔۔۔۔۔ تحریر فرمائی۔ مرتب

فقیر نور احمد فریدی راجپوت بھٹی، ابن قبلہ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ساکن جتوئی ضلع مظفر گڑھ، شیدائیانِ رسولِ عربی فَدَیْتُهٗ بِاُمِّیْ وَاَبِیْ [3] (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم) کی خدمت میں عارض۔ کہ حُسن وعشق، محبت وخُوبی، شوق واشتیاق اور جمال وکمال کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عشق ومحبت کا مرکز حسن واحسان ہے اور یہی جذبۂ لطیفہ، ایمان وایقان [4] کا مدار [5] اور اعمالِ صالحہ وافعالِ حسنہ کی جان اور روح ورواں ہے۔ سرکارِ ابد قرار ﷺ نے ذیل کے ارشاد واجب الانقیاد [6] میں اسی حقیقت حقہ [7] اور صداقتِ ثابتہ [8] کی طرف توجہ دلائی ہے۔

فرمایا: ”لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ“ [9]

”یعنی تم میں سے کوئی باایمان نہیں ہے، تا آنکہ میں اسے اس کے والد، اس کی

---

[3] ۔ میرے ماں باپ آپ (کے قدموں کی دھول) پہ قربان ہوں۔ [4] ۔ ایمان اور یقین سے ماننا

[5] ۔ مرکز، حلقہ، دائرہ [6] ۔ جس کی اطاعت وفرمانبرداری ضروری ہو [7] ۔ حق اور سچ حقیقت، واقعیت، اصلیت

[8] ۔ ثابت شدہ سچائی، محبت وخلوص

[9] : ☆ بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحیح بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ جلد ۱ ص: ۷، صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوی ۲۶۱ھ، جلد ۱ ص: ۴۹۔ مگر ’ولدہٖ‘ کو ’علی والدہٖ‘ پر مقدم لائے۔ مسند امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، سنن نسائی (امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ)، سنن ابن ماجہ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ)، الجامع الصغیر، جلد ۲ ص ۴۰۲۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، کنز العمال ([کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال] مولف: علاء الدین علی بن حسام الدین بن قاضی خان، قادری، شاذلی، ہندی، برہان پوری، ثم مدنی، مکی المشہو رمتقی ہندی، متوفی ۹۷۵ھ)
☆ حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ابتداً ”والذی نفسی بیدہٖ“ کا اضافہ ہے۔ صحیح بخاری، جلد ۱ ص ۷۔ یہی حدیث مسند حنبل، سنن نسائی، مسند ابویعلی، سنن ابوداود اور کنز العمال جلد ۱، حدیث نمبر ۷۰۔ مزید تفصیل ”مقام رسول، از حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ“ ملاحظہ فرمائیے۔ مرتب

اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔‘‘

مگر ظاہر ہے جب تک آنکھ حُسنِ حبیب ﷺ کو نہ دیکھے اور کان اس کے شمائل [۱۰] حُسن وخُوبی سے آشنا نہ ہوں، دل ودماغ پر وہ جذب وکیف کا خوشگوار، سوز وگداز طاری نہیں ہو سکتا جو شرعاً محبوب ومطلوب ہے۔ جونہی حسن واحسان کا کمال آنکھوں میں بس گیا، دل میں کھُب گیا اور دماغ پر چھا گیا، ساری دنیا اور اس کی تمام کائنات محبوب کے مقابلہ میں بے قدر ہو کر رہ گئی، قوم ووطن، حسب ونسب، راحت وآرام، مال ودولت، زن وفرزند، ارشادِ حبیب ﷺ کے سامنے ہیچ اور ناکارہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تمام تر زندگیاں سراسر عشق ومحبت اور اُلفت ومؤدت کی دیدہ کشا اور بصیرت افروز داستانیں ہیں۔ کیا حضور رسول اللہ ﷺ کے نامہ بر حضرت ’ابن مِلْحَان‘ (رَضِی اللہُ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں آپ نے نہیں سُنا کہ بے خبری میں نیزہ کی اَنی پیٹھ کو توڑتی ہوئی سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ لڑکھڑا کر گرتے ہیں تو بے ساختہ ’’فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَه‘‘ [۱۱] ’’ربِّ کعبہ کی قسم! میں فائز المرام ہو گیا‘‘ نکلتا ہے اور وہیں جاں بحق ہو کر محبوب حقیقی سے واصل ہو جاتے ہیں۔

حضرت خبیب بن عدی [۱۲] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عین اس وقت کہ تختہ دار سامنے ہے اور

---

۱۰ : [خصائل وعادتیں] ۱۱ : مکمل واقعہ یوں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَان وَکَانَ خَالُهُ یَوْمَ بِیْرَ معونَةٍ قَالَ بِالدَّم هٰکَذَا فَنَضحَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ وَرَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَه‘‘ (صحیح البخاری جلد۲ ص ۵۸۶، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ۱۹۴/ ۲۵۸ھ۔ مع تعلیقات امام احمد رضا خان بریلوی ۱۳۴۰ھ، وتعلیقات علامہ اختر رضا خان بریلوی، مکتبہ غوثیہ کراچی)

۱۲ : نام نامی: خبیب، قبیلہ اوس، ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ بدر میں شریک ہوئے۔ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی سپرد تھی۔ (بخاری جلد۲ ص ۵۷۵) خبیب کے قتل میں مشرکین نے بڑا اہتمام کیا۔ حرم کے باہر ’’تنعیم‘‘ میں ایک درخت پر سولی کا پھندا لٹکایا گیا۔ (بخاری جلد۲ ص ۵۸۵)۔۔۔ افراد جمع کئے گئے۔ مرد وعورت، بوڑھے، بچے، امیر، غریب غرض ساری خلقت تماشائی تھی۔

۔۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

اس پر لٹکانے سے پہلے آپ پر نیزوں، بھالوں، برچھیوں کی انیّوں اور تلواروں کی نوکوں سے مشقِ ستم کی جا رہی ہے۔ کچوکے پر کچوکے [۱۳] دیئے جا رہے ہیں۔

فی البدیہہ پورے سکون اور اطمینان سے ایک قصیدہ کامل ذوق وشوق سے تالیف فرماتے ہوئے عجیب سوز وگداز اور کیف ومستی سے مترنم ہوتے ہیں۔ جرأت اور بے جگری انگشت بدنداں ہے۔ مردانگی ودلیری محوِ حیرت ہے کہ یہ گوشت وپوست کا انسان احساس وشعور کا پُتلا کس قدر حیرت انگیز اور بصیرت افزا سِین [منظر] پیش کر رہا ہے۔ اس قصیدہ کے صرف دو شعر جو امام بخاری اپنی ’’صحیح‘‘ میں لائے ہیں، سُنیئے اور سر دُھنیئے۔ فرمایا:

فَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِما : عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِی ذَاتِ الِاِلٰهِ وَ ان یشاء : یُبَارِکْ عَلٰی اَوْ صَالِ شِلْوٍمُمَزَّعِیْ

ترجمہ: ’’مجھے کچھ پرواہ نہیں، جبکہ میں مارا جاتا ہوں، مسلمان کسی کروٹ پر ہو، خدا کے لیے مارا جاتا ہے، اور یہ میرا قتل خدا کے لیے ہے اور اگر خدائے تعالیٰ چاہے عضو پارہ پارہ کے ٹکڑوں میں برکت کرے۔‘‘ [۱۴]

۔۔۔گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔[اور آپ زبانِ حال سے کہہ رہے تھے،

؎ آؤ تختۂ دار پہ مجھے چڑھتا دیکھو : میری پرشوق تمنا کا تماشا دیکھو (تحسین سبائے والوی)] مرتب

فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، دو رکعت نماز پڑھ لوں، فارغ ہو کر مقتل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور قصیدہ کے درج بالا اشعار گنگنار ہے تھے۔ عقبہ بن حارث نے گلے میں پھندا ڈالا، چند منٹ بعد ہی سر اقدس دار پر تھا۔

؎ [جیڑھے سرِ دار ہوندے ہن : او ہے سردار ہوندے ہن] (سرور کربلائی) مرتب

حضور ﷺ کو جب خبر ہوئی تو فرمایا: ’’اے خبیب! تجھ پر سلام۔‘‘ (سیر الصحابہ: جلد سوم: حصہ اول ص ۲۹۹۔۳۰۱)

۱۳ : [نوک دار چیز کے ذریعے جسم کو چبھونا] ۱۴ : صحیح البخاری عربی جلد۲ ص ۵۶۹: [لفظ ’’جَنْبٍ‘‘ کی بجائے ’’شِقٍّ‘‘ کا لفظ موجود ہے۔] رأس المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری، قدیمی کتب خانہ طبع ثانی ۱۳۸۱/ ۱۹۶۱ آرام باغ کراچی

۔۔۔قصیدہ ہذا کے مزید اشعار علامہ ابن اثیر بن جزری نے ’’اسد الغابہ فی معارفۃ الصحابۃ‘‘ جلد دوم ص ۴۳ میں نقل کئے ہیں۔ شائقین بقیہ اشعار سے لطف اندوز ہونے کے لئے، دار الکتاب العربی (بیروت لبنان) تحقیق: شیخ خالد طرطوسی، نیز سیرت ابن ہشام جلد دوم کا مطالعہ فرمائیں۔ از جانب مرتب

خباب[15] وبلال[16] یاسر[17] وسُمَیَّہ[18] وصُہَیب[19] وزُنیرہ[20] (رَضی اللّٰہ تعالیٰ عَنھُم اَجمَعِین)

[15] : خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، اسلام لانے والوں میں چھٹے نمبر پر تھے، اس لئے ''سادس الاسلام'' کہلاتے تھے۔ ببانگ دہل اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ چونکہ غلام تھے، کوئی حامی و مددگار نہ تھا اس لئے کفار نے مشق ستم بنایا۔ دردناک سزائیں، ننگی پیٹھ دہکتے انگاروں پر لٹا کر، سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ کر ایک آدمی اوپر سے مسلتا لیکن اس سختی کے باجود زبان کلمہ حق سے نہ پھرتی۔ سنگ دل آقا بطور سزا لوہا آگ میں تپا کر سر داغا۔ مگر مدتوں نہایت صبر واستقلال کے ساتھ یہ تمام مصیبتیں جھیلتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ آ گئے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۳۷ میں کوفہ میں بیمار ہوئے۔ وفات کے وقت عمر ۷۲ سال تھی، جنگ صفین سے دوران واپسی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(سیر الصحابہ: جلد سوم: ص۔۔۔) مرتب

[16] ۔ حلیہ: قد نہایت طویل، جسم لاغر، رنگ نہایت گندم گوں بلکہ مائل بہ سیاہی، سر کے بال گھنے اور اکثر سفید تھے۔ بلال نام، ابوعبداللہ کنیت، والد کا نام: رباح، اور والدہ حمامہ تھا۔ آپ وہ پہلے بزرگ ہیں جو اذان دینے پر مامور ہوئے۔ سفر، حضر ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کے موذن خاص تھے۔ فتح مکہ پر انہیں حکم ہوا کہ کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر توحید کی پر عظمت صدائے تکبیر بلند کریں۔

مفسر قرآن، علامہ پیر محمد کرم شاہ ''وانتم الاعلون'' کے تحت لکھتے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد جب بھی باطل سے صحابہ کرام کی جنگ ہوئی تو صحابہ ہی فتح یاب ہوئے۔ حتی کہ ہر وہ لشکر جس میں ایک صحابی بھی شامل ہوا، اس نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ یہ صحابہ کرام کے مومن کامل ہونے کی واضح دلیل ہے۔

۔۔۔۔تھوڑا سا آگے مزید لکھتے ہیں۔ ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دہکتے انگاروں پر لیٹ کر، خباب نے پھانسی کے تختے پر مسکرا کر، سمیہ رضی اللہ عنہا نے نیزہ سے اپنا جسم گھائل کرا کر اور یاسر نے دو اونٹوں سے اپنا بدن چِروا کر جو عظیم فتح حاصل کی وہ فقط ان کے نور ایمان اور ان کی قوت یقین کا فیضان تھا۔'' (ضیاء القرآن، جلد ۱، العمران: ۱۳۹)

[17] ۔ حضرت سیدنا یاسر، یمن کے تاجروں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ بنو مخذوم کا اہم فرد ابوحذیفہ ان کا سر پرست ہو گیا۔ ابوحذیفہ کی لونڈی جو سمیہ بنت خیاط سے ان کی شادی ہو گئی۔ اللہ نے انہیں ایک بیٹا دیا، جس کا نام عمار رکھ دیا گیا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ میں دار ارقم کو اپنی دعوت وتبلیغ کا مرکز ومحور بنایا تو عمار مسلمان ہو گئے۔ خوش نصیب بیٹے کی دعوت سے ان کے والدین (یاسر، سمیہ) نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آل یاسر (بیوی، بیٹے وغیرہ) پر ظلم وستم کے پہاڑ گرا دیئے گئے۔ تو زبان رسالتمآب ﷺ سے یہ الفاظ مبارک یوں ترتیب پائے۔ ''ابشروا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ''۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی طرف سے لڑتے ہوئے ۹۴ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ (روشنی کے مینار، ص: ۲۶۵ تا ۲۷۸۔ عبدالمالک مجاہد)

حاشیہ نمبر ۱۸۔۔۱۹۔۔اور ۲۰۔۔۔۔اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

غرض کس کس کا ذکر کیا جائے، چشم فلک نے باوجود پیرانہ سالی اور کُہنگی کے ایسے جانگداز، روح فرسا مصائب وتکالیف میں ایسی ایسی سرفروشیاں اور جاں سپاریاں[21] اور کیف وبےخودی کی سرمستیاں کب اور کہاں دیکھی ہیں، غرض یہ ایثار، یہ قربانیاں، یہ جوشِ عمل، یہ سرفروشیاں اور سرمستیاں کچھ جانتے بھی ہو کیوں تھیں؟

اس لیے اور صرف اس لیے کہ محبوب خدا ﷺ کی ذات، ستودہ صفات کو، جو مطلع انوارِ خداوندی[22] اور تجلی گاہ جمالِ ایزد[23]، اور توحید الٰہی کے حُسن وخوبی کی کامل دلیل تھی، قریب سے دیکھا، جانچا اور پرکھا تھا اور اپنی اپنی ازلی استعداد کے مطابق اس مظہر حسن الٰہی کی محبت میں سرشار اور اس کے عشق ومحبت میں سرمست وبےخود ہو چکے تھے۔ حسن ازل کی بے پناہ تجلّیات نے ان کو عرفان وایقان کی وہ لازوال دولت عطا فرمائی تھی کہ دین کی راہ میں جان پر کھیل جانا[24] اور زہرہ

۔۔۔گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ۔۔۔

[18] : حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ہیں، اسلام قبول کرنے والوں میں ساتویں نمبر پر تھیں۔ قریش کا ظلم وستم شروع ہوا، مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی ذرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے۔ ابوجہل نے ایسی تیز برجھی ماری کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جان بحق تسلیم ہوئیں۔ بدر میں ابوجہل مارا گیا تو حضور پرنور ﷺ نے حضرت عمار سے فرمایا: ''دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا خدا نے فیصلہ کر دیا۔'' (اصابہ جلد ۸، ص: ۱۱۴، بحوالہ سیر الصحابہ جلد ۶ حصہ اول ص: ۱۲۸)

[19] : صہیب بن سنان، پہلے رومی تھے، صدائے توحید کو لبیک کہا۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''صہیب روم کا پھل ہے۔'' میانہ قد بلکہ ایک حد تک کوتاہ، چہرہ نہایت سرخ، سر کے بال گھنے، زمانہ پیری میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔ زبان میں لکنت تھی۔ (سیر الصحابہ جلد دوم، ص ۳۶۹)

[20] : صحابیہ تھیں، سن رسیدہ، کمزور، دبلی پتلی، قبیلہ بنو مخزون میں کسی کی باندی تھیں۔ ابوجہل نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ جور وجفا کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، مگر وہ توحید ورسالت کی سچی پرچارک زبان حال سے کہہ رہی تھی،

بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے

کفار کی طعنہ زنی خالق کل جل وعلا کو پسند نہ آئی، قادر قیوم ذات جل جلالہ نے پھر نور بصارت سے نواز دیا۔ مرتب

[21] : اپنی جان دوسروں کو سونپنے والا عاشق ۲۲ : اللہ عزوجل کے انوار وتجلیات کے طلوع ہونے کی جگہ

۲۳ : اللہ عزوجل کے حسن وجمال کی چمک وروشنی [24] : محاورہ، کوئی مقصد حاصل کرنے کے لئے مرنے پر آمادہ ہو جانا

گداز مصائب کو خوشی خوشی جھیل لینا ان کے نزدیک بازیچۂ اطفال [25] ہو گیا۔ موجودہ دور کے عام مسلمانوں کی آنکھیں تو اس جمال جہاں آرا ﷺ [26] کو دیکھنے سے رہیں، کہ نگاہ پڑے اور دل دے بیٹھیں۔ [1]

---

[1] (خواص اہل اسلام کا حال ہی کچھ اور ہے، ان کی دنیا نرالی دنیا ہوتی ہے، قبلہ غریب نواز حضرت خواجہ غلام فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاچڑانی بہاولپوری ارشاد فرماتے ہیں ؎

ؔ الیوم بصر حدید وے، ہر وقت یار تے دیدوے [27]، کھولی عشق قلب کلید وے
تھئے گجھڑے راز پدیدوے، ڈینہہ رات اساڈڑی عیدوے، تھیا بعد سخت بعید وے

(اسرار فرید، ص: ۵۷، کافی: ۱۷۱)

''مکاتیب اقبال'' شائع کردہ بزم اقبال لاہور، میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں ہے:۔

''میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اِس زمانہ کے لوگ بھی ان کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام ہوا کرتے تھے۔ [28] .... بقیہ حاشیہ مصنف اگلے صفحہ پر۔۔۔

---

[25]: بچوں کا کھیل، غیر اہم بات۔ ؎ بازیچۂ اطفال ہے دنیا میرے آگے [26]: ایسا جمال باکمال جس کی بدولت ساری دنیا روشن اور پرنور ہو اور حسین و جمیل لگے۔ [27]: حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو فقط شعری مبالغہ پر ہرگز قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ ایک حقیقت مُسلَّمہ ہے کہ ہر دور میں کچھ ایسے مردان حق بھی موجود رہے کہ ہر آن ہر گھڑی جمال سید لولاک ﷺ ان کے پیش نظر رہا۔ دیکھئے، امام ابن عجیبہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ذات گرامی پر درود و سلام پڑھنے والے لوگوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں، جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں:

''حضور سرور سروراں ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر درود و سلام کے تحائف و ہدایہ پیش کرنے کے حوالے سے تین قسم کے لوگ ہیں۔

قسم اول:۔ (ان مقدس نفوس کی ہے) جو آپ ﷺ کی (صورت بشریہ) پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ انہیں ''اہل دلیل و برہان'' کہتے ہیں۔ یہ (خوش بخت) دوران صلوۃ اپنے قلوب و اذہان میں صورت کریمہ کا تصور بٹھاتے ہیں، اور کیفیت حضوری سے سرشار ہو کر کثرت سے تحفۂ درود و سلام پیش کرتے ہیں تو ان کے دلوں میں صورت کریمہ ثبت ہو جاتی ہے۔ (اس کے نتیجے میں) عالم خواب میں بکثرت جمال جہاں آرا ﷺ سے شرف یاب ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو آپ ﷺ کی روح کریمہ اپنے طیب و طاہر (معطر و معنبر) جسد شریف میں متشکل ہو جاتی ہے۔ پھر تو یہ اصحاب عشق حالت بیداری میں بھی دیدار رسول کی بہاریں لوٹتے ہیں۔

قسم دوم:۔ سالکین میں اہل شہود کی ہے، جو روئے کائنات، محبوب حجازی ﷺ کی نورانی روح مبارکہ پر درود و سلام کے موتی لٹاتے ہیں۔ یہ پیکران (صدق و خلوص) اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفاتیہ ۔۔۔بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

۔۔۔گزشتہ حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ''فیض الباری شرح صحیح بخاری'' جزوِ اوّل مطبوعہ قاہرہ میں صفحہ ۴۔۶ پر لکھتے ہیں، ''وَيُمْكِنُ عِنْدِی رُؤْيَتُهٗ ﷺ يَقْظَةً لِمَنْ رَّزَقَهُ اللّٰه تَعَالٰى سُبْحَانَهٗ نُقِلَ عَنِ السَّيُوطِی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اِثْنَيْنِ'' وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَسَاَلَهٗ عَنْ اَحَادِيْثٍ ثُمَّ صَحَّحَهَا بَعْدَ تَصْحِيْحِهٖ ﷺ...... فَالرُّؤْيَتُهٗ يَقْظَةً مُتَحَقَّقَةٌ وَاِنْكَارُ هَاجَهْلٌ''

ترجمہ: ''میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا بیداری میں ان کے لیے جنہیں اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں، دیکھنا ممکن ہے۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بائیس مرتبہ دیکھا [29] اور آپ سے کئی احادیث کے متعلق پوچھا، اور پھر آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان کا صحیح ہونا بیان کیا.......... پس جاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا حق ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔'' ۔۔۔۔بقیہ حاشیہ مصنف اگلے صفحہ پر۔۔۔

گزشتہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ۔۔۔۔ میں سے ''اسم جبروت'' سے فائض نور کریمہ ﷺ پر گلدستہ درود و سلام پیش کرنے کی سعادتیں پاتے ہیں۔ اور اکثر اوقات ''حضوری'' اور ''شہودی'' کیفیت کے برابر (نعمت) مشاہدہ سے متمتع ہوتے ہیں۔

قسم سوم:۔ ان ارباب عشق و محبت کی ہے جو نور ''اصلی و حقیقی''، یعنی نور الانوار ﷺ پر صلوۃ و سلام کے گلاب پیش کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اہل شہود و اعیان (آنکھوں سے دیدار کی لذت پانے والوں) سے ترقی پا کر اہل رسوخ و تمکین کے درجے پر متمکن ہوتے ہیں۔ ان (قسمت کے سکندر مردان خدا) سے محبوب کریم ﷺ پلک جھپکنے کی مقدار اوجھل نہیں ہوتے بلکہ ہمہ وقت اپنے جمال باکمال کے جلووں اور رعنائیوں سے سرفرازی فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت شیخ ابو العباس مرسیؒ (رضی اللہ عنہ) جب اسی مقام ''رسوخ و تمکن''، پر متمکن ہوتے تو بے اختیار پکار اٹھے۔ ''لَوْ غَابَ عَنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُرْفَةَ عَيْنٍ مَا اَعْدَدْتُ نَفْسِی مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ''، یعنی (مقصود کائنات جان کائنات) رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میری آنکھوں سے ذرا سی دیر کے لئے بھی روپوش ہو جائیں تو میں خود کو اہل اسلام میں شمار نہیں کرتا۔'' (الفتوحات الالٰہیہ فی شرح المباحث الاصلیہ لابن النبا السرقسطی مع شرح عارف باللہ احمد بن محمد بن عجیبہ الحسنی، جز اول، ص ۱۰۔۱۱۔ ملحقہ ''ایقاظ الھمم فی شرح الحکم''، لابن عطاء سکندری) مرتب

[28]: اقبال مرحوم نے یہ جواب خط، خان محمد نیاز الدین خان مرحوم کو ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء کو تحریر کیا تھا۔ اور لکھا: ''نبی کریم ﷺ کی زیارت مبارک ہو، اس زمانہ میں یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔'' (کلیات مکاتیب اقبال جلد ۲، ص: ۳۱۴۔ مرتبہ: سید مظفر حسین برنی)

[29]: صرف بائیس نہیں، بلکہ ۷۵ یا ۷۶ مرتبہ امام موصوف زیارت رسول عربی سے شرف یاب ہوئے۔ دیکھئے میزان الکبری: جلد ا ص ۴۱، امام شعرانی۔ سعادۃ الدارین، ص ۴۳۷۔۴۳۸، شیخ نبہانی۔ واضح رہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ کا شمار ان برگزیدہ شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاگتے ہوئے حضور ﷺ سے پڑھی۔ (فیض الباری، انور شاہ کشمیری۔ مقام رسول، ص ۲۱۔۲۲، از علامہ منظور احمد فیضی۔ امام شعرانی پر اللہ اور اس کے رسول کی نوازشات کا اندازہ کرنا ہو تو ''المنن الکبری'' از امام شعرانی (خود نوشت سوانح) کا مطالعہ فرمائیں۔ نیز علمائے اہل سنت کے نزدیک عالم بیداری میں دیدار رسول حق ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مزید دلائل و براہین کے لئے ۔۔۔بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

۔۔۔گزشتہ حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی اپنی تفسیر ''روح المعانی'' پ۲۲ ص۳۳ میں رقم طراز ہیں،

''فَقَدْ وَقَعَتْ رُؤْيَتُهٗ ﷺ بَعْدَ وَفَاتِهٖ لِغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَالْاَخْذُ مِنْهُ يَقْظَةً قَالَ شَيْخُ سِرَاجُ الدِّيْنِ ابْنُ الْمُلَقِّنِ فِي طَبَقَاتِ الْاَوْلِيَاءِ........ وَكَانَ كَثِيْرَ الرِّوَايَةِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْظَةً ....وَقَالَ الرَّجُلُ لِلشَّيْخِ اَبِي الْعَبَّاسِ الْمُرْسِيْ يَا سَيِّدِيْ صَافِحْنِيْ بِكَفِّكَ هٰذِهٖ فَاِنَّكَ لَقِيْتَ رِجَالًا وَبِلَادًا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَاصَافَحْتُ بِكَفِّيْ هٰذِهٖ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ قَالَ الشَّيْخُ لَوْحُجِبَ عَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طُرْفَةَ عَيْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَمِثْلُ هٰذِهِ النُّقُوْلُ كَثِيْرَةٌ فِيْ كُتُبِ الْقَوْمِ جِدًّا'' [۳۰]

یعنی، پس تحقیق! حضرت رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی زیارت فیضِ بشارت اِس اُمت کے کاملین میں سے کئی ایک کو ہوئی ہے اور انہوں نے جاگتے ہوئے آپ سے علم حاصل کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ سراج الدین ابن ملقن نے ''طبقات الاولیاء'' میں فرمایا ہے......اور خلیفہ بن موسیٰ رسول اللہ ﷺ سے خواب اور بیداری میں کثیر الروایت تھے......تاج الدین ابن عطا نے شیخ ابوالعباس مرسی [۳۱] سے درخواست کی، آقا! آپ اپنے اس

بقیہ حاشیہ مصنف اگلے صفحہ پر۔۔۔

۔۔حاشیہ مرتب سے پیوستہ۔۔۔ ''تَنْوِيْرُ الْحَلَكِ فِيْ اِمْكَانِ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ وَالْمَلَكِ'' از امام سیوطی، ''دیدارِ رسول کی بہاریں قیامت تک باقی رہیں گی'' اردو ترجمہ: محسن اہل سنت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ علمائے اہل سنت کے ایسے عقائد و نظریات کے برعکس علمائے نجد کی ہفوات بھی آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔ ''حیرت ہے کہ مفتیان حرم اس مسئلہ کے نہ صرف انکاری بلکہ قائلین جواز کو جاہل صوفی گردانتے ہیں۔ اور اس عقیدہ کو کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف کہتے ہیں۔''

عبارت ملاحظہ فرمائے: ''اِنَّ الرَّسُوْلَ ﷺ لَايُرٰى فِي الْيُقْظَةِ بعد وَفَاتِهٖ ﷺ ، وَمَنْ زَعَمَ مِنْ جَهْلَةِ الصُّوْفِيَةِ اَنَّهٗ يَرَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْيُقْظَةِ'' (المجموعۃ المفیدۃ لرسائل علماء العقیدۃ، ص۱۱۵)

۳۰ : روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم السبع المثانی پ۲۲، س، احزاب، ص۲۹۱۔۲۹۲۔ الحاوی فتاوی للسیوطی، جلد۲ ص:۴۷۹

۳۱ : مرید و خلیفہ شیخ ابوالحسن، شاذلی متوفی ۶۵۶ھ، صاحب ''حزب البحر''۔۔۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ ''الحاوی'' میں لکھتے ہیں کہ امام عبدالغفار بن عبدالمجید القوصی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''الوحید فی سلوک اہل التوحید'' جسے آپ نے ماہ ربیع الاول ۷۰۸ھ میں مکمل فرمایا، میں فرماتے ہیں کہ ''حضرت شیخ ابوالعباس مرسی علیہ الرحمۃ کا حضور اکرم ﷺ سے ہمہ وقتی رابطہ تھا۔ آپ جب بھی حضور ﷺ کو سلام عرض کرتے حضور ﷺ ان کے سلام کا انہیں جواب دیتے اور وہ جب آپ ﷺ سے کوئی بات عرض کرتے تو حضور ﷺ انہیں جواب عطا فرماتے۔'' (درود و سلام اور شان خیر الانام، ص۲۸۹۔۲۹۰۔ از مفتی غلام سرور قادری)

۔۔حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔ ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ فرمائیں کہ آپ بہت سے مقامات مقدسہ کی سیر اور بہت سے مردانِ خدا سے ملاقات کر چکے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ بخدا! میں نے اس ہاتھ سے صرف رسول اللہ ﷺ ہی سے مصافحہ کیا ہے اور تحقیق! شیخ کا ارشاد ہے: کہ اگر رسول اللہ ﷺ مجھ سے آنکھ جھپکنے کی دیر کے لیے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔ اور اہل اللہ کی کتابوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔

۔زرقانی جلد ا صفحہ ۸ پر ہے: '' لَا تَمْنَعُ رُؤْيَتُهٗ ذَاتُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ'' یعنی رسول اللہ ﷺ کی زیارت بجسدہ العنصری ممتنع نہیں۔ اور حاشیہ الشیخ محمد الشنوانی علی مختصر ابن ابی جمرہ [۳۲] ص۵۳۷ میں ہے: '' وَكَذٰلِكَ سَيِّدِيْ اِبْرَاهِيْمُ الْمَتْبُوْلِيْ كَانَ يَنْظُرُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْظَةً وَكَذٰلِكَ الشَّيْخُ السَّحِيْمِيْ وَشَيْخُنَا الْبَرَاوِيْ نَفَعَنَا اللّٰهُ بِالْجَمِيْعِ ''، یعنی شیخ ابوالعباس مرسی کی طرح سیدی ابراہیم متبولی [۳۳] جاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کرتے تھے اور اسی طرح ''شیخ سحیمی'' اور ہمارے ''براوی'' کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام سے مستفید فرمائے۔ [۳۴]

''مہمات العارف'' میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:۔

''نَبِيُّنَا ﷺ يُصَرِّفُ وَيَسِيْرُ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ حَيْثُ شَاءَ فِيْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوْتِ وَاَنَّهٗ مُغَيَّبٌ عَنِ الْاَبْصَارِ عَنَّا كَمَا غُيِّبَتِ الْمَلَائِكَةُ فَاِذَا رَفَعَ اللّٰهُ الْحِجَابَ عَمَّنْ اَرَادَ اِكْرَامَهٗ بِرُؤْيَتِهٖ رَآهُ عَلٰى هَيْئَةِ الَّتِيْ هُوَ عَلَيْهَا لَامَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا دَاعِيَ اِلَى التَّخْصِيْصِ بِرُؤْيَتِهِ الْمِثَالِ'' [۳۵] ۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔

۳۲ : حافظ محدث وفقیہ، امام ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۹ھ۔ صاحب ''بہجۃ النفوس''۔۔ بخاری شریف کی منتخب احادیث کی شرح عربی میں ارقام فرمائی ہے، جو قابل مطالعہ ہے۔ ۳۳ : سید ابراہیم خواص کے مرشد، اور امام عبدالوہاب شعرانی کے دادا پیر ہیں۔ ۳۴ : حالت خواب و بیداری میں زیارت النبی ﷺ سے شرف یاب ہونے والے عاشقان خوباں ﷺ کے حالات طیبات پر آگاہی کے لئے دارالکتب العلمیہ (بیروت، لبنان) کی جانب سے شائع شدہ ۳۲۸ صفحات پہ مشتمل کتاب بزبان عربی بنام '' مَنْ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ وَ الْيُقْظَةِ '' تالیف مُحْيِ الدِّيْنِ الطّعِمِي ۔ مقدمۃ الکتاب میں مولف موصوف نے رویۃ رسول ﷺ کے لئے ۳۱ شرائط تحریر کئے ہیں۔ اہل شوق مطالعہ فرمائیں۔ شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی ۱۳۵۰ھ نے ۲۰۰۰ مقامات طے ہونے کے بعد ہی اس نعمت غیر مترقبہ سے سرفرازی کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے (سعادۃ الدارین فی الصلوۃ علی سید الکونین ﷺ) از جانب مرتب

۳۵ ۔ یہی عبارت تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ صاحب ''روح المعانی'' بھی لائے۔ ملاحظہ فرمائیے،

'' فحصل من مجموع هذا الكلام النقول و الاحاديث ان النبى ﷺ حىّ بجسده وروحه وانه يتصرف ويسير حيث شاء فى اقطار الارض و فى الملكوت وهو بهيئة التى كان عليها قبل وفاته لم يتبدل فيه شئى وانه مغيب عن الابصار كما غيبت الملائكة مع

بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر

قربِ جسمانی نصیب نہیں کہ صحبت نبوی ﷺ کے فیوض وبرکات سے مستفید ومستفیض ہو سکیں، البتہ یہ لوگ کان رکھتے ہیں۔ عارف جامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ''قدس سرہ السامی'' کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت ازگفتار خیزد

۔۔۔گزشتہ حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔ یعنی۔ پس ہمارے نبی ﷺ جسم اورروح کے ساتھ زمین وآسمان کے اطراف وجوانب میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اورتصّرف فرماتے ہیں۔ اورتحقیق! وہ ملائکہ کی طرح ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ جس پر کرم فرماتا ہے، آپ ﷺ کی زیارت کے لیے اس سے پردہ ہٹا دیتا ہے اور وہ آپ ﷺ کو بلا پردہ، آپ ﷺ کی اسی اصلی صورت پر جس پر آپ ﷺ ہیں، دیکھتا ہے۔ اور اس کے نہ ہونے پر، نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی مثالی صورت میں زیارت ہونے کی خصوصیات پر کوئی برہان۔

''فیوض الحرمین'' میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' وَرَاَیْتُہٗ (ﷺ) مُسْتَقِرًّا عَلٰی حَالَۃٍ وَاحِدَۃٍ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْخَلْقِ لَا بِساً لِبَاسَ الْعَظْمَۃِ فَاِذَا تَوَجَّھَ اِلَیْہِ اِنْسَانٌ بِجُھْدٍ وَھِمَّۃٍ وَلَا اُرِیْدُ الْاِنْسَانَ الْعَالِیَ الْھِمَّۃِ فَقَطْ بَلْ کُلَّ ذِیْ کَبِدٍ یَشَاقُ اِلٰی شَیْئٍ وَیَتَوَجَّہُ اِلَیْہِ بِقَصْدِہٖ وَشَوْقِہٖ فَاِنَّہٗ تَدَلّٰی اِلَیْہِ وَرَاَیْتُہٗ ﷺ یَنْشَرِحُ اِنْشِرَاحاً عَظِیْماً لِمَنْ ﷺ مَدَحَہٗ ''

یعنی: میں نے حضرت رسول ﷺ کو ایک ہی حالت پر پائندہ مخلوق کی طرف متوجہ عظمت کا لباس پہنے ہوئے دیکھا۔ پھر جب کوئی انسان آپ کی طرف کوشش اور ہمت سے توجہ کرتا ہے اور میری مراد صرف عالی ہمت انسان نہیں، بلکہ ہر وہ زندہ جو کسی کی جانب متوجہ ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ آپ کی طرف ارادہ اور شوق سے متوجہ ہوتا ہے تو آپ اس کے قریب ہو جاتے ہیں اور میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ جو شخص آپ کی مدح وثنا کرتا ہے، آپ اس سے ازحد خوش ہوتے ہیں۔

[حاشیہ از جانب مصنف کتاب ہذا]

۔۔۔گزشتہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ۔۔۔ کو نھم احیاء باجساد ھم فاذا اراد اللہ تعالی رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برویۃ راہ علی ھیئۃ التی ھو علیہ الصلاۃ والسلام علیھا . لا مانع من ذالک و داعی الی التخصیص برویۃ المثال '' (روح المعانی ص۲۹۳) مرتب

''کہ عشق صرف آنکھوں کے ذریعہ ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ اکثر اوقات کانوں کے راستے بھی یہ لازوال دولت مل جایا کرتی ہے۔''

لہٰذا عشق محبوب ﷺ پیدا کرنے کے لیے ضروری اور لازمی ہے کہ آپ کے حسن وجمال کی داستانیں اور آپ کی خوبی وکمال کے قصے، قرآن وحدیث کی روشنی میں، سلفِ صالحین کے ارشادات کے مطابق، پوری صحت اور کامل تحقیق سے، ایسے دل نشین پیرائے میں گوش گذار کیے جائیں کہ اہل دل آپ کے حُسن واحسانِ ظاہری ومعنوی سے متاثر ہوکر، وہی جذب وکیف اور سوز وگداز دلوں میں پانے لگیں، جو صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قلب وجگر میں موجزن تھا۔ ''وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ الْعَزِیْزِ''

بناءً علیہ آپ کی محبت میں آپ کے بے شمار کمالاتِ رسالت سے صرف ایک ایمان افزاء، عرفان افروز کمال، آپ کی صفت قرآنیہ شہادت پر پوری دیانت اور تحقیق وتدقیق سے خامہ فرسائی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے منظور ومقبول فرمائے۔ اور اس کے نتیجہ میں آپ کے نام لیواؤں کے دلوں میں آپ کی عظمت وعزت کا نقش مرتسم ۳۶ کرے اور آپ کی محبت کی لازوال نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

۳۶: [نقش ہونے والا] مرتب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا
وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا۔ [۳۷] (پ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:

''اے علمِ غیب [2] کے جاننے والے، تحقیق ہم ہی نے آپ کو حاضر وناظر، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے اِذن سے بُلانے والا اور آفتابِ عالمتاب بنا کر بھیجا ہے۔''

---

2 : شفا شریف [۳۸] جلد ا، ص: ۱۶۱۔ اور ''المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ'' [۳۹] جزو اول ص:۱۹۲ میں ہے ،
اَلنَّبُوَّۃُ ھِیَ الۡاِطۡلَاعُ عَلَی الۡغَیۡبِ۔ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے۔ اَلنَّبُوَّۃُ مَاۡخُوۡذَۃٌ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعۡنَی الۡخَبۡرِ عَلٰی اِطۡلَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الۡغَیۡبِ...... وَقَدِ اشۡتُھِرَ وَانۡتُشِرَ اَمۡرُہٗ ﷺ بَیۡنَ اَصۡحَابِہٖ بِالۡاِطۡلَاعِ عَلَی الۡغَیۡبِ. زرقانی [۴۰] میں ہے، وَاَصۡحَابُہٗ ﷺ جَازِمُوۡنَ بِاِطۡلَاعِہٖ عَلَی الۡغَیۡبِ۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے ''اطلاع علی الغیب'' پر یقین رکھتے تھے۔ حاشیہ از جانب مصنف

---

۳۷ : ''اے (بلند رتبہ انسان مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والے) نبی! بیشک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب۔''
(ترجمۂ قرآن البیان، الاحزاب ۴۶، ۴۵۔ امام اہلسنت غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، بانی وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان)
لفظ ''نبی'' پر حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے جو ''مقالات کاظمی'' جلد سوم میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ جس میں علماءِ مفسرین ومحدثین، متکلمین وائمۂ لغت کی تصریحات کے مطابق مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ لفظ ''نبی'' کے مرقومہ بالا معنی حق ہیں اور ساتھ ہی متعلقہ شکوک وشبہات کا ازالہ بھی تفصیل کے ساتھ کر دیا ہے۔'' از جانب مرتب

۳۸ : ''الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ'' ابو الفضل، عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن عیاض بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء) مالکی، اندلسی۔

۳۹ : ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)

۴۰ : شرح المواھب اللدنیہ، از ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی، مصری، ازہری، مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ) از جانب مرتب

''لغوی تحقیق''

''شاھد'': ''شہود اور شہادت'' سے اسمِ فاعل ہے۔ لُغتِ قرآنیہ کے مُسلم ومستند فاضل، امام راغب اصفہانی [۴۱] اپنی ''مفردات'' کے ص ۲۶۹ پر لکھتے ہیں:

اَلشُّھُوۡدُ وَالشَّھَادَۃُ، اَلۡحُضُوۡرُ مَعَ الۡمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالۡبَصَرِ اَوۡ بِالۡبَصِیۡرَۃِ۔ [3]

یعنی شہود اور شہادت حاضر ہونا ہے۔ دیکھنے کے ساتھ آنکھ سے ہو یا بصیرت سے، یا بالفاظ دیگر مادی وجسمانی یا رُوحانی ونُورانی اور علمی نگاہ کے ساتھ حاضر ہونا شہود اور شہادت ہے۔

علم حدیث کی مشہور ومتداول لغت ''مجمع بحار الانوار'' جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ میں ہے:۔

وَالشَّاھِدُ مِنۡ اَسۡمَائِہٖ لِاَنَّہٗ یَشۡھَدُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ الۡاَنۡبِیَاءَ عَلَی الۡاُمَمِ بِالتَّبۡلِیۡغِ وَیَشۡھَدُ عَلٰی اُمَّۃٍ وَیُزَکِّیۡھِمۡ اَوۡھُوَ بِمَعۡنَی الشَّاھِدِ لۡلحَالِ کَاَنَّہُ النَّاظِرُ اِلَیۡھَا۔ [۴۲]

یعنی۔ اور شاہد حضرت رسول اللہ ﷺ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ آپ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں کہ انہوں نے اپنی اُمتوں کو تبلیغ

---

3 : شہود، شہادت اور شاہد کے یہی معنی مندرجہ ذیل لغات میں بھی دیئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو، البحار ص: ۴۱۷۔ مختار الصحاح، ص: ۳۷۲۔ فصل الشین والھا صراح مع قرح، ص: ۱۳۴۔ حاشیہ از جانب مصنف

---

۴۱ ۔ ابو القاسم حسین بن محمد الفضل المعروف الراغب الاصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، اصفہان کے مقتدر علماء کرام میں سے ہو گزرے ہیں۔ فہم قرآن سے حصہ وافر عطا ہوا تھا۔ آپ کی مرتبہ کتاب ''مفردات القرآن'' سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ امام رازی نے امام راغب کو فہم قرآن اور اسلامیات کی روح سمجھنے میں ''امام غزالی'' کا ہم پلہ قرار دیا۔ امام راغب نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں ''غرۃ التنزیل المعروف تفسیر الراغب''، ''تحقیق البیان فی تاویل القرآن''، ''درۃ التاویل فی متشابہ التنزیل'' کتب تصنیف فرمائی ہیں۔
(تذکرۃ المفسرین، ص ۱۵۰۔ قاضی محمد زاہد حسینی) حاشیہ از مرتب

۴۲ : مجمع بحار ص ۲۷۲، مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ، تالیف: ملک المحدثین علامہ محمد طاہر صدیقی ہندی فتنی گجراتی متوفی ۹۸۶ھ

فرمائی تھی، گواہی دیں گے اور اپنی امت پر بھی گواہی دیں گے اور اس کی عدالت کی تصدیق فرمائیں گے۔ کیونکہ ''شاہد'' حال کو مشاہدہ کرنے والے کے معنی میں ہے۔ گویا کہ آپ ان میں سے ہر ایک کے حال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اسی ''مجمع البحار'' کی جلد۲ صفحہ ۶۲۰ پر مرقوم ہے۔

وَاَنَا شَهِيْدٌ اَى اَشْهَدُ عَلَيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ فَكَاَنّى بَاقٍ
مَعُكُمْ (ط) اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ اَىْ اَشْفَعُ وَاَشْهَدُ
بِاَنَّهُمْ بَذَلُوْا .اَرْوَاحَهُمْ لِلّٰهِ وَفِيْهِ اَنَّ تَعْدِيَّتَهٗ يُنَا فِيْهِ
فَمَعْنَاهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ اُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَاَصُوْنُهُمْ مِنَ
الْمُكَارِهِ [۴۳]

''یعنی۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے، میں شہید ہوں، یعنی تمہارے اعمال کی تم پر گواہی دینے والا ہوں۔ پس گویا کہ میں جسمانی اور عنصری طور پر تمہارے ساتھ ساتھ ہوں۔ (ط) اور فرمایا: کہ میں ان پر شہید ہوں، یعنی میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا، کہ بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اپنی روحوں کو خرچ کر ڈالا اور قربان کر دیا۔ اور اس معنی پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ اس کا متعدی ہونا اس معنیٰ کے منافی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں ان کا محافظ ہوں۔ ان کے حالات کی نگرانی کرتا رہتا ہوں اور انہیں مصائب اور تکالیف اور مکروہات سے بچاتا رہتا ہوں۔''

غور فرمائیے! کہ لفظ ''شاہد'' اپنے لغوی معنی کی رو سے نہ صرف حاضر و ناظر ''الحضور مع المشاھدۃ بالبصر'' ہر دو کے مجموعی معنی پر مشتمل ہے، بلکہ از روئے لغت ''الحضور مع المشاھدۃ بالبصیرۃ'' روحانی اور علمی نگاہ کا مفہوم بھی اس میں پایا جاتا ہے اور نگرانی وحفاظت کا مفاد بھی۔ بالفاظ دیگر ''شاھد'' از روئے لغت نہ صرف اعمال وافعال کو ملاحظہ کرنے والا ہوتا

[۴۳] : [مجمع البحار، ص: ۱۷۱، محمد طاہر صدیقی، مکتبہ دارالایمان، مدینہ منورہ] از مرتب

ہے، بلکہ دلی کیفیات وجذبات اور ان کے مدارج ومراتب پر نظر رکھنے کے علاوہ مکروہات سے بچاتا اور مصائب سے نجات بھی دلاتا ہے۔

''شاہد وشہید'' کے لئے حضور کے ساتھ مشاہدہ ونگرانی اور حفاظت وصیانت نہ صرف اہل لغت کی لسانی تحقیق ہے، بلکہ شرعاً انبیاء علیہم السلام کی شہادت حقہ کا قانون۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قولِ منقول قرآنی وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً مَّادُمْتُ فِيْهِم [۴۴] سے واضح کر کے اس حقیقت کو واشگاف کیا گیا ہے کہ شہادت انبیاء علیہم السلام بغیر حضوری بے معنی ہے، لہٰذا شرعی اور لغوی تحقیق کے زیر نظر آیہ قرآنی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا [۴۵]

کہ پس کیا حال ہوگا اس وقت جبکہ ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے، کہ معنی ومفہوم کی وسعت پر غور فرمائیے! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم) کو کس قدر بلند مقام اور کتنا پرعظمت مرتبہ عنایت فرمایا ہے۔ قرآنی ارشادات نے آپ کے حاضر وناظر ہونے کے کمال کو کس قدر پرشوکت الفاظ میں

[۴۴] ۔ترجمہ: '' اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا۔'' (ترجمۂ قرآن، البیان۔ الانعام: ۱۱۷)
امام اہلسنت غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، بانی وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان مرتب

[۴۵] ۔ ترجمہ: ''تو کیا حال ہوگا جب ہم لائیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور لائیں گے ہم آپ کو (اے محبوب) ان پر (نگران) گواہ بنا کر۔'' (ترجمۂ قرآن، البیان، النساء: ۴۱)
علامہ قرطبی نے اس قول کی تائید کے لئے حضرت سعید بن مسیّب کا یہ قول نقل کیا ہے۔
'' لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ اِلَّا تُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اُمَّتُهٗ غَدْوَةً وَعَشِيَّةً فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَلِذٰلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ'' (القرطبی) یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ہر صبح وشام حضور کی امت پیش کی جاتی ہے۔ حضور اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اسی علم کامل کے باعث حضور قیامت کے روز سب کے گواہ ہوں گے۔
(ضیاء القرآن، النساء، زیر آیت۔۔۔ از علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری مصری) حاشیہ از جانب مرتب

ذکر کیا ہے، کہ آپ نہ صرف اپنی امت اور اپنے غلاموں پر شاہد وشہید ہیں، بلکہ ہر سلف وخلف اور سابق ولاحق کے اعمال وافعال اور ان کے مراتب ایمانیہ اور مدارج ایقانیہ کے چشمِ رسالت اور گوشِ نبوت سے نگران وگواہ اور محافظ ونگہبان ہیں۔ وللہِ درمَنْ قَال

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ : کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ
وَ اَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِی : وَ اَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ [۴۶]

فائدہ جلیلہ

اہل عربیت اور ماہرین قرآن وحدیث جانتے ہیں کہ ''حاضر وناظر'' دونوں عربی لفظ ہیں اور ''عالم وشاہد'' کی طرح اسم فاعل ہیں۔ مگر شریعت مطہرہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء ''توقیفیہ [۴۷] وماثورہ [۴۸]'' میں ان کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ بالفاظ دیگر حاضر وناظر اللہ تعالیٰ کے شرعی ناموں میں سے نہیں ہیں۔ اور اہل علم حضرات سے مخفی نہیں کہ زمانۂ رسالت کے بعد جبکہ عرب وعجم کی آویزش کے ساتھ ساتھ باہمی آمیزش ہونے لگی اور عجمی اقوام صحابۂ کرام اور ان کے اتباع کی اسلامی زندگیوں سے متاثر ہوکر اسلام کی آغوش میں دنیا وآخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں دیکھنے لگیں، تو یہ لوگ دھڑا دھڑ، فوج درفوج اللہ تعالیٰ کے دین متین میں داخل ہونے لگے۔ سسکتی اور بلکتی ہوئی انسانیت کی نجات کا واحد ذریعہ عربیت اور اسلامی تہذیب وتمدن قرار پایا۔ اور عربوں کے ساتھ میل جول، شرافت وانسانیت کی بُرہان اور عزت وعظمت کی دلیل بن گیا، تو اقوام عجم کے لیے عربی زبان کو اپنانا ناگزیر ہوگیا، اور تھوڑے ہی عرصہ میں خطۂ عرب کے ہمسایہ ممالک کی

۴۶ : حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابن منذر جزرجی (م ۵۴ھ/۶۷۴ء) ۴۷ : [اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء جو قرآن، جیسے اسماء حسنیٰ، حدیث، جیسے حنان ومنان یا اجماع سے ثابت ہوں، جیسے الواجب۔ (مرام الکلام، ص ۱۸۵۔ پرہاروی)]

۴۸ : [رسول اللہ ﷺ یا آثارِ صحابہ کرام سے روایت شدہ اسماء] از جانب مرتب

عوامی زبان عربی ہوگئی۔ چند استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر یہ کُلیہ اپنی جگہ ثابت ہے کہ غیر اہل زبان غیر ملکی زبان میں خواہ کتنی ہی قابلیت اور استعداد حاصل کرلیں، اہل زبان کی سی سلاست ولطافت [۴۹]، دقت آفرینی [۵۰] ونکتہ سنجی [۵۱]، بندش الفاظ [۵۲] اور تراکیب، کلمات کی موزونیت کو نہیں پاسکتے [۹] اور نہ ہی وضعی امور اور اصطلاحی اسرار پر انہیں عبور تام حاصل ہوتا ہے۔ رہے عوام جن کی اکثریت ہمیشہ ایک حقیقت ثابتہ رہی ہے۔ ان

4 : شیخ مجدالدین فیروزآبادی علوم عربیہ کے مسلّم فاضل اور لغت عربیہ کے مستند امام سمجھے جاتے ہیں۔ لغت عرب کی مشہور ومتداول کتاب ''قاموس'' ان کی مہارت زبان کی گواہ اور ان کے ذوق عربیت کا بہترین شاہکار ہے۔ ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ خطۂ عرب میں وارد ہوئے تو انہوں نے ایک عرب عورت سے اس کا کفو بن کر شادی کرلی۔ ایک رات دونوں اپنے مکان میں کافی دیر تک محوِ گفتگو رہے، چراغ روشن تھا۔
سونے لگے تو انہوں نے اپنی عورت سے کہا ''اُقتلی السراج'' یہ فارسی محاورہ ''چراغ بکش'' کا ترجمہ ہے اور محاورۂ عربی کے مطابق ''اُطْفِئِی السِّرَاجَ'' ہونا چاہیے تھا کہ ''چراغ بجھادے''، عورت فوراً سمجھ گئی کہ میرا شوہر عرب نہیں، رات گزرنے پر عورت نے عدالت میں دعویٰ دائر کردیا کہ میرا شوہر غیر عربی ہے اور میرا کفو نہیں۔ لہٰذا میرا نکاح فسخ کیا جائے اور اسے دھوکہ دہی کی پاداش میں سزا دی جائے۔ شیخ صاحب کو عدالت کا بلاوا پہنچا، حاضرِ عدالت ہوئے استغاثہ سُنا۔ اور جواب دیا کہ ''اقتلی السراج'' قدماء عرب کا محاورہ ہے جو، اب متروک ہو چلا ہے۔ شیوخ عرب جمع ہوئے اور لے دے ہونے لگی۔ آخر مطالبہ کیا گیا کہ اگر ''اقتلی السراج'' عربی زبان کا متروک شدہ محاورہ ہے تو اس کی نظیر قدیم شعرائے عرب کے کلام سے پیش کی جائے، شیخ تو پہلے سے ہی تیار ہوکر پہنچے تھے۔ مختلف شعراء کے کلام کی طرز وروش پر ان کے نام سے کئی ایک خود ساختہ اشعار سنادیئے جن میں ''اقتلی السرج'' استعمال کیا گیا تھا۔ عدالت نے شیخ کے حق میں فیصلہ کیا اور ''اُقْتُلِیِ السِّرَاجَ'' عربی زبان کا متروک شدہ محاورہ مان لیا۔ یہ لطیفہ بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ باوجود اس قدر تبحر علمی کے شیخ سے ایک ایسی لغزش ہوگئی۔ جس نے ایک عرب عورت پر آپ کی عربیت کا پردہ چاک کردیا تو غریب عوام کس شمار وقطار میں ہیں۔ فَاعْتَبِرُوا یَااُولِیْ الْاَبْصَار [۵۳] حاشیہ از جانب مصنف

[نوٹ: ارباب علم ودانش سے ملتمس ہوں کہ درج بالا واقعہ کا حوالہ کہیں سے پائیں تو مطلع فرمائیں۔ شکریہ] مرتب

۴۹ : [عمدگی، خوبی، نزاکت، خوبصورتی] ۵۰ : [کلام میں باریکی پیدا کرنا] ۵۱ : [سخن فہمی، بات کو سمجھنا]

۵۲ : [الفاظ کی بنیاد] از جانب مرتب

حاشیہ نمبر : ۵۳ --- اگلے صفحہ پر---

کے لیے تو اتنا ہی کافی ہوا کرتا ہے کہ روزمرہ کا کام چلا لیا کریں۔ اپنی کہہ سکیں اور دوسروں کی سمجھ لیں۔غرض اسی قانون کے تحت عجمی اقوام جو خالص عرب نہ تھیں۔الفاظ کے استعمال میں وہ حزم واحتیاط نہ برت سکتی تھیں۔ جوعربوں کا خاصہ تھا۔ چنانچہ ایک زمانہ آیا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہا جانے لگا۔اوران الفاظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر عام ہوگیا۔علماء امت اور فقہاء ملت نے ان کلمات کے اللہ تعالیٰ پر بلا تاویل بولنے کو ناجائز اورحرام بلکہ کفر تک قرار دے دیا۔ کیونکہ ان الفاظ کے حقیقی اور وضعی معنی[5] میں جسم وجسمانیت اور حدوث[54] وامکان[55] پائے جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجوب اور اس کی تنزیہ وتقدیس[56] پر حرف آتا تھا۔اورشان الوہیت کو بٹہ لگتا ہے۔لہٰذا عموم بلوی[57] کی بناء پر محتاط علماء فقہ نے حاضر وناظر کے تاویلی معنی کا اعتبار کر کے ان کلمات

5: ''اَلنَّظَرُ تَقْلِیبُ الْبَصَرِ وَ الْبَصِیرَۃِ لِاِ دْرَاکِ الشَّيِ وَرُؤْیَتِهٖ'' مفردات راغب''
یعنی نظر کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے آنکھ اور بصیرت کو پھیرنا'' وَالنَّظْرُ وَ النَّظَرَ انِ بَفَتْحَتَیْن تَامُّلُ الشِّیْئِ بِالْعَیْنِ ''مختار الصحاح☆ ص۲۹۱۔ یعنی''نظر اور نظران'' کے معنی میں آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور وتامل کرنا۔اور یہی معنی''صراح''ص:۲۱۴ میں مرقوم ہیں۔ حاشیہ از جانب مصنف

گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔ ۵۳: تعارف صاحب قاموس: محمد بن یعقوب، نام۔مجد الدین، لقب۔دسویں پشت میں سلسلہ نسب شیخ الاسلام ابواسحٰق گاذرونی سے جاملتا ہے۔شافعی المذہب، شیرازی الفیر وزآبادی، مسکن قرشی التیمی البکری ۷۱۹ھ کو گاذرون میں پیدا ہوئے۔علم حدیث کی تلاش میں عراق، بغداد، دمشق کا سفر کیا۔۷۵۶ھ کو زبید گئے۔ملک اشرف اسماعیل نے تعظیم کی، ہزار اشرفی زادراہ، ہزار اشرفی بطور نذرانہ پیش کی۔یمن کی قضاء بھی سپرد فرمائی۔تشنگان علوم مستفید ہوئے۔خود سلطان بھی شاگرد ہوگیا۔علم و کمالات کو دیکھ کر اپنی دختر زائد الجمال کا نکاح ان سے کردیا۔بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں،''سفر السعادت''انہی کی تصنیف ہے۔جس کی مبسوط شرح شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمائی۔دس سال تک مکہ معظّمہ میں رہے۔لغت کی مشہور کتاب''قاموس'' کئی جلدوں میں لکھی، پھر ایک جلد میں اختصار کیا۔عمدہ نثر اور عالی شعر لکھتے تھے۔۸۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔
(مشاہیر آئمہ وعلماء، ص۹۱۔۹۲، قاضی سلمان منصور پوری) ازمرتب

۵۴: [قدیم کی ضد] ۵۵: [ممکن ہونا] ۵۶: [پاکی وپاکیزگی] ۵۷: [عام ضرورت]۔

☆۔ [مختار الصحاح ص:۵۷۲، محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر، رازی دار، نشر اللغۃ العربیہ بیروت لبنان،۲۹۴] ازمرتب

کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز قرار دے لیا۔اور کف لسان[58] کے مختار ومرضٰی[59] مسلک پر عمل کیا۔چنانچہ درمختار میں ہے''یَا حَاضِرُ وَیَا نَاظِرُ لَیْسَ بِکُفْرٍ''کہ اللہ تعالیٰ کو''یا حاضر''اور''یا ناظر'' کہنا کفر نہیں، اس پر علامہ سید محمد بن عابدین شامی[متوفی ۱۲۵۲ھ۔ازمرتب] اپنی مشہور عالم مستند اور متداول کتاب''ردالمحتار''[60] جلد۳ ص ۲۳۵ پر رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہہ کر خطاب کرنا کفر نہیں۔اس لیے کہ:

فَاِنَّ الْحُضُوْرَ بِمَعْنَی الْعِلْمِ شَائِعٌ'' مَایَکُوْنُ مِنْ نَجْوٰی ثَلَاثَۃٍ اِلَّاھُوَ رَابِعُھُمْ'' وَالنَّظْرُ بِمَعْنَی الرُّؤْیَۃِ ''اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی'' فَالْمَعْنٰی یَا عَالِمُ یَا مَنْ یَّرٰی''
(بزازیہ)[61]

کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے پس تحقیق لفظ''حضور''،علم کے معنی میں شائع ہے۔جیسا کہ آیۂ قرآنیہ''سرگوشی کرنے والوں میں کوئی تین نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہے۔اور''نظر'' بمعنی رویت جیسا کہ قرآن میں ہے کیا اس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ دیکھتا ہے۔ پس ''یاحاضر ویاناظر'' کے تاویلی معنی''اے عالم!اور اے دیکھنے والے!'' کے ہوئے۔
الغرض یہ حقیقت ہے کہ حاضر وناظر کا بلا تاویل اللہ تعالیٰ پر بولنا حرام وناجائز بلکہ کفر ہے۔ چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسماء ہوں اوران کے کسی اور پر بولنے سے شرک لازم آئے۔ مگر کمالاتِ انبیاء کے بدخواہ اور دریدہ دہن گستاخانِ نبوت ہیں کہ حاضر وناظر کے کلمات کا

۵۸: [زبان کو روکنا] ۵۹: [پسندیدہ، چنا ہوا]

۶۰: یہ علامہ شامی کا''درمختار''[محمد بن علی المعروف بعلا الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ] پہ حاشیہ ہے۔اور''درمختار'' شرح''تنویر الابصار''[علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ھ] کی۔امام احمد رضا خان[۱۳۴۰ھ] نے''جد الممتار'' کے نام سے حاشیہ امام شامی پر بڑا شاندار کام کیا۔بعض مقامات پر امام شامی سے اختلاف بھی کیا۔مگر امام وقت کی تواضع وانکساری پہ قربان جائیے۔کہ ادب کا پہلو اختیار کرتے ہوئے، امام شامی کے حضور تطفلانہ گزارش سے اپنی تحقیق کے موتی پیش کئے۔ مرتب

۶۱: الجامع الوجیز (الفتاوی البزازیہ) حافظ الدین محمد بن محمد المعروف ابن بزاز متوفی ۸۲۷ھ۔ از جانب مرتب

حضرت رسول اللہ ﷺ کے لیے استعمال کرنا کفر وشکر قرار دیئے جا رہے ہیں۔ ''العظمة للّٰہ'' یہ لوگ قرآن وحدیث، اطلاقاتِ شریعت اور حقائق لغتِ عربیت سے کس قدر جاہل ہیں۔ یہ علم وعقل سے عاری اتنا نہیں جانتے کہ یہ ہر دو کلمات اپنے اصلی اور حقیقی معنی کی رو سے ایسی ذات پر بولے جاتے ہیں جو جسم وجسمانیت رکھتی ہو اور لوازمِ حدوث وجسمانیت سے متصف ہو۔

مگر موجودہ دَور کے نام کے مدعیان توحید، بضد ہیں کہ حاضر وناظر اللہ تعالیٰ کے اسماء مخصوصہ میں سے ہیں۔ یہ بے چارے اپنے امام طائفہ اور اپنے دیگر اکابر کی بے جا حمایت اور تقلید میں کچھ ایسے حواس باختہ اور از خود رفتہ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کو ''العیاذ باللہ'' لوازم جسم اور عیوب امکان وحدوث سے متصف جانتے ہیں۔ اور الٹا اہل حق کے عقائد صحیحہ پر لے دے کرتے اور ان پر کفر وشرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ قوم وملت میں انتشار پیدا کرنا ان کا دل پسند کھیل اور دلچسپ مشغلہ ہے۔ مگر ''اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ'' '' کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں'' کے بلند بانگ دعویٰ سے فضاء عالم کو مکدر کر رکھا ہے۔ دیکھئے! ان کے مقتدر پیشوا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی کتاب ''ایضاح الحق''[۶۲] مطبع فاروقی ۱۲۹۵ء کے ص: ۳۶/۲۵ پر لکھتے ہیں:

تنزیہ۔ او تعالیٰ از زمان ومکان وجہت واثبات رویت

---

۶۲ : مولانا نسیم احمد امروہوی نے ''تذکرہ حضرت شاہ اسماعیل'' میں نو تالیفات کا بیان کیا اور کتاب ہذا کا مکمل نام ''ایضاح الحق الصریح'' لکھا۔ حکیم عبدالشکور مرزا پوری نے ''التحقیق الجدید'' میں ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح'' کو ان کی تالیف نہ مانا۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص:۴۶۔۴۷، از حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی) اس کتاب کا ترجمہ ''بدعت کی حقیقت'' کے نام سے قدیمی کتب خانہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ دیکھئے ''دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف''، ص: ۵۱، از محمد کاشف اقبال مدنی۔۔ مشہور وہابی مورخ غلام رسول مہر کی گل فشانی بھی ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتا ہے، ''محققین کا بیان ہے کہ حقیقت بدعت میں ایسی کوئی کتاب کسی زبان میں نہیں لکھی گئی''

(مقدمہ: تقویۃ الایمان، ص: ۱۵، مکتبہ دارالسلام) ۔۔۔۔ بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

۔۔۔ گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔۔۔۔ قتیل لیلۂ نجد جسے فقرین مخالف اسماعیل شہید کہتے ہیں، اس نے ''صراط مستقیم، فارسی'' (ملفوظات سید احمد شہید بریلوی) نامی کتاب ترتیب دی۔ اور لکھا: ''کہ نماز میں خیال رسول لانا، گاؤ، خر (بیل اور گدھے وغیرہ) کے خیال لانے سے بدرجہا برا ہے۔'' مولانا حسن رضا خان نے بالکل بجا فرمایا ہے،

یاد خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا برا : اُف جہنم کے گدھے، اُف یہ خرافت تیری

اس دل خراش، ایمان دوز عبارت سے ہزاروں نہیں، کروڑوں مسلمانوں کے دل زخمی ہوئے۔ ستم ظریفی دیکھئے کہ وہابی علماء کے نزدیک ''تقویۃ الایمان'' اور اس کے مصنف، کس قدر عظیم انسان تھے۔ ذرا ملاحظہ فرمایئے،

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں،

''وہ پیارا شہید (محمد اسماعیل دہلوی) جس نے ہندوستان میں (ابن) عبدالوہاب کی طرح شریعت محمدی کا ٹھنڈا، خوشگوار شربت ہندوستانی مسلمانوں کو پلایا۔''

سید ابوالاعلی مودودی کی بزعم خویش دیانت وصداقت سے مملو عبارت کی بھی سمع خراشی فرمایئے۔

''سید صاحب (احمد شہید) کے خطوط، ملفوظات اور شاہ اسماعیل کی ''منصب امامت''، ''تقویۃ الایمان'' اور دوسری تحریریں دیکھئے، دونوں جگہ وہی شاہ ولی اللہ صاحب کی زبان بولتی نظر آتی ہے۔ (تجدید احیاء دین بار ہشتم ۱۱۴)۔''

جبکہ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء یوں لکھتے ہیں، ''مولوی اسماعیل شہید موحد (وہابی غیر مقلد) تھے۔ چونکہ محقق تھے، چند مسائل میں اختلاف کیا۔ اور مسلک پیران خود مثل شیخ ولی اللہ پر انکار فرمایا۔'' [امداد المشتاق ۷۹]

سید احمد شہید کے مرید شاہ ولی اللہ کے پوتے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ عبدالغنی کے لخت جگر مولانا اسماعیل جسے علمائے دیوبند نے ''عالم، متقی، بدعت کو اکھاڑنے والے'' لکھا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ، ص ۳۵۰)

نیز بقول رشید احمد گنگوہی ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ کتاب اور ردّ شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ (فتاوی رشیدیہ، ص ۳۵۱)

شہید صاحب نے اپنی اسی عمدہ اور لاجواب کتاب میں بڑی بے باکی اور سینہ زوری سے شرک خفی کو جلی اور جلی کو خفی لکھا۔ اور خود اعتراف کرتے ہوئے کہا: ''اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔'' اور کہتے ہیں، ''گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائے گا۔'' (ارواح ثلاثہ، ۵۹)

مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، ''تعجب ہے کہ دین کے نام پر شورش برپا کی جائے اور وہ ٹھیک ہو جائے۔ تقویۃ الایمان کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا، اختلافات پیدا ہوئے، گھر گھر میں فساد برپا ہوا، بھائی بھائی کا دشمن بنا۔'' انگریز کی شاطرانہ چال کے پیش نظر تحسین سبائیوالوی (متوفی دسمبر ۱۹۸۹ء) کیا خوب کہہ گئے۔

(۱) چال دشمن نے تھی کچھ ایسی چلی : دشمنی بھائی کی بھائی سے ہوئی

(۲) جو نہ ہونا تھا وہی ہونے دیا : نفرتوں کا بیج کیوں بونے دیا [مثنوی ''وہ کون تھے''، حادثۂ وفا]

۔۔۔۔۔ بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔۔

مولانا سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں، ''افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانانِ ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی المسلک ہیں، دو گروہ میں بٹ گئے ہیں۔ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی، ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔'' مزید لکھتے ہیں، ''یَسِّرُوْ ا وَلَا تُعَسِّرُو ا وَبَشِّرُ وْا وَلَا تُنَفِّرُوْا '' آسان کرو، مشکل نہ بناؤ، بشارت دو، نفرت نہ دلاؤ۔'' ۔۔۔۔کیا مکروہ تنزیہی کو مکروہ تحریمی اور مکروہ تحریمی کو حرام قطعی قرار دینا اور شرک اصغر کو (جس سے بچنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ذرا سی رِیا اور دکھاوٹ شرک اصغر اور شرک خفی ہے،) اور شرک اکبر اور شرک جلی قرار دینا، آسان کرنا ہے یا مشکل بنانا۔اور جو شخص ایسا فعل کرے وہ ارشاد نبوی پر عمل کر رہا ہے یا اپنی من مانی کر رہا ہے۔'' (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۳)

شاہ رفیع الدین ۱۲۳۳ھ بن شاہ ولی اللہ کے بیٹے مولانا مخصوص اللہ ۱۲۷۲ھ (چچا زاد بھائی اسماعیل شہید) ''تقویۃ الایمان'' کو ''تفویۃ الایمان'' کہتے رہے۔'' اور لکھتے ہیں، ''کہ یہ رسالہ برائی اور بگاڑ پھیلاتا ہے۔'' ڈاکٹر قمر النساء (ایم اے) نے عربی میں کتاب ''اَلْعَلَّامَۃُ فَضْلُ حَقِّ اَلْخَیْر آبَادِیُّ'' لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد، دکن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔قلمی نسخے میں ہے، ''کہ انگریزوں نے ''تقویۃ الایمان'' مفت تقسیم کی ہے۔'' (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان: ص ۵۰۔۵۱، از حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی) ۔۔۔۔اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی ایک انصاف پسند قلمکار اور روحانی بزرگ ہو گزرے ہیں۔آپ لکھتے ہیں، ''میں نے تقویۃ الایمان کا مطالعہ بلا ادنیٰ تعصب اور اعتساف کے کیا اور افسوس ہوا کہ مولانا اسماعیل کیا لکھ گئے ہیں۔'' کتاب ہذا، ص ۱۳۔

علمائے اہل سنت و جماعت نے بروقت اسماعیل دہلوی کے عقائد باطلہ و شنیعہ کے خلاف پوری سرگرمی سے محاسبہ کیا۔امام فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۴ھ کے خاندان میں سے شاہ رفیع الدین کے صاحبزادگان مولانا مخصوص اللہ متوفی ۱۲۷۲ھ نے ''معید الایمان'' اور مولانا شاہ محمد موسی دہلوی نے ''حجۃ العمل فی ابطال الحیل'' تحریر فرمائیں۔افسوس یہ دونوں کتب (چھپ کر) منظر عام پر نہیں آسکیں ۔۔۔۔مولانا کرامت علی جون پوری ۱۲۹۰ھ نے ''قوۃ الایمان'' وغیرہم خود وہابیوں کے امام الہند ابوالکلام آزاد ۱۹۵۸ء کے والد ماجد مولانا خیر الدین متوفی ۱۹۰۸ء کے نانا جان یعنی مولانا منور الدین جو شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور اسماعیل دہلوی کے ہم سبق تھے۔ ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی تھی۔وہابیوں کی سینہ زوری، بے باکی اور حقیقت کی نقاب کشائی کے لئے علماء اہل سنت کی کتب، ''برطانی مظالم کی کہانی، عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری کی زبانی''، ''خون کے آنسو'' علامہ مشتاق احمد نظامی، ''زلزلہ'' اور ''تبلیغی جماعت معلومات کے آئینے میں'' علامہ ارشد القادری، ''الثورۃ الھندیہ'' (باغی ہندوستان)، ''امتیاز حق''، ''سید احمد شہید کی صحیح تصویر'' وحید احمد مسعود، ''سید احمد شہید تصویر کا دوسرا رخ''، ''۱۸۵۷ جنگ آزادی کے اصلی ہیرو'' مولانا نور احمد انور فریدی، محتاط قلم کار شاہ ابوالحسن زید فاروقی کی ''مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان'' ملاحظہ فرمایئے۔

۔۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

زیر تبصرہ کتاب ''ایضاح الحق الصریح'' کی تقریباً پانچ مختلف مقامات کی عبارات پر علمائے اہل سنت نے گرفت کی ہے۔ان میں سے درج ذیل عبارت بھی ہے، جس پر فقط اہل حق علماء اہل سنت ہی نے تنقید نہیں بلکہ اکابر دیوبند کے پاس جب یہ عبارت لکھ کر بطور استفتاء پیش کی گئی۔تو قائل و محرر عبارت کے متعلق سوال کیا گیا تو مفتیان دیوبند نے اسے جاہل، بے بہرہ اور اہل سنت سے خارج قرار دیا۔ملاحظہ فرمایئے۔علمائے دیوبند کے عالم ربانی شیخ رشید احمد گنگوہی تحریر فرماتے ہیں۔'' سوال:۔کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالی کو زمان و مکان سے پاک اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے؟ جواب: یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ اور وہ مقولہ کفر ہے۔بندہ رشید احمد گنگوہی''

الجواب صحیح: اشرف علی تھانوی عفی عنہ۔مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں، ''حق تعالی کو زمان و مکان سے منزہ ماننا عقیدہ اہل ایمان ہے۔اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے۔اور دیدار حق تعالی آخرت میں بے کیف و بے جہت ہوگا۔مخالف اس عقیدے کا بد دین و ملحد ہے۔'' زمین دیوبند کے مدرس اول مفتی محمود الحسن تصدیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''الجواب صحیح: وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں۔مسکین عبدالحق''

دیوبندی اکابر پر جب یہ راز فاش ہو گیا کہ ہم نے کس پر بد دین و ملحد ہونے کے فتوے لگائے ہیں تو دیوبندی قطب العالم رشید احمد گنگوہی کو ان الفاظ کے ساتھ اظہار افسوس کرنا پڑا۔'' ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں ہے کہ کیا مضمون اور کس کی تالیف (فتاوی رشدیہ ۲۶۵)'' (دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف، ص ۲۲۸۔۲۲۹۔محمد کاشف اقبال مدنی)۔۔اب ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ عقیدۂ شنیعہ صرف اسماعیل دہلوی کا ہے یا کسی اور کا بھی۔ دراصل اسماعیل دہلوی نے اس عقیدۂ بد میں ابن تیمیہ کی خرمن علم سے خوشہ چینی کی ہے۔دنیائے وہابیت کی 'کل کائنات' ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''منہاج السنۃ'' میں لکھا، ابن تیمیہ کا دامن ''تجسیم'' کے ناپاک عقیدہ سے پاک نہیں۔جمہور علماء اہل سنت کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے۔ملاحظہ فرمایئے، ''عقیدۂ طحاویہ''، ابو جعفر امام طحاوی حنفی متوفی ۳۶۱ھ، ''رسالہ قشیریہ''، امام ابوالقاسم قشیری، ''الاقتصاد فی الاعتقاد''، امام غزالی، ''شرح عقائد نسفی''، امام سعد الدین تفتازانی، ''المسامرہ فی شرح المسایرہ''، کمال الدین محمد بن محمد المعروف ابن ابی شریف، قدسی، شافعی متوفی ۹۰۵ھ، ''تکمیل الایمان''، شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، امام ربانی شیخ احمد سرہندی ۱۰۳۴ھ۔محدث پنجاب علامہ عبدالعزیز پرہاروی کی ''النبراس، مرام الکلام فی بیان عقائد الاسلام'' اور منظوم فارسی رسالہ، ایمان کامل'' اس کے علاوہ علماء اہل سنت کی علم العقائد والکلام پر کتابیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے ''قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار'' میں اس مسئلہ کی کامل تحقیق فرمائی ہے۔لکھتے ہیں، ''حاشا للہ یہ ہرگز عقیدہ اہل سنت کا نہیں وہ مکان و تمکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ، عرش و فرش سب حادث ہیں اور وہ قدیم، ازلی، ابدی، سرمدی، جب تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدالآباد تک رہے گا۔عرش و فرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں، اور وہ (اللہ) اور اس کی صفات تغیر و حدوث و فنا سب سے پاک۔'' (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے، ''شان رسالت و اہل بیت میں ابن تیمیہ کی گستاخیاں، ترجمہ: ''اخطاء ابن تیمیۃ فی حق رسول اللہ و اہل بیتہ''، تالیف: ڈاکٹر سید محمود صبیح (پروفیسر، الازہر یونیورسٹی، قاہرہ، مصر۔ترجمہ، تعلیق و تحقیق: علامہ محمد ناظم علی رضوی مصباحی، ناشر: تنظیم اہل سنت پاکستان)

۔۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

بلاجہت ومحاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعت حقیقہ
است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ ازجنس عقائد
دینیہ می شمارد!

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کوزمان ومکان اور جہت سے پاک بتانا اور بغیر جہت ومقابلہ کے اس کا

امام یوسف بن اسماعیل نبھانی متوفی ۱۳۵۰ھ نے بھی ابن تیمیہ کا بڑی شرح وبسط رد بلیغ سے فرمایا۔ لکھتے ہیں،
''وقد رایت لامامھم ابن تیمیہ فی کتابہ المذکور : منھاج السنة ص ١٦٥ تفصیلاً یحقق اعتقادہ الجھة حقیقة ...فمن نسبوا الیہ اعتقاد الجھة لم یخطئوا کما زعم البعض بل ھو یعتقدھا.''
(شواہد الحق ص، ۱۶۵) ''اور تحقیق میں نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ، ص ۱۶۵ پہ اس عقیدے کی تفصیل دیکھی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حقیقۃ اللہ تعالی کے لئے جہت ثابت کرتا ہے اور جنہوں نے اس کی طرف اس عقیدے کی نسبت کی ہے۔ انہوں نے غلط نہیں کہا جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے بلکہ اس کا یہی عقیدہ ہے۔'' نیز علامہ یوسف نبھانی نے فرمایا:''
ولکنہ یعتقد الجھة بیقین کما ھو صریح عبارتہ فی منھاج السنة وھی بدعة شنیعة ۔۔۔ بل قال بعض العلماء یکفر معتقدھا وصرح الامام النووی الشافعی والامام ابن ابی جمرة المالکی بکفر معتقدھا اذ الم یکن من العامة المعذورین بالجھل ۔۔۔ نقل ذلک عنھما الامام ابراھیم اللقانی المالکی فی شرحہ ''ھدایة المرید'' علی منظومتہ ''جوھرة التوحید'' ۔ وھو وھما من اکابر ائمة اھل السنة الخ ثم نقل عبارتہ ۔'' (شواہد الحق ص ۱۶۷۔۱۶۸) ۔۔ ''اور وہ ابن تیمیہ اللہ تعالی کے لئے بالیقین جہت کا قائل ہے جیسا کہ اس کی کتاب منہاج السنۃ کی عبارت میں صراحت ہے اور یہ بہت بری بدعت ہے ۔۔۔ بلکہ بعض علماء نے ایسا اعتقاد رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور امام نووی شافعی اور امام ابن ابی جمرہ مالکی نے بھی ایسے معتقد کی تکفیر کی ہے۔ جبکہ وہ عوام سے نہ ہو جو جہالت کی وجہ سے معذور سمجھے جاتے ہیں ۔۔۔ اس بات کو امام ابراہیم اللقانی مالکی نے ان دونوں ائمہ سے اپنی کتاب شرح ''ہدایۃ المرید'' اپنی منظومہ، ''جوہرۃ التوحید'' میں نقل کیا اور یہ امام ابراہیم للقانی اور امام نووی شافعی اور ابن ابی جمرہ تینوں اکابر ائمہ اہل سنت میں سے ہیں۔ الخ رضی اللہ عنہم۔''
امام نبھانی نے ابن تیمیہ کے مسئلہ جہت کے رد میں اپنا مستقل رسالہ ''الاشتباہ فی استحالۃ الجہۃ علی اللہ'' نقل کیا ہے ۔۔۔
امام علامہ سید مصطفیٰ بکری حنفی شاگرد شیخ عبدالغنی نابلسی حنفی نے بھی ابن تیمیہ کے گروہ کا رد کیا ہے۔ (۱۔ شائقین تفصیل اصل شواہد الحق عربی کے مطالعہ سے محظوظ ہوں ۔۲۔ ماضی قریب کے مقتدر عالم دین حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی کی کتاب ''تعارف چند مفسرین محدثین ورخین کا'' ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے مختلف ائمہ کرام اور خود علماء دیوبند (شیخ انور کشمیری) کے اقوال کی روشنی میں ابن تیمیہ پر گرفت کی ہے۔ حاشیہ از جانب مرتب

دیدار ماننا......سب حقیقی بدعتوں کے قبیل سے ہیں اگر اسے دینی عقیدہ جانے۔''
اور مولوی حسین علی صاحب ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی ۶۳؎ تلمیذ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنی تفسیر ''بلغۃ الحیران'' ص ۱۲۵۷/ ۱۲۵۸ پر لکھتے ہیں:۔
''اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ (۶۴) بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔''
اہل علم وایمان، عبارت منقولہ بالا کو بار بار پڑھیں، سوچیں اور غور کریں، کہ کیا

۶۳؎ : حسین علی ۱۲۶۳ھ بن حافظ میاں محمد حنفی نقشبندی، ۱۲۸۳ھ کو قصبہ ''واں بھچراں'' میں پیدا ہوئے۔ معقولات ومنقولات کی کتابیں مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث رشید احمد گنگوہی سے پڑھا۔ ''تفسیر بے نظیر'' اور ''بُلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان''، لکھی۔ (تذکرۃ المفسرین، قاضی محمد زاہد حسینی) بلغۃ الحیران کے ساتھ مصنف نے ''مبشرات'' کے نام سے اپنے چند خواب تحریر کئے اور لکھا، ''وَرَاَیْتُ اَنَّہٗ یَسْقُطُ فَاَمْسَکْتُہٗ وَاَعْصَمْتُہٗ عَنِ السَّقُوطِ '' (مبشرات ملحقہ بلغۃ الحیران) بحوالہ ''عقائد وہابیہ'' ص ۹۹، مولانا محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ناشر قادری کتب خانہ سیالکوٹ۔
[مرتب عرض گزار ہے کہ بزمانۂ طالب علمی جامع مسجد سردار بہادر خاں علی پور میں مولانا محمد ضیاء اللہ قادری کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جبکہ علامہ موصوف استاد محترم علامہ خادم حسین سعیدی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور اپنے دورۂ دعوت وارشاد کے سلسلے میں جلوہ آرا ہوئے تھے۔]

۶۴؎ ۔ اللہ تعالی کو ہر چیز کا ہر شخص کے ظاہر وباطن کا تفصیلی اور یقینی علم ازل سے حاصل ہے تو پھر یہاں ولیعلم اللہ (تا کہ اللہ جان لے) سے کیا مراد ہے؟ علمائے کرام نے بڑی شرح وبسط سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے بعض نے یہ فرمایا کہ یہاں مضاف محذوف ہے، مقصد ہے ولیعلم اولیاء اللہ یعنی تا کہ اللہ کے دوست مومن اور کافر کو جان لیں۔ بعض نے کہا کہ یعلم بمعنی ''یُمَیِّزُ وَیَعْلَمُ'' ہے کہ اللہ تعالی دوسروں کو جتا دے۔ لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی کا علم دو طرح کا ہے۔ ایک تو یہ کہ مستقبل میں یوں واقع ہوگا۔ یہ علم تو ازل سے حاصل ہے۔ اس علم پر کوئی جزا یا سزا، مدح یا ذم مرتب نہیں ہوتی۔ لیکن جب کوئی معلوم چیز علم باری کے مطابق خارج میں موجود ہو جاتی ہے تو اس وقت یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ اب یہ چیز عدم سے وجود میں آ گئی اور اسی علم پر جزا وسزا مرتب ہوتی ہے۔ یہاں آیت میں علم کا یہی معنی مراد ہے جسے علم ظہور کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قَولُ الْجَمْھُورِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْعِلْمِ عِلْمُ الظُّھُوْرِ (المنار [امام وفقھیہ عبداللہ بن احمد نسفی مؤلف ''کنز الدقائق''، ''تفسیر مدارک التنزیل''] مرتب)۔ ضیاء القران، آل عمران ۱۴۰۔
از پیر محمد کرم شاہ الازہری حاشیہ از جانب مرتب

اللہ تعالیٰ کو مکان وزمان اور جہت کی قید سے پاک سمجھنا اور بلا جہت ومقابلہ دیدار ماننا، اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت اور اس کے وجوب وجود کا اقرار نہیں، اور عیوب حدوث وامکان ۶۵ اور لوازمِ جسم وجسمانیت سے مبّرا ومنزہ ۶۶ جاننا صحیح نہیں 6۔ مگر ان مؤحدین کے نزدیک ضلالت ہے اور گمراہی۔

اور کیا پھر اللہ تعالیٰ کے علم کو نقص وزوال سے پاک جاننا اور کامل العلم ماننا صحیح عقیدہ نہیں، لیکن ان اہل حق کو مُشرک وکافر کہنے والوں کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہونے والے اعمال انسانیہ سے بے علم 7 جاننا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم ۶۷ اور

---

6 : (تحفہ اثناعشریہ مطبوعہ کلکتہ ص ۴۵۵ میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں۔ ''عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ رامکان نیست داور اجہتے از فوق وتحت متصور نیست دہمین است مذہب اہل سنت وجماعت۔ فتاویٰ قاضی خان [مولف، قاضی القضاۃ، امام اجل، فخر الملت والدین، حسن بن منصور بن محمود فرغانی متوفی ۵۹۲ھ۔ ازمرتب] فخر المطابع جلد ۴ ص ۴۴۳ میں ہے۔ رَجُلٌ قَالَ ''خدا برآسمان می داند کہ من چیزے ندارم'' یَکُونُ کُفرًا لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ مُنَزَّہٌ عَنِ الْمَکَانِ یعنی کسی نے کہا کہ خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں، کافر ہوگیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور بعینہ یہی مضمون بحر الرئق جزو۵ ص ۱۲۹، اور فتاویٰ عالمگیری جزو۲ ص ۲۵۹ میں مرقوم ہے)

حاشیہ از جانب مصنف کتاب ہذا

7 : (فتاویٰ عالمگیری ۶۸ جلد۲ ص ۲۵۸ میں ہے۔ ''یَکْفُرُ اِذَا وَصفَ اللّٰہَ تعالیٰ بمالا یَلِیْقُ بِہٖ اَوْ سَخَرَ بِاسمٍ من اسمائہٖ او بامرٍ من اوامرہٖ او انکرَ وعْدہٗ ووعِیدَہٗ او جعل لہٗ شریکاً او ولدًا او زوجۃً او نسبہ الی الجھل اولعجز اوالنقص'' ۶۹ ۔۔۔۔ بقیہ حاشیہ مصنف اگلے صفحہ پر۔۔۔۔

---

۶۵ : [اللہ تعالی کو ممکن اور پیدائش وپیداشدہ چیزوں کے عیبوں سے] ۶۶ : [پاک وصاف]

۶۷ : [انتہائے علم] ۶۸ : [یعنی الفتاوی الہندیہ، علامہ ہمام مولانا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ ، وجماعۃ من علماء الہند]

۔۔۔حاشیہ: ۶۹ ازمرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

قرآن فہمی، اور یہ ہے ان کا علم حدیث واثر ۷۰ ۔ وَلَنِعْمَ مَاقِیْلَ ،

ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

۔۔۔گزشتہ حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیں، ''بحر الرائق'' ☆ جزو۵ ص ۱۲۹ مطبوعہ مصر اور آیات مثل ''لِیَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ'' اور احادیث واردہ کو سمجھنے کے لیے آئمہ اہلسنت کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔ اجمالاً یہ کہ ان مقامات پر علم اولیاء مراد ہے، یا اَعلام یا متمیز کردینا یا رویت یا......؟؟ نفی علم سے نفی معلوم مقصود ہے۔ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْوُجُوہِ اَلْمَذْکُوْرَۃِ فِی کَلَامِھِمْ) حاشیہ از جانب مصنف

۔۔۶۹ : فتاوی عالمگیری جلد ۲ ص ۲۵۸ ،مرتبین شیخ نظام الدین و جماعت علماء ھند . مطبوعه رشیدیه کوئٹه ۱۹۸۳/۱۴۰۳ . مرتب.... فتاوی عالمگیری کو سلطان عادل اورنگزیب کے حکم سے اس زمانے کے اولوا العزم علمائے اہلسنت محققین اور راسخین فی العلم نے مدون کیا۔۔۔۔۔۔۔ اس فتوی کی تدوین کا آغاز ۷۸۔۱۰۷۷ھ میں ہوا اور تکمیل ۸۶۔۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ فقہ حنفی کی بے شمار کتابوں میں پھیلے ہوئے مسائل کو یکجا کرنے کے لئے فتاوی عالمگیری کی تدوین ہوئی۔ چند علماء کے اسمائے گرامی (۱)۔ شیخ نظام الدین برہان پوری جو تدوینی کمیٹی کے سربراہ تھے۔ (۲)۔ شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھی (۳)۔ ابوالخیر ٹھٹھوی وغیرہ۔۔۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، مقالات کاظمی، حصہ سوم، ص ۳۱۰ تا ۳۱۱۔ .....

فتاوی عالمگیری پر امام احمد رضا خان نے تعلیقات تحریر فرمائے جو منظر عام پر آچکے ہیں۔[الحمد لله علی احسانه و کرمه]

علامہ محمد اقبال حضرت عالمگیر کے متعلق لکھتے ہیں، ''حضرت عالمگیر پر میں ایک انتہائی وجد انگیز اور ولولہ خیز نظم لکھوں گا کہ اردو، خوانوں کی نظر سے آج تک نہ گزری ہوگی۔''

(مکتوب، عطیہ فیضی کے نام: لاہور، ۲۰ مارچ ۱۹۱۰ء۔ کلیات مکاتیب اقبال جلد ۱، ص: ۱۹۹۔ ترتیب: سید مظفر حسین)

۷۰ : حدیث فہمی اور ''اثر''، جمع ''آثار''، یعنی ''فرمودات ومعمولات صحابہ کرام''۔ ویسے ''اثر'' کبھی حدیث پر بھی بولا جاتا ہے۔

☆ ...[علامہ زین الدین بن نجیم متوفی ۹۷۰ھ] از جانب مرتب

لفظ شاہد اور تفاسیر سلف صالحین

تفسیر جلالین ا؎ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۳۵۳ میں ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا عَلٰی مَنۡ اُرۡسِلۡتَ اِلَیۡھِمۡ ترجمہ: ''اے پیارے نبی (علمِ غیب جاننے والے) ہم ہی نے آپ کو ان لوگوں پر جن کی طرف آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے''۔

الفتوحات الالٰہیہ للدقائق الحنفیہ بتوضیح تفسیر الجلالین معروف بہ جمل ۲؎ جزو ۳، صفحہ ۴۴۲ میں ہے:

قَوۡلہ عَلٰی مَنۡ اُرۡسِلۡتَ اِلَیۡھِمۡ، اَیۡ تَتَرَقَّبُ اَحۡوَالَھُمۡ وَتُشَاھِدُ اَعۡمَالَھُمۡ

یعنی۔ جلالین میں قول ''عَلٰی مَنۡ اُرۡسِلۡتَ'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ان پر اس لئے شاہد بنائے گئے ہیں کہ ان کے حالات کی نگہبانی کریں، اور ان کے اعمال کو مشاہدہ فرماتے رہیں۔

ا؎ : جلال الدین محلی بن احمد محلی شافعی، مصری (۷۹۱ھ/۸۶۴ھ) سورۃ کہف سے آخر تک، پھر سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی۔ بعد میں اس کی تکمیل جلال الدین بن ابی بکر المعروف امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ تفسیر ''مُدَّۃَ قَدۡرِ مِیۡعَادِ الۡکَلِیۡم'' میں مرتب کر لی۔ (یعنی، موسیٰ علیہ السلام چالیس دن تک کوہ طور پر مقیم رہے، یہ تفسیر بھی یکم رمضان ۸۷۹ھ سے گیارہ شوال تک چالیس دن میں مکمل کر لی۔ چونکہ تفسیر کے مرتب دو جلال الدین ہیں، اس لئے ''جلالین'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ بڑی جامع و مانع تفسیر ہے۔ اس کی مقبولیت کے لئے اتنا کافی ہے کہ بے شمار علماء اور صلحاء نے اس کا مطالعہ کیا۔ امام شعرانی نے ۳۰ مرتبہ سیوطی اگرچہ شافعی تھے، مگر مذاہب اربعہ کے علماء کرام نے نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کی شروح اور حواشی ارقام فرمائے۔ متعدد شروحات وحواشی میں سے چند ایک یہ ہیں: ''جمالین'' : ملا علی قاری حنفی، ''زلالین'' علامہ محمد ریاست علی حنفی ۱۳۴۲ھ، ''کمالین''، شیخ محمد سلام دہلوی ۱۲۲۹ھ، شیخ احمد صاوی مالکی ۱۲۴۱ھ نے ۴ مجلدات۔ امام شہاب الدین خفاجی نے ۳۵ شروح کو سامنے رکھ کر مفصل حاشیہ ۸ جلدوں میں تحریر کیا اور مصر سے ۱۲۸۳ھ میں شائع ہوا۔

۲؎ : حاشیہ تفسیر جلالین، ۴ جلد۔ [علامہ سلیمان بن عمر الشہیر بالجمل متوفی ۱۲۰۴/۱۱۹۶ھ] حاشیہ از مرتب

تفسیر صاوی ۳؎ جلد ۲ ص ۲۳۳ حاشیہ جلالین میں بھی ان ہی الفاظ میں شاہد کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل جلد ۲ ص ۴۷۵ میں امام وفقیہ عبداللہ بن احمد نسفی ۴؎ مؤلف ''کنز الدقائق'' تحریر فرماتے ہیں:۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا عَلٰی مَنۡ بُعِثۡتَ اِلَیۡھِمۡ وَعَلٰی تَکۡذِیۡبِھِمۡ وَتَصۡدِیۡقِھِمۡ بِہٖ اَیۡ مَقۡبُوۡلًا قَوۡلُکَ عِنۡدَاللّٰہِ لَھُمۡ وَعَلَیۡھِمۡ کَمَا یُقۡبَلُ قَوۡلُ الشَّاھِدِ الۡعَدۡلِ فِی الۡحُکۡمِ ۵؎

ترجمہ:۔ اے ہماری خبر دینے والے! ہمارے اسرار و رموز کے امین، ہمارے خطاب کو ہمارے احباب کی طرف پہنچانے والے! ۲ ہم ہی نے ان پر، جن کی طرف

8 : (مدارک التنزیل جلد ۲ ص ۴۵۹ مطبوعہ مصر میں ہے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ وَبِالۡھَمۡزَۃِ نَافِعٌ اَیۡ یٰاَیُّھَا الۡمُخۡبِرُ عَنَّا الۡمَامُوۡنُ عَلٰی اَسۡرَارِ نَا الۡمُبَلِّغِ خِطَابُنَا اِلٰی اَحۡبَابِنَا ۔ الخ) حاشیہ از جانب مصنف

۳؎ : احمد بن محمد صاوی، مالکی، خلوفی متوفی ۱۲۴۱ھ۔ ۴ جلدوں میں حاشیہ ''جلالین'' تحریر کیا۔۔۔۔ (فرقہ وہابیہ کی خیانت:۔ علامہ صاوی نے اپنے حاشیۃ الصاوی میں وہابیہ کے متعلق جو بات لکھی ہے، وہ حاشیۃ الصاوی کے درج ذیل معتبر نسخوں میں موجود ہے۔ دیکھئے، (۱)۔ نسخہ مطبوعہ باب الحلبی قاہرہ سن اشاعت ۱۹۳۰ء۔ (۲)۔ نسخہ مکتبہ المشاد الحسینی قاہرہ سن اشاعت ۱۹۳۷ء۔ (۳)۔ نسخہ دار احیاء التراث بیروت سن اشاعت ۱۹۳۷ء۔ حاشیۃ الصاوی کے قدیم نسخوں میں متعلقہ عبارت موجود ہے۔ لیکن دار الکتب العلمیہ کا چھپا ہوا ایک نسخہ جس کا سن اشاعت ۱۹۹۵ء ہے راقم کی نظر سے گزرا، اس سے متعلقہ عبارت کو وہابی محققین نے حذف کر دیا ہے۔ کتب تفسیر میں وہابی تحریفات کی یہ ایک بدترین مثال ہے) [فرقۂ مرجئہ اور وہابیہ کا ایک تعارفی و تحقیقی مطالعہ: ص: ۴۷، مفتی رضاء الحق اشرفی مدظلہ العالی۔ جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان اشاعت اول: جنوری ۲۰۱۶، ربیع الاول ۱۴۳۷ھ۔ [انڈیا]

۴؎ ۔ [ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی ۷۰۱ھ یا ۷۱۰ھ، علاقہ ماوراء النہر کے قصبہ ''نسف'' میں پیدا ہوئے۔ ولادت کی نسبت سے نسفی مشہور ہوئے۔ تفسیر کشاف اور بیضاوی سے استفادہ تو کیا مگر ساتھ ہی مسلک اہل سنت و جماعت اور فقہ حنفی کو مدلل ثابت فرمایا۔ اس کا خلاصہ شیخ زین الدین عینی متوفی ۸۹۳ھ نے لکھا۔ ''مدارک التنزیل وحقائق التاویل'' کے نام سے تفسیر لکھی، اس کی مفید اور جامع شرح مولانا عبدالحق مہاجر مکی نے ''الاکلیل علی مدارک التنزیل'' لکھی۔ (تذکرۃ المفسرین، ص ۱۹۶۔ قاضی محمد زاہد حسینی) مزید تفصیل کے لئے ''علم تفسیر اور مفسرین'' استاد العلماء حافظ مشتاق احمد چشتی، (شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان)

۵؎ : مدارک التنزیل جلد ۲ ص ۳۰۷، مطبوعہ رحمٰن گل پبلشرز قصہ خوانی بازار پشاور۔ حاشیہ از جانب مرتب

آپ مبعوث کئے گئے ہیں اوران کی تصدیق وتکذیب پر شاہد بنا کر بھیجا ہے۔یعنی آپ کا قول ان کے حق میں اوران کے خلاف اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے جس طرح شاہد عدل کا قول فیصلہ کرنے میں قبول کیا جاتا ہےتفسیر ابوالسعو دجزو۶ص۷۰۹ میں ہے:۔

اِنَّـا اَرْسَـلْنٰـکَ شَـاهِـداً عَـلٰـی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْـوَالَهُـمْ وَتُشَـاهِـدُ اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ مِنْهُمُ الشَّهَادَةَ بِـمَـا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَائِرِ مَاهُمْ عَـلَیْـهِ مِـنَ الْهُـدیٰ وَالضَّلالِ وَتُؤَدِّیْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَدَاءً مَقْبُولاً فِی مَا لَاهُمْ وَمَاعَلَیْهِم ۷۶ؒ

یعنی۔تحقیق ہم ہی نے بھیجا ہے آپ کو، بصر وبصیرت کے ساتھ ان پر، جن کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں حاضر وناظر، تاکہ آپ ان کے حالات کی نگرانی کریں، ان کے اعمال کو دیکھتے رہیں۔تصدیق وتکذیب جوان سے صادر ہو اور ہدایت وگمراہی کے وہ تمام کوائف جن پر یہ ہوں، کی شہادت وگواہی کے حامل ہو جائیں اور آپ قیامت کے دن وہ گواہی جوان کے لیے مفید ہو یا مضر، قابل قبول ادائیگی سے ادا فرمائیں۔

روح المعانی ۷۷ؒ پ۲۲ص۴۳ میں [ابوالثناء] علامہ سید محمود بن عبداللہ الحسینی، آلوسی، بغدادی، حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

۷۶ؒ۔ [تفسیر ابوالسعو دجلد۴ص ۳۲۵۔مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان۔مکمل نام:ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم۔فخر الاوائل وتاج الافاضل ابوالسعو دمحمد بن محمد بن مصطفٰے العمادی متوفی ۹۸۲۔مولانا مشتاق احمد چشتی لکھتے ہیں،''آپ کی تفسیر کشاف اور بیضاوی کی تلخیص ہے۔مقدمہ میں کشاف اور بیضاوی کی بہت تعریف کی ہے۔[امام] بیضاوی فقہ شافعی کی تائید میں استدلال کرتے ہیں۔اور قاضی ابوسعود فقہ حنفی میں استنباط کرتے ہیں۔'' (علم تفسیر اور مفسرین،ص:۳۲۳۔ مولانا مشتاق احمد چشتی)

۷۷ؒ۔ علامہ مشتاق احمد نظامی لکھتے ہیں،''علامہ آلوسی عراق کے بہت بڑے فقیہ،مفتی،محدث،مفسر،ادیب،لغوی،نحوی،اور صرفی ہیں۔۔۔۔مصنف نے ادبی انداز میں عمدہ کام کیا۔جو''مقامات حریری''اور''مقامات بدیع الزماں ہمدانی''سے کسی طرح کم نہیں۔'' (علم تفسیر اور مفسرین،ص:۲۳۸۔۲۴۰)

حاشیہ از جانب مرتب

یٰـاَیُّهَـا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰـکَ شَاهِداً عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُـرَاقِـبُ اَحْـوَالَهُـمْ وَتُشَـاهِـدُ اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ عَنْهُمُ الشَّهَـادَةَ بِـمَـا صَـدَرَ عَـنْهُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَـائِـرِ مَـاهُـمْ عَلَیْهِ مِنَ الْهُدیٰ وَالضَّلالِ وَتُؤَدِّیْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَدَاءً مَقْبُولاً فِی مَالَاهُمْ وَمَاعَلَیْهِمْ

غرض کہاں تک بیان کیا جائے۔سب متداول تفاسیر سلف صالحین میں''شاہد'' کے معنی اور مطلب کو معمولی سے اختلاف الفاظ کے ساتھ قریب قریب یہی کچھ بیان کیا گیا ہے۔جو عبارات منقولہ بالا سے واضح اور عیاں ہے۔دیگر تفاصیل جو مل سکی ہیں۔ جہاں جہاں لفظ شاہد وشہید کے یہی معنی بیان کئے گئے ہیں۔حاشیہ میں نشاندہی کی جاتی ہے، تاکہ اہل ذوق کو مزید معلومات حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ ۳ؒ

9 : ☆ بیضاوی شریف ۷۸ؒ جلد۱،ص:۷۸ زیر آیہ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْداً ۷۹ؒ . ☆بیضاوی شریف ۸۰ؒ جلد۲،ص:۱۹۷ زیر آیہ یاایها النبی انا ارسلنک شاهداً، ☆تفسیر نیشاپوری ۸۱ؒ ص:۱۲☆تفسیر ابن جریر ۸۲ؒ ص:۲۲ ☆الخازن ۸۳ؒ جزو ۱،ص:۱۰۱/۱۰۲۔ ☆معالم التنزیل ۸۴ؒ جزو ۱،ص:۱۰۱۔☆تفسیر ابن عباس ۸۵ؒ ص:۱۶ ☆تفسیر ابن کثیر ۸۶ؒ جزو۳،ص:۴۹۷۔☆تفسیر عزیزی ۸۷ؒ ☆تفسیر کبیر ۸۸ؒ جلد۶،ص:۷۸۸۔

حاشیہ از جانب مصنف کتاب ہذا

۷۸ؒ مکمل نام:تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل ہے۔ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ۔گزشتہ سات سو سال سے یہ تفسیر علماء کے زیر مطالعہ اور زیر درس چلی آرہی ہے جو اس کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔علامہ مشتاق احمد لکھتے ہیں،''اگر مصنف تفسیر کے علاوہ باقی کتابیں نہ بھی لکھتے تو یہی تفسیر ان کے علمی مقام کو روشن کرنے کے لئے کافی تھی۔۔۔۔۔''بیضاوی پر کثرت سے حواشی وتعلیقات لکھی گئی ہیں۔ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ۱۰۶۷ھ کا حاشیۂ بیضاوی قلمی،''تعلیق الحاوی علی تفسیر البیضاوی''شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ،حضرت شیخ نے بیضاوی کی تفسیری خامیوں پر عالمانہ تبصرہ فرمایا۔(تذکرۃ المفسرین،ص:۲۶۸)حاشیہ شیخ شہاب الدین خفاجی ۸ جلدوں میں ہے۔اور ہماری رائے (مشتاق احمد نظامی) میں بیضاوی کے تمام حواشی میں سب سے فائق اور عمدہ ہے۔(علم تفسیر اور مفسرین،علامہ مشتاق احمد نظامی)۔''التحریر الحاوی شرح تفسیر البیضاوی''۔امام سید عبدالغنی نابلسی،دمشقی،حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ]

---بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر---

۔۔گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔۷۹۔۔ .ترجمہ:۔ ''اور یہ (نگران) رسول (خاص) تم پر گواہ ہوں۔''البقراہ ،آیت نمبر:۱۴۳
.ترجمۃ القرآن : البیان. امام اہلسنت غزالئ زماں، رازئ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، بانی وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان.

اسی مقام پر حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں:۔''باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا نکہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ در دین من رسیدہ وحقیقتِ ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہانِ شمارا ودرجاتِ ایمانِ شمارا واعمالِ نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا۔''ترجمہ:۔تمہارا رسول علیہ وسلم تم پر گواہی دے گا۔کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔اور وہ کونسا پردہ ہے جس سے کس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں۔تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔''

ضیاء القرآن، البقرۃ زیر آیت۔از پیر محمد کرم شاہ

۸۰ : [ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (۸۹۱ھ) انوار التنزیل]

۸۱ : ''تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان''، ۳جلدوں پر مشتمل، مصنف: علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ۔ایک اندازے کے مطابق ہندوستان کی عربی تفسیروں میں سب سے پہلی کامل عربی تفسیر ہے۔ (علم تفسیر اور مفسرین)

۸۲ : طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء) جامع البیان فی تفسیر القرآن''۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں،''اگر تم مجھ سے اس بات میں رہنمائی طلب کرو کہ کون سی تفسیر سب سے زیادہ مفید اور قابل مطالعہ ہے تو میں تمہیں امام ابن جریر کی تفسیر کا مشورہ دوں گا۔(الاتقان جلد۲،ص:۱۹۰)'' ''علم تفسیر اور مفسرین، ص۱۱۳''

مخفی نہ رہے کہ آپ کے دو ہم نام شیعہ عالم بھی تھے، لوگوں کو اس سے اشتباہ پڑ جاتا ہے کہ شاید ابن جریر شیعہ تھے۔حالانکہ آپ صحیح العقیدہ سنی اور اہل سنت کے امام ہیں۔دو ہمنام شیعہ عالموں میں سے ایک محمد بن جریر بن رستم الطبری الاملی، متوفی ۳۱۰ھ، دوسرا محمد بن جریر الطبری ی، یہ بھی غالباً امامیہ سے تھا۔ (علم تفسیر اور مفسرین، ص۱۱۷)

۸۳ : لباب التاویل فی معانی التنزیل، المعروف خازن، الشیخ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم۔
(۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ابتدا ہی سے مزاج تصوف کی طرف مائل تھا۔دمشق کی خانقاہ ''السمساطیۃ'' کے عظیم کتب خانہ کے ناظم مقرر ہونے کی وجہ سے خازن کے لقب سے مشہور ہوئے۔علامہ بغوی کی تفسیر ''معالم التنزیل'' کا اختصار بنام ''لباب التاویل'' کیا۔جو ''تفسیر خازن'' کے نام سے مشہور ہے۔ (تذکرۃ المفسرین، ص۲۰۳)

۸۴ : بغوی، امام محی السنۃ رکن الدین ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی (۴۳۶۔۵۱۶ھ/ ۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء) باتفاق علماءِ تفسیر، حدیث اور فقہ کے بھی امام تھے۔''شرح السنۃ'' اور ''مصابیح''، علم حدیث میں اور ''التہذیب'' لغت میں مقبول کتابیں ہیں۔۸۰سال سے زائد عمر پائی۔

۸۵۔۔[تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، جو بنام ''تفسیر مجاہد'' یا ''تفسیر ابن عباس'' مشہور ہے۔امام ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروز آبادی (۷۲۹۔۸۱۷ھ)۔صاحب ''قاموس اللغات''۔

۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے پیارے کملی والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد یعنی ''الحاضر مع المشاہدہ'' اور باصطلاح معروف حاضر وناظر بنا کر منکرین کمالات رسالت پر وہ حجت قاہرہ قائم فرمادی ہے۔جس کا انکار خیرہ چشمی، کور ذوقی اور ڈھٹائی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔کس قدر محرومی ہے کہ الفاظ قرآنیہ کا تو اقرار کیا جائے اور اپنی آراء فاسدہ

۔۔۔گزشہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ۔۔۔۔علامہ مشتاق احمد لکھتے ہیں،''ہماری رائے میں اسے اصطلاحی طور پر ابن عباس کی تفسیر کہنا مناسب نہیں۔البتہ ان سے روایت شدہ تفسیری اقوال ہیں، جنہیں علامہ فیروز آبادی نے ترتیب دیا۔اس میں صحیح، سقیم ہر قسم کی روایات مندرج ہیں، اس کی صحت کا التزام نہیں کیا گیا۔'' (علم تفسیر اور مفسرین، ص:۹۶)

۸۶۔۔۔[ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔اپنے شیخ ابن قیم کے ساتھ مقبرہ صوفیہ میں مدفون ہیں۔۔تاریخ میں ''البدایہ والنہایہ''، فن حدیث میں ''جامع المسانید'' بہترین یادگار ہیں۔
(علم تفسیر اور مفسرین، ص:۱۴۱)

۸۷۔۔۔[شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تاریخی نام غلام حلیم ہے۔آپ کی تفسیر میں وہ تمام تر خوبیاں پائی جاتی ہیں جو ایک معیاری تفسیر میں ہونی چاہئیں۔فتاوی عزیزیہ، تحفہ اثنا عشریہ، بستان المحدثین، عجالۂ نافعہ در اصول حدیث، میزان البلاغت، میزان الکلام۔ یہ تفسیر کئی جلدوں میں تھی، مگر جنگ آزادی کے دوران اس کے بہت سے حصے تلف ہو گئے۔ (علم تفسیر اور مفسرین، ۲۳۱۔۲۳۲)

۸۸ ۔۔۔[رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی، شافعی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء) التفسیر الکبیر۔ علماء کی آراء مختلف رہی ہے کہ اس تفسیر کا کتنا حصہ امام کے اپنے قلم سے ہے، اور کتنا حصہ بطور تکملہ لاحق کیا گیا۔بہرحال طرز تحریر اور انداز میں اس قدر مناسبت ہے کہ اصل تفسیر اور تکملہ کا امتیاز مشکل ہے۔''تکملہ شہاب الدین بن خلیل دمشقی ۶۳۹ھ''، ''تکملہ شیخ نجم الدین احمد بن محمد ۷۲۷ھ'' برہان الدین نسفی نے ''الواضح'' کے نام سے اس تفسیر کا اختصار بھی کیا ہے۔ (علم تفسیر اور مفسرین، ص:۱۹۸)
تفسیر کبیر کا فارسی زبان میں ترجمہ دور عالمگیری کے ایک عالم ملا صفی الدین کشمیری نے ''شہزادی زیب النساء'' کی درخواست پر کیا تھا، اس کا نام'' زبدۃ التفاسیر'' ہے۔ (تذکرۃ المفسرین، ص۔۔۔)

ہمارے اسلاف کتاب وسنت کی تفہیم کے لئے کس قدر عرق ریزی سے مطالعہ کیا کرتے تھے۔حیرت ہوتی ہے کہ اللہ نے ان بزرگوں کے اوقات میں کیا برکتیں رکھی تھیں۔امام عبدالوہاب شعرانی، خود اپنے متعلق تحدیث نعمت کے طور پر لکھتے ہیں،''اللہ تعالی نے مجھ پر بے شمار انعامات میں سے ایک عنایت وعطایہ بھی فرمائی تھی کہ میں کتب شریعت کا کثرت سے مطالعہ کیا کرتا تھا۔پھر جہاں کہیں مجھ پر تفہیم میں اشکال پڑتا، علماء سے رجوع کرتا۔(اس حوالے سے صرف کتب تفاسیر میں سے 'تفسیر بغوی' ایک مرتبہ، 'خازن' تین مرتبہ، 'تفسیر ابن عادل' سات مرتبہ، 'تفسیر کواشی' سات مرتبہ، 'قرطبی' دو مرتبہ، 'بیضاوی' پانچ مرتبہ، 'جلالین' تیس مرتبہ، 'درمنثور' تین مرتبہ، کے مطالعہ سے سرفراز ہوا۔'' شائقین اصل کتاب کی طرف رجوع کریں۔ملاحظہ فرمائیے ''المنن الکبری عربی، ص:۶۸۔امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ۔حواشی اور تخریج احادیث: سالم مصطفیٰ بدری، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان سن طباعت ۲۰۱۰ء''

حاشیہ از جانب مرتب

اور قیاسات کاسدہ [۸۹] سے اصلی معنی اور اس کے حقیقی مفہوم اور مطالب کا انکار کر کے اپنی کج فہمی، کوتاہ اندیشی کا کچھ اس طرح ڈھنڈورا پیٹا جائے کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دے۔

ناطقہ سر بگریباں اسے کیا کہئے!

علماءِ محدثین اور مسئلہ حاضر وناظر

آئمہ لغت، فقہاءِ ملت اور فضلاءِ تفاسیر کی تصریحات کے بعد علماءِ محدثین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث تشہد میں ''اَلسَّلَامُ علیک اَیُّھَا النبی وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ'' پر بحث کرتے ہوئے، (۱) تیسرا القاری شرح صحیح بخاری [۹۰] جلد اول باب التشھد فی الآخرۃ ص ۲۸۱۔ (۲) شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری [۹۱] جلد۲ص۲/۱۷/۳/۱۷ مطبوعہ علوی لکھنوٴ (۳) مسک الختام [۹۲] شرح بلوغ المرام (۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ [۹۳] جلد اص ۴۰۱ میں لکھا ہے:۔

---

۸۹ : [کھوٹے اور جھوٹے، من گھڑت خیالات]

۹۰ ۔ شیخ نور الحق فرزند اکبر شاہ عبدالحق محدث دہلوی (۹۸۳ھ/۱۰۷۳ھ)۔۔۔ شیخ عبدالحق دہلوی کی توجہ کا مرکز مشکوۃ تھی تو شیخ نور الحق کی کوششوں کا محور صحیح بخاری، جو کہ انہوں نے چھ جلدوں میں بخاری کی شرح ''تیسر القاری'' کے نام سے فارسی میں لکھی۔ (حیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی) اس کے علاوہ شرح شمائل ترمذی، تفسیر سورۃ الفاتحہ، نور العین شرح قرآن السعدین (امیر خسرو کی مثنوی کی شرح ہے۔)

۹۱ ۔۔[نام نامی شیخ الاسلام محمد، بن حافظ محمد فخر الدین، چھ جلدوں میں شرح بخاری تحریر کی۔ حضرت شیخ الاسلام دہلی میں منصب ''صدر الصدور'' کی خدمات انجام دیتے رہے۔ مولانا شیخ سلام اللہ محدث رامپوری جیسے یگانۂ روزگار، فقیہ، محدث، مفسر، محقق اور مدقق ہم عصر تھے۔ شیخ سلام اللہ نے موطا کی شرح، شرح محلی بجل اسرار الموطا، دو جلدوں میں لکھی۔

(حیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۲۵۳ تا ۲۵۵)

۹۲ : ''مسک الختام (فارسی)'' میاں صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ۔ علوم حدیث وتفسیر مفتی صدر الدین سے حاصل کیے۔ والیہ بھوپال نے آپ سے نکاح کیا اور اس پر نواب کا خطاب دیا۔ قرآن مجید کی تفسیر ''آیات الاحکام پر نیل المرام''

(تذکرۃ المفسرین، ص:۳۰۶)

۹۳ : شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ (حاشیہ از مرتب)

''حقیقت محمد یہ تمام موجودات کے ذرات [10] اور افراد ممکنات میں حاضر وناظر موجود [11]

10۔ (تفاسیر میں ''شَاھِداً عَلٰی مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَیْھِمْ'' میں من کے لفظ سے یہ خیال کرنا غلط ہے کہ من تو ذوی العقول کے لیے آیا کرتا ہے۔ تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات پر آپ کا حاضر وناظر ہونا ان تفاسیر کی منقولہ عبارتوں سے تو ثابت نہیں ہوتا۔ اگر چہ جہاں جہاں بھی آپ کی امت کے افراد ہوں۔ ان پر آپ کا 'حاضر مع المشاھدہ' ہونا ثابت ہے، تو اس شبہ کا حل یہ ہے کہ ''مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ﷺ'' ص: ۲۰۷، مطبوعہ مجیدی اور صحیح مسلم جلد ا۔ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ص ۱۹۹ میں ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَۃ''، کہ میں ساری کی ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ رہا لفظ ''من'' تو اس کے متعلق ''مفردات'' [۹۴] امام راغب اصفہانی ص ۱۹۲ میں ہے۔ ''مَنْ عِبَارَۃٌ عَنِ النَّاطِقِیْنَ اِلَّا یُعْبَرُ بِہٖ عَنْ غَیْرِ النَّاطِقِیْنَ اِلَّا اِذَا جَمَعَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ غَیْرِھِمْ''، یعنی ''من'' سے مراد ناطق ہوتے ہیں۔ غیر ناطق اس سے مراد نہیں لئے جاتے۔ مگر جبکہ ناطق اور غیر ناطق کو ملا لیا جائے۔ مزید براں تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۳۳۷ میں زیر آیۃ کریمہ: ''وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' علامہ فخر الدین رازی رقمطراز ہیں کہ اس آیہ کریمہ میں لفظ ''من'' سے جملہ ماسویٰ اللہ مراد ہیں۔) حاشیہ از جانب مصنف

11 ۔۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری [۹۵] جلد ۶ ص ۱۱۱، فتح الباری شرح صیح بخاری [۹۶] ص ۲۵۰، مواہب اللدنیہ [۹۷] جلد ۲ ص ۲۳۰۔ رزقانی شرح مواہب [۹۸] جلد ۷ ص ۲۲۹/۲۳۰، رزقانی شرح موطا امام مالکؒ جلد ا ص ۱۷۰۔ اوجز المسالک [۹۹] جلد ا۔ ص ۲۶۵۔ فتح الملہم [۱۰۰] جلد ۲ ص ۴۳، سعایہ [۱۰۱] جلد ۲ ص ۲۲۷، کتاب المیز ان الامام الشعرانی [۱۰۲] صفحہ ۱۴۵ میں یہی مضمون یوں وارد ہوا ہے کہ تشہد میں نمازی رسول اللہ ﷺ کو بالمشافہ سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ، ''صاحب سعایہ'' اس طرح رقمطراز ہیں کہ التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی'' کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمد یہ ہر وجود میں جاری وساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف نماز کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے محل خطاب حاصل ہو گیا۔ (حاشیہ از جانب مصنف)

۹۴: [المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر وعلوم القرآن المعروف مفردات ۔ امام راغب، علامہ حسین بن محمد امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ۔ ۔ ۹۵: [شیخ الاسلام حافظ امام بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی متوفی ۸۵۵ھ]

۹۶: [شیخ الاسلام حافظ ابو لفضل احمد بن علی (ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

۔۔۔۔بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

ہے۔“

علامہ جلال الدین دوانی [۱۰۳] ”اخلاقِ جلالی“ ص ۲۵۶ مطبوعہ نول کشور لکھنو [۱۰۴] میں لکھتے ہیں:۔

”وتحقیق کلام دریں مقام آں است کہ باطباق اصحاب نظر
وبرہان واتفاق ارباب شہود وعیاں نخستین گوہریکہ بامر کن
فیکون بوسیلہ قدرت وارادت بیچوں از دریائے غیب مکنون،
بساحل شہادت آمد جوہری بسیط نورانی بود کہ بعرف حکماء
آں را عقل اول خوانند ودر بعضی اخبار تعبیر ازاں بقلم اعلیٰ
رفتہ واکابر آئمہ کشف وتحقیق آں را حقیقت محمدیہ خوانند

---گزشتہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ---

۹۷: [المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الخطیب القسطلانی الشافعی متوفی ۹۲۳ھ]

۹۸: [مواہب اللدنیہ (عربی)، شیخ الاسلام، علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری، المالکی متوفی ۱۱۲۲ھ]

۹۹: [-------------]   ۱۰۰: شرح صحیح مسلم، شیخ شبیر احمد عثمانی۔   ۱۰۱: شرح ہدایہ، مولانا عبدالحئی لکھنوی

۱۰۲: امام، عارف، شیخ، عبدالوہاب شعرانی شافعی، متوفی ۹۷۳، عربی درفقہ۔   حاشیہ از جانب مرتب

۱۰۳ [مسلم فلاسفہ میں گنتی کے چند افراد ”محقق“ کے خطاب سے علمی دنیا میں معروف ہیں۔ان میں سے ایک محقق جلال الدین دوانی ہیں، نام: محمد، لقب: جلال الدین ہے اور وطن کی نسبت سے دوانی کہلاتے۔ان کے والد ”سعد الدین اسعد“ دوان کے منصب قضاء پر فائز تھے۔آپ ۸۳۰ھ صوبہ شیراز کے ضلع گازرون میں ”دوان“ نامی ایک چھوٹی سی بستی میں پیدا ہوئے۔شیراز میں سید شریف جرجانی کے دو ممتاز شاگردوں خواجہ حسن بقال اور مولانا محی الدین انصاری سے اکتساب فیض کیا۔اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت عنفوان شباب ہی میں علوم مروجہ کی تحصیل کرلی۔”دوانی“ نے عربی وفارسی دونوں زبانوں میں علم وادب کا وقیع ذخیرہ چھوڑا۔قوم نے انہیں ’محقق‘ کا خطاب دیا۔”اخلاق جلالی، (اصل اور مکمل نام: اللوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق)“ سلطان حسین اکثر وقت کتب بینی میں صرف کرتا تھا۔علم دوست بادشاہ نے اسلامی فلسفۂ اخلاق پر جلال الدین دوانی سے ایک کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔اس طرح یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔   (تذکرہ مصنفین درس نظامی،)

۱۰۴۔ [من عن یہی عبارت حضرت علامہ امام سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ ”مقالات کاظمی، جلد ۳“ میں رسالہ ”تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاظر والناظر“ ص ۱۵۹-۱۶۰ پر لائے۔]   حاشیہ از جانب مرتب

وآں جوہر نورانی خود راومبدعِ خود راو ہر چہ از مبدع
بتوسط او صادر تو اند شداز افراد موجودات چنانکہ بود
وہست وخواہد بود بدانست وتمام حقائق اعیان برسبیل
انطواعی علمی درحقیقت اومندرج ومندمج بود، وہمچنانکہ دانہ
مشتمل است بنوعی از اشتمال براغصان واوراق واثمار،
موجودات درمواد عینی برتلو ہماں ترتیب کہ دراں جوہر
مستکن است ازمکن قوت بمظہر فعل واز کتم غیب بفضاء
شہود می آیند“۔

یعنی حکماء وفلاسفہ اربابِ مشاہدہ اور اصحابِ کشف کے اتفاق سے پہلا جوہر جو ”کُن فیکُون“ کے امر سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور قدرت کے ذریعہ عالمِ غیب سے ظاہر ہوا۔ایک ”بسیط نورانی جوہر“ تھا، جس کو حکماء کی اصطلاح میں ”عقل اول“ کہتے ہیں۔اور بعض اہل علم نے اس کو ”علم اعلیٰ“ سے تعبیر کیا ہے۔اور کشف وتحقیق کے اکابر آئمہ اس کو ”حقیقت محمدیہ“ کہتے ہیں۔اور اس ”جوہر نورانی“ نے اپنے آپ کو اپنے پیدا کرنے والے کو اور افراد موجودات سے جو کچھ پیدا کرنے والے سے اس کے واسطہ سے ظاہر ہوسکتا ہے، جیسا کہ تھا، اور ہے، اور ہوگا جان لیا۔اور تمام موجودات وممکنات کی حقیقتیں برسبیل صور علمیہ اس کی حقیقت میں درج اور موجود تھیں۔جیسا کہ دانہ ایک طرح پر ٹہنیوں پتوں اور پھلوں پر شامل ہوتا ہے۔موجودات ظاہری وجود میں اسی ترتیب کے مطابق کہ جو اس جوہر میں پوشیدہ ہے۔قوت کے باطن سے فعل کے مظہر میں اور غیب کے پردہ سے ظہور کی فضا میں آتے رہتے ہیں۔“

سبحان اللہ! ماہرینِ علمِ حدیث اور حاملینِ ارشاداتِ نبوی ﷺ کے نزدیک کتاب وسنت کی روشنی میں سرکارِ دو عالم ﷺ نہ صرف یہ کہ تمام موجودات وممکنات کی اصل ہیں بلکہ ان کی

تحقیقات انیقہ [105] سے آپ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں حاضر وناظر اور موجود ہیں۔ آپ عالم "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن" بھی ہیں اور ذرات عالم میں موجود بھی، بلکہ جو جس حیثیت سے آپ سے کٹ گیا اسی حیثیت سے نیست ونابود ہو گیا۔ یہ ہے وہ تحقیقی عقیدہ جس سے توحید اوراُجاگر ہوتی ہے۔ یہ ابلیسانہ تلبیس وتخلیط [106] کہ "مَا کَانَ لِیْ اَنْ اَسْجُدَ لِبَشَرٍ، اَلآیَۃ" "مجھے شایاں نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں۔"

کتاب فاروق ثانی مؤلفہ "مسیلمہ کذاب [107]" میں سجدۂ آدم کو توحید کے خلاف بتایا گیا ہے۔ اور نماز میں رسول اللہ ﷺ پر دُرود پڑھنے بلکہ آپ کے نام لینے ہی کو منع کیا ہے۔ ملاحظہ ہو "آئینہ تلبیس"، ص ۳۰/۳۲، "نجدیانہ فتنہ وفساد" "وَهُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَهُنَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ ، الحدیث" [108] کہ نجد سے زلزلے اور فتنے اٹھیں گے اور یہاں سے شیطانی تحریک پھیلے گی۔ کی ادعائی توحید نہیں کہ "از یں سو، رانده، وزاں سو، درمانده" اور "خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ" کا مصداق کردے۔ اہل حق کی توحید، تعظیم رسول کریم ﷺ کے منافی نہیں۔ بلکہ توحید تحقیقی اور تفرید حقیقی کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی اس کے اولین شاہکار حضرت محمد رسول کریم ﷺ کے محامد ومدائح [محمدت کی جمع] اور مناقب وفضائل

۱۰۵ : [خوش آئند اور اچھی تحقیقات] ۱۰۶ : ابلیسی چال اختیار کرنا، مکر فریب کرتے ہوئے مل جانا۔

۱۰۷ : مسیلمۂ کذاب جس نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں جھوٹا دعویٔ نبوت کر کے مکر وفریب اور دھوکا دہی سے کام لیا۔ [مولف کتاب مولانا انور فریدی کا مذکورہ بالا حوالۂ کتاب، اس کتاب کے تعارف اور رسائی سے قاصر ہے۔ اگر کوئی صاحب ہماری رہنمائی فرمائیں گے تو عین کرم ہوگا۔ مرتب]

۱۰۸ : مکمل حدیث اس طرح ہے، ملاحظہ فرمایئے: ((عن ابن عمر ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: اللھم بارک لنا فی شامنا ، وفی یمننا ، قال : وقالوا : وفی نجدنا ، قال : اللھم بارک لنا فی شامنا و فی یمننا ، قال : وقالوا : وفی نجدنا ، قال : ھنا ک الزلازل والفتن ، وھنا یطلع قرن الشیطن))
[رواہ البخاری جلد ۲ ص ۱۴۱ . صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء ، باب وماقیل فی الزلازل والآیات جلد ۱ ، ص ۱۴۱ . عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱ ،ص ۵۹ . بخاری ، جلد ۲ ص: ۱۰۵۱ ، قرن الشیطن ای حزب الشیطن] حاشیہ از جانب مرتب

سے اس شان سے جلوہ گری کرتی ہے کہ دشمنان دین کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ ہوش وحواس مختل ہو جاتے ہیں اور پھر لگتے ہیں اُول فول بکنے [109] اور شرک وکفر کی رَٹ لگانے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صحبت بد سے محفوظ رکھے۔ آمین

یار بد بدتر بود از مار بد [110]

تذنیب [111]

روح المعانی پ۲۲۔ صفحہ ۳۵ میں ہے:۔

"نَقَلَ الشَّیْخُ صَفِیُ الدِّیْنُ ابْنِ اَبِی مَنْصُوْرٍ وَالشَّیْخُ عَبْدُالْغَفَّار عَنِ الشَّیْخِ اَبِی الْعَبَّاسِ الْطَنْجِیمِنْ اَنَّهٗ رَاَی السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَالْعَرْشَ وَالْکُرْسِی مَمْلُوْءَۃٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَیَنْحَلُّ بِهِ السَّوَالُ عَنْ کَیْفِیَّۃِ رُوْیَتِهٖ الْمُتَعَدَّ دِیْنَ لَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامُ فِی زَمَانٍ وَاحِدٍ فِی اَقْطَارٍ مُتَبَاعِدَۃٍ وَلَایَحْتَاجُ مَعَهٗ اِلٰی مَا اَشَارَ اِلَیْهِ بَعْضُهُمْ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَنْشَدَ"

کَالشَّمْسِ فِی کَبَدِ السَّمَاءِ وَضَوْءِ هَا : یَغْشَی الْبِلَادَ مَشَارِقًاوَ مَغَارِبَا

ترجمہ:۔ شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور شیخ عبد الغفار [112] نے شیخ ابو العباس طنجی [113] سے یہ نقل کیا

۱۰۹ : [محاورہ۔ لغوبات کرنا، بے ہودہ باتیں کرنا] از مرتب

۱۱۰ :۔ اس مصرع کی مکمل رباعی یوں ہے۔

تا توانی دور باش از یار بد یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا برا بر جاں زند یار بد، جان و بر ایماں زند

۱۱۱ : لغوی معنی دُم دار کرنا، "فرہنگ آمرہ" ص۱۳۲، محمد عبداللہ خویشگی۔ یہاں پر تتمہ (کتاب کو تمام کرنے والا حصہ) کتاب مراد ہے۔ ۱۱۲ : [بن عبد المجید القوصی، صاحب کتاب "الوحید فی سلوک اہل توحید" جسے آپ نے ماہ ربیع الاول ۷۰۸ھ میں مکمل فرمایا۔] ۱۱۳ : [سید احمد کبیر المعروف امام رفاعی کے معاصر ہیں، فرماتے ہیں، "میں آپ کی خدمت عالیہ میں طلب فیض وبیعت کے لئے حاضر ہوا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: میں تیرا شیخ نہیں ہوں تیرا شیخ عبد الرحیم ہے جو "قنا" میں رہتے ہیں۔ "قنا" ایک جگہ ہے۔ تو میں نے "قنا" کا سفر کیا (قنا، بیت المقدس کے قریب تھی)

---بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر---

ہے کہ بے شک انہوں نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو رسول اللہ ﷺ سے بھرپور دیکھا۔ اور اس سے ایک ہی وقت اطراف بعیدہ میں متعدد اشخاص کا حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی کیفیت کا سوال حل ہو جاتا ہے اور اس مشکل کے حل کے لیے تاویل ذیل کی ضرورت نہیں رہتی جو بعض علماء نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کی ہے کہ آپ سورج کی طرح ہیں کہ آسمانوں کے وسط میں ہے اور اس کی روشنی مشارق و مغارب پر چھائی رہتی ہے۔''

''الیواقیت والجواہر[۱۱۴]'' جلد ۲ ص ۳۶ مطبوعہ مصر میں امام عبدالوہاب شعرانی[۱۱۵] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

،آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں۔ (کیونکہ اس سے پہلے مجھے حضور ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا: جاؤ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) سے ہو آؤ۔

" فَحِیْنَ وَ ضَعْتُ رِجْلِیْ وَ اِذَا بِا لسَّمَاءِ وَ الْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ مَمْلُوْءَ ةٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ ﷺ فَرَجَعْتُ اِلَی الشَّیْخِ فَقَالَ لِیْ عَرَفْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَلْاٰنَ کَمُلَتْ طَرِیْقَتُکَ لَمْ تَکُنِ الْاَقْطَابُ اَقْطَابًا وَالْاَوْتَادُ اَوْتَادًا وَالْاَ وْلِیَاءُ اَوْلِیَا ءً اِلَّا بِمَعْرِفَتِهٖ" (الحاوی للفتاوی ۲/۴۷۹)

(ترجمہ) ''تو جب میں نے اپنا پاؤں مسجد اقصیٰ میں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان، زمین، عرش اور کرسی سب رسول اللہ ﷺ سے بھرے ہوئے ہیں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نظر نہ آتے ہوں تو میں واپس شیخ کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا؟ میں نے عرض کی، ہاں پہچان لیا۔ فرمایا: اب تیرا طریقہ کامل ہو گیا۔ قطب، قطب نہیں ہو سکتے، اوتاد، اوتاد نہیں ہو سکتے، اور اولیاء، اولیاء نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نہ پہچان لیں۔''

(درود و سلام اور شان خیر الانام ﷺ، ص: ۲۸۸۔۲۸۹، از ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری) حاشیہ از مرتب

۱۱۴: [کتاب کا مکمل نام: الیواقیت الجواہر فی بیان عقائد الاکابر]

۱۱۵: [ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن زرقا بن موسی ابن سلطان احمد، تلسمانی، شافعی، مصری، المعروف شعرانی۔ محدث، فقیہ، صوفی (متوفی ۹۷۳ھ)

سیدی عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت الجواہر'' کے آخر میں لکھتے ہیں، ''یہ کتاب تقریباً پچیس اجزاء پر مشتمل ہے جن کی تقطیع بڑی ہے یہ کتاب اکہتر بحثوں پر مشتمل ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب ایک مہینہ سے کم عرصہ میں تحریر کی۔ اور میں اس کی بحثوں کی تعداد کے مطابق ''فتوحات'' کا مطالعہ کیا۔ میرا معمول یہ تھا کہ ہر ایک بحث سے پہلے پوری ''فتوحات'' کو پڑھتا تاکہ اس میں سے مجھے بحث کے مناسب اقوال مل جائیں۔

---بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر---

وَمِنْهَا شُهُوْدُ الْجِسْمِ الْوَاحِدِ فِی مَکَانَیْنِ فِی آنٍ وَاحِدٍ کَمَا رَاٰی مُحَمَّدٌ ﷺ نَفْسَهٗ فِی اَشْخَاصِ بَنِی آدَمَ السُّعَدَاءِ حِیْنَ اجْتَمَعَ بِهٖ فِی السَّمَاءِ الْاُوْلٰی کَمَا مَرَّ وَکَذٰلِکَ آدَمُ وَمُوْسٰی وَغَیْرُهُمَا فَاِنَّهُمْ فِی قُبُوْرِهِم فِی الْاَرْضِ حَالَ کَوْنِهِمْ سَاکِنِیْنَ فِی السَّمَاءِ فَاَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ آدَمَ رَاَیْتُ مُوْسٰی رَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَاَطْلَقَ وَمَا قَالَ

---گزشتہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ---امام شعرانی کی یہ بات علماء نے ان کی کرامت میں شمار کی ہے۔ کیونکہ ''فتوحات'' دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس حساب کے اعتبار سے امام موصوف نے ایک دن میں اسے دو مرتبہ مکمل کیا اور ایک مرتبہ آدھی فتوحات کا مطالعہ کیا۔ کیونکہ ان کی اپنی کتاب پچیس ابحاث پر مشتمل ہے۔''

(جامع کرامات اولیاء، ص: ۴۵۰۔ از امام المحقق علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی)

---فرماتے ہیں، ''اللہ تعالی کے انعامات میں سے ایک عظیم نعمت مجھ پر یہ تھی کہ روئے زمین کے دکھی اور پریشان لوگوں کی مدد کرنے اور ان کی ڈھارس بندھانے کی اللہ تعالی نے مجھے ہمت عطا فرمائی تھی۔ کوئی شخص خواہ وہ جنگلات میں ہوتا، صحراؤں میں ہوتا، شہروں اور بستیوں میں ہوتا، میں ان کا پرسان حال تھا۔ میں اپنے دل کے ساتھ پوری زمین کا تقریباً تین گھنٹوں میں چکر لگا لیتا۔ میرے چکر لگانے کی صورت اور طریقہ یہ تھا کہ میں اپنی انگلی کے ساتھ شہروں، بستیوں، پہاڑوں اور میدانوں کی طرف اشارہ کرتا اور کہتا ''اللہ اللہ اللہ'' پھر میں مصر عتیقہ سے ابتداء کرتا۔ پھر قاہرہ پھر اس کی بستیاں حتی کہ میں غزہ شہر پہنچ جاتا۔ پھر قدس، پھر شام، پھر حلب، پھر بلاد عجم، پھر بلاد ترکیہ، پھر بلاد روم، پھر بحر محیط سے بلاد مغرب کی طرف رخ کرتا۔ اس کا ایک ایک شہر پھر کر اسکندریہ آجاتا، پھر وہاں سے دمیاط، وہاں سے اقصی صعید، پھر اقصی بلاد عبید، پھر بلاد جراج یہ میرے پانچویں دادا جان کا علاقہ ہے۔ پھر وہاں بلاد تکرور کی طرف چلا جاتا۔ پھر بلاد سکوت، وہاں سے بلاد نجاشی، پھر اقصی بلاد حبشہ، پھر وہاں سے بلاد ہند، پھر بلاد سندھ، پھر بلاد چین، پھر واپس بلاد یمن، پھر مکہ مکرمہ، پھر باب المعلاۃ سے نکل کر درب حجازی کی طرف چلتے ہوئے بدر تک، پھر صفراء اور پھر مدینہ منورہ میں آجاتا۔ باب النور سے میں آقائے دو عالم ﷺ سے آنے کی اجازت طلب کرتا۔ پھر اجازت ملنے پر داخل ہو کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا رہتا۔ پھر کہتا: سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ . وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ . وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . (الصافات) جب میں واپس مصر میں اپنے گھر آتا تو میں سخت تھکاوٹ کی وجہ سے چور چور ہوا ہوتا۔ گویا میں نے بہت بڑا پہاڑ اٹھایا ہوا تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے پہلے اس طرح کا روئے زمین کا چکر کسی اور نے لگایا ہو۔''

(جامع کرامات اولیاء، جلد دوم، ص: ۴۴۴۔۴۴۵۔ از امام المحقق علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی، اردو ترجمہ: پروفیسر سید ذاکر شاہ چشتی سیالوی، ناشر ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان) حاشیہ از جانب مرتب

رَاَیۡتُ رُوۡحَ آدَمَ وَ لَارُوۡحَ مُوسیٰ فَرَاجِعَ ﷺ مُوسیٰ فِی السَّمَاءِ وَھُوَ بِعَیۡنِہٖ فِی قَبۡرِہٖ فِی الۡاَرۡضِ قَائِماً یُصَلِّی کَمَا وَرَدَ فِی مَنۡ یَّقُوۡلُ اَنَّ الۡوَاحِدَ لَا یَکُوۡنُ فِی مَکَانَیۡنِ کَیۡفَ یَکُوۡنُ اِیۡمَانُکَ بِھٰذَالۡحَدِیۡثِ فَاِنۡ کُنۡتَ مُؤمِنًا فَقَلِّدۡ وَاِنۡ کُنۡتَ عَالِماً فَلَا تَعۡرِضۡ فَاِنَّ الۡعِلۡمَ یَمۡنَعُکَ وَلَیۡسَ لَکَ الۡاِخۡتِیَارُ فَاِنَّہٗ لَا یَخۡتَبِرُ اِلَّا اللّٰہُ وَلَیۡسَ لَکَ اَنۡ تَتَنَاوَلَ اَنَ الَّذِی فِی الۡاَرۡضِ غَیۡرُ الَّذِیۡ فِی السَّمَاءِ لِقَوۡلِہٖ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ رَاَیۡتُ مُوسیٰ وَاَطۡلَقَ وَکَذٰلِکَ سَائِرُ مَنۡ رَاٰہُ مِنَ الۡاَنۡبِیَاءِ وَھُنَاکَ فَالۡمُوسیٰ مُوسیٰ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ عَیۡنُہٗ فَالۡاِخۡبَارُ عَنۡہُ کِذۡبٌ اَنَّہٗ مُوسیٰ ھٰذَا.

یعنی۔ ان میں سے ایک جسم کا ایک ہی لحظہ میں دومکانوں میں ہونا۔ جیسا کہ شب معراج [12] رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو اولادِ آدم کے سعید اشخاص میں دیکھا۔ جبکہ آپ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر ملے۔ جیسا کہ گزرا اور اسی طرح آدم اور حضرت موسیٰ وغیرہما علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ پس یہ زمین میں اپنی اپنی قبروں میں ہیں، حالانکہ وہ آسمانوں میں ساکن ہیں۔ پس بے شک آپ نے فرمایا: میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور بلا قید فرمایا اور نہیں فرمایا کہ میں نے حضرت آدم کی روح کو دیکھا، اور نہ یہ ارشاد ہوا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کی روح کو

[12] : سرکارِ دوعالم ﷺ کی حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کی شب معراج بیت المقدس میں امامت اور مختلف آسمانوں میں ان سے ملاقات کا ذکر تفسیر ابن جریر جز ۱ صفحہ ۳ مطبوعہ مصر۔ مواہب اللدنیہ جزو ثانی صفحہ ۱۶/ ۱۷ مطبوعہ مصر۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶ مطبع انصاری صحیح مسلم مطبوعہ اصح المطابع جلد ۱ صفحہ ۹۳ باب الاسرار برسول اللہ ﷺ۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۴۰/ ۵۴۵ مطبوعہ اصح المطابع باب المعراج میں بالتفصیل موجود ہے ۱۲۔ حاشیہ از جانب مصنف کتاب ہذا

دیکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بارِ دگر دیکھا۔ حالانکہ وہ بعینہٖ زمین میں اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔
پس اے وہ شخص جو کہ ایک جسم کے دومکانوں میں ہونے کو نہیں مانتا، تیرا اس حدیث پر کس طرح ایمان ہوگا، پس اگر تو مومن ہے تو مان لے اور اگر تو عالم ہے تو اعتراض نہ کر، کیونکہ علم تجھے اعتراض سے روکے گا، اور حقیقت کا علم تیرے لئے نہیں، حقیقی علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور تجھے جائز نہیں کہ تو تاویل کرے کہ وہ جو زمین میں تھا، اس کا غیر تھا، جو آسمان میں تھا۔ اس لئے کہ حضور نے فرمایا: کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور بلا قید فرمایا اور اسی طرح ان سب انبیاء کے متعلق فرمایا جن کو آپ نے آسمانوں میں دیکھا۔ پس اگر آسمانوں میں وہی حضرت موسیٰ نہ تھے تو ان سے خبر دینا معاذ اللہ جھوٹ ہے، کہ یہ وہی حضرت موسیٰ تھے۔ خوب سمجھ لے۔ انتہیٰ

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی [116] ''فتح الملہم'' جلد اول، صفحہ: ۳۰۵، مطبوعہ مدینہ پریس بجنور میں ''روح المعانی'' پ ۲۳، مصر سے نقل کرتے ہیں:۔

''وَلَیۡسَ ذٰلِکَ مِمَّا اِدَّعٰی الۡحُکَمِیُّوۡنَ اِسۡتِحَالَتَہٗ مِنۡ

[116] : [پیدائشی نام: فضل اللہ، بعد میں شبیر احمد تجویز ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کے مقتدر اور مشہور علماء میں سے تھے۔ ۱۳۲۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ صحیح مسلم کی شرح بنام فتح الملہم عربی میں تحریر فرمائی۔ (تذکرۃ المفسرین، قاضی محمد زاہد حسینی)
یہی صاحب فتح الملہم ہی ہیں جو نماز میں الفاظ تشہد ''السلام علیک ایھا النبی'' کے صیغۂ خطاب کی توجیہ میں حضور ﷺ کو حاضر ماننے کے منکر ہیں۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ''تعجب ہے کہ صاحب فتح الملہم نے اس مقام پر ہماری پیش کردہ عبارت ''فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر'' کو نقل کرنے کے باوجود حضور ﷺ کے حاضر ہونے کا انکار کیا ہے اور نماز میں الفاظ تشہد ''السلام علیک ایھا النبی'' کے صیغ خطاب کی توجیہ میں کہا ہے کہ ''یہاں الفاظ خطاب کا استعمال ایسا ہے جیسے کسی بعید غائب مکتوب الیہ کے لئے خطوط میں خطاب کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ خط لکھتے وقت ہم اس کی موجودگی فرض کر لیتے ہیں اور ہمیں یقین ہوتا ہے کہ ہمارا یہ خط اسے ضرور مل جائے گا حالانکہ وہ اس وقت ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتا۔'' (فتح الملہم جلد ثانی ص ۴۲)

-----بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر-----

شُغْلِ النَّفْسِ الْوَاحِدَةِ اَكْثَرَ مِنْ بَدْنٍ وَاحِدٍ بَلْ هُوَ اَمْرٌ، وَرَاءٌ كَمَا لَايَخْفِىْ عَلٰى مَنْ نَوَّرَ اللّٰهُ بَصِيْرَةً۔"

"خلاصہ یہ کہ فرد واحد کا ایک ہی وقت میں مختلف امکنہ میں موجود وحاضر ہونا ایسے امور سے نہیں ہے، جن کے محال ہونے کا فلاسفی نے دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ یہ امر اس پر جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے نورانی فرمایا ہے مخفی نہیں۔"

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیِ مدرسہ دیوبند "تحذیر الناس"، ۱۱۷ ص ۱۱، (مطبوعہ خیر خواہ

۔۔گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔غزالی زماں، رازی دوراں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی کی منقولہ عبارت پر گرفت کرتے ہوئے بڑے دردمندانداز میں یوں رقمطراز ہیں، "العیاذ باللہ: حضور سید عالم ﷺ کو ایک عامی، بعید غائب، مکتوب الیہ پر قیاس کرنا اور بارگاہ رسالت کے تحفہ سلام کو عوام الناس کے سلام و پیام کی طرح ٹھہرانا، پھر دربار نبوت میں ہمارا سلام پہنچنے کے یقین کو ایک عامی مجہول بعید غائب مکتوب الیہ تک خط پہنچنے کے یقین کی مثل قرار دینا، مذہبی بصیرت کی روشنی میں انتہائی کور باطنی، شقاوت قلبی اور محروم القسمتی کا نشان ہے۔ دل لرز جاتا ہے جب اس خوفناک تشبیہ کو پڑھتے وقت علماء راسخین کی عبارات منقولہ بالا کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ کی حقیقت مقدسہ کا تمام ذرات کائنات میں جاری وساری ہونا اور حرم حبیب میں حبیب کا حاضر ہونا یاد آتا ہے۔

اس باطل توجیہ کے قائلین سے میں دریافت کرتا ہوں کہ بتائیے آج تک کسی معتمد عالم دین نے یہ توجیہ کی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی تصریح موجود ہو تو پیش کیجئے ورنہ اس کے بطلان کو تسلیم کر کے حق کی طرف رجوع فرمائیے۔ پھر ان قائلین سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو حضور ﷺ کے سلام کو بعید غائب مکتوب الیہ کے سلام پر قیاس کر رہے ہیں۔ کیا دونوں میں کوئی علت جامعہ موجود ہے؟ کیا بعید غائب مکتوب الیہ کی حقیقت معاذ اللہ حقیقت محمدیہ کی طرح حقائق کائنات میں جاری وساری ہے؟ آپ لوگ بعید غائب مکتوب الیہ تک اپنا خط پہنچنے کو یقینی فرما رہے ہیں۔ اس یقین کے لئے آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ بسا اوقات قاصد ہمارا خط مکتوب الیہ تک نہیں پہنچاتا، کبھی خط پہنچنے سے پہلے قاصد مر جاتا ہے۔ بسا اوقات خط وصول ہونے سے قبل مکتوب الیہ فوت ہو جاتا ہے، کبھی ہمارے خطوط ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یقین کا دعویٰ کس قدر مضحکہ خیز ہے؟ پھر ایسے مضحکہ خیز یقین کو ایسے بلند مقام پر پہنچانا کہ بارگاہ نبوت میں نمازیوں کے سلام پہنچنے کے یقین کو معاذ اللہ اس کی مثل قرار دے دینا مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی ہی سے متصور ہو سکتا ہے۔ اہل بصیرت مسلمان تو اس قول کو بارگاہ نبوت سے دوری اور مجوبی کی دلیل سمجھتا ہے۔"

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر، مقالات کاظمی، حصہ سوم، ص ۱۶۲۔۱۶۳) حاشیہ از جانب مرتب

۱۱۷ : مکمل نام: "تَحْذِيْرُ النَّاسِ بِاِنْكَارِ اَثَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ"، اسے بانی دارالعلوم دیوبند، محمد قاسم نانوتوی [۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء۔۔۔۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء] (انوار قاسمی ص ۸۹)، مصنف "آب حیات" نے لکھا۔ دیوبندی مکتب فکر کے علماء کے ہاں "امام العصر"، "حجۃ الاسلام"، "قاسم العلوم والخیرات والبرکات" (انوار قاسمی ص ۶۴۴) کے القابات دیتے چلے آرہے ہیں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔

سرکار پریس، سہارنپور) میں لکھتے ہیں:۔

"اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"، ۱۱۸ کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے۔

۔۔۔گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔مولانا عبدالقادر بدایونی (اہل سنت) اور مولوی امیر احمد سہسوانی (غیر مقلد) فریقین کے مناظر تھے۔ اس کی روداد مولوی محمد نذیر سہسوانی نے "مناظرۂ احمدیہ" کے نام سے شائع کی۔ اس میں اثر ابن عباس بھی پیش کیا گیا کہ زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں ہے نَبِىٌّ كَنَبِيِّكُمْ (ایک نبی تمہارے نبی جیسا)۔ بریلی کالج کے استاد مولوی محمد احسن نانوتوی بھی اس اثر (ابن عباس) کے ظاہر کے معتقد کی حیثیت سے سامنے آئے۔ انہوں نے ہی مولوی محمد قاسم نانوتوی کو سوال بھیجا۔ جس کے نتیجے میں کتاب "تحذیر الناس" ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۲ء میں وجود میں آئی۔ مولوی محمد احسن نانوتوی نے اسے بریلی سے ہی شائع کیا۔ مولانا عبدالقادر بدایونی کے شاگرد مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی نے ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں اس کا رد "تنبیہ الجہال بالھام الباسط المتعال" کے نام سے لکھا، اور دوسرے شاگرد مولوی فصیح الدین بدایونی نے ۱۸۷۵ء میں "القول الفصیح" کے نام سے اس کا رد لکھا۔ اس کا جواب مولوی قاسم نانوتوی نے "تنویر النبراس" (رد قول فصیح) کے نام سے دینے کی کوشش کی۔ تحذیر الناس کے مضامین پر دہلی میں مولوی قاسم نانوتوی کا مولانا محمد شاہ پنجابی سے مناظرہ ہوا۔ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں بمبئی سے رسالہ "ابطال اغلاط قاسمیہ" شائع ہوا۔ جس میں مولانا عبدالحئی لکھنوی، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا محبّ احمد بدایونی، مولانا فصیح الدین بدایونی، مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی وغیرہ کے دستخط مولانا عبدالغفار نے لئے۔"

(حسام الحرمین کے سوسال، ص ۱۷۔۱۸) بحوالہ "ختم نبوت اور تحذیر الناس"، ص: ۳۹۴۔۳۹۵۔ از سید بادشاہ تبسم بخاری، ادارہ اشاعت العلوم وسّن پورہ لاہور)

تحذیر الناس کے رد میں علمائے اہل سنت نے زبردست کام کیا۔ اس سلسلے میں شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی کا فتویٰ اور "التنویر لدفع ظلام التحذیر"، علامہ غلام علی اوکاڑوی خاصے کی چیز ہے۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی کے پاس ایک مکتوب آیا، چند سوالوں میں سے ایک یہ بھی تھا جس میں امام احمد رضا پر یہ الزام تھونپا گیا کہ انہوں نے تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے تین نامکمل فقروں کو لے کر ایک فقرہ بنالیا۔ جس سے کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ امام کاظمی نے محض اظہار حق کے لئے "التبشیر برد التحذیر" کے نام سے دلائل و براہین سے مرصع ایک پرمغز اور جاندار رسالہ تحریر فرمایا۔ جس میں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ پہ عائد شدہ الزام قطعاً غلط اور بے بنیاد ثابت کیا۔ تحذیر الناس میں چودہ غلطیوں کی نشاندہی کی۔ ہر غلطی کے ضمن میں دلائل کے ساتھ "تحذیر الناس" کے مباحث کا رد کیا۔ علمائے محققین کی تصریحات کی روشنی میں "تحذیر الناس" کے تمام اوہام کا ابطال کیا۔ اور ثابت کیا کہ "اثر عبداللہ ابن عباس" کی تاویل میں نانوتوی کا مسلک جمہور امت مسلمہ کے قطعاً خلاف ہے۔ حتیٰ کہ بعض اکابر دیوبند جیسا کہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں تحذیر الناس کی تاویل کا رد بلیغ فرمایا۔

۱۱۸ : ترجمہ:۔ "اور یہ نبی ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔" (ترجمۃ القرآن "البیان" الاحزاب: ۶)
از امام اہلسنت غزالئ زماں، رازئ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، بانی وشیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ملتان

[حاشیہ از جانب مرتب]

تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ ''اولیٰ''، بمعنیٰ ''اقرب'' ہے اور اگر بمعنیٰ ''اَحَبُّ'' یا ''اَوْلیٰ'' بالتصرف ہو، تب بھی یہی بات لازم آئے گی۔ کیونکہ ''اَحَبِیَّتْ'' اور ''اَوْلَوِیَّتْ'' [119] بالتصرف کے لئے اقربیت توجہ ہوسکتی ہے، پر بالعکس نہیں ہوسکتا۔ انتھیٰ

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی [120] اپنے مکتوب ۸۲ جلد اوّل ص ۲۲۵ میں رقمطراز ہیں:۔

---

[119] : [سب سے زیادہ محبوب اور اولیٰ ہونا] [120] : [ٹانڈوی، مدنی ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء۔ ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء۔ جمیعۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند کے صدر تھے۔ مولانا محمود حسن کے شاگرد ہیں۔ ''الشہاب الثاقب علی المشرق الکاذب'' ان کی مشہور تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی شان گرامی کے خلاف ۶۴۰ گالیوں کی فہرست مرتب کی ہے۔ چند ایک ''مجدد التکفیر، مجدد التضلیل، دجال بریلوی، افترا پرداز، مجدد المفترین، بہتان تراش، دروغگو وغیرہ'' حکیم مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی (ایڈیٹر پاسبان) الہٰ آباد، اس کے آگے لکھتے ہیں، ''ایک سوبیس صفحے کی شہاب الثاقب'' میں چھ سو چالیس گالیاں۔ اب اسی سے اہل نظر ٹانڈوی صاحب کی سنجیدگی یا ان کی ہذیان گوئی کا دعوی کر سکتے ہیں۔'' ۔۔۔۔۔ آگے لکھتے ہیں، ''افسوس کا مقام ہے کہ وقت کی ایسی ممتاز شخصیت سے متعلق مولانا ٹانڈوی کے ایسے گندے خیالات ہیں، حالانکہ یہ وہی ٹانڈوی ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر اقبال کا کہنا ہے۔

عجم ہنوز ندانند رموزِ دیں ورنہ

ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست

دیوبندی علماء (مولوی حبیب الرحمٰن اعظمی، مولوی منظور نعمانی وغیرہم) کی ستم ظریفی تو دیکھئے کہ انہوں نے انصاف و دیانت کا خون کیا، حقیقت سے آنکھیں موند لیں، ٹانڈوی کی محض اندھی تقلید میں ''شہاب الثاقب'' کو مولانا ٹانڈوی کا فاضلانہ رسالہ کہا ہے۔ دیکھئے شیخ الاسلام نمبر، ص ۲۲۔ ''اسی دور کی یادگار آپ کا فاضلانہ رسالہ ''شہاب الثاقب'' ہے جس میں بریلوی فتنہ کی آپ نے بیخ کنی کی ہے۔'' ۶۴۰ گالیوں کی فہرست کا دعوی صرف اہل سنت کے ہاں نہیں بلکہ عامر عثمانی (مدیر تجلی)، مفتی سنبھل مولانا اجمل شاہ کی کتاب جو شہاب الثاقب کے رد میں ہے، پر نقد تبصرہ کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں، تجلی فروری، مارچ ۵۹ ''مصنف نے شروع میں ''شہاب الثاقب'' میں ۶۴۰ ایسے الفاظ کی فہرست دے دی ہے جو ان کے لفظوں میں موٹی موٹی گالیاں ہیں۔ واقعی مولانا مدنی نے اس کتاب میں جس طرح کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، انہیں موٹی موٹی گالیاں نہ سہی، مہذب گالیاں کہنا ضرور حق بجانب ہے۔'' عامر صاحب کے اس تبصرے پر علامہ مشتاق احمد نظامی لکھتے ہیں، ۔۔۔۔ بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر ۔۔۔۔

''بیٹے کی قرابت والدین سے صرف مادی اور جسمانی ہے، جس پر جملہ ''اَلنَّبِی بِالْمُوْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّھَاتُھُمْ'' دلیل کامل ہے۔ جبکہ ارواح مؤمنین سے ان کے نفوس سے بھی زیادہ قریب ہوئے، جو کہ لفظ ''اولی'' کا مدلول مطابقی ہے۔ تو وہ قرب مفہوم ہوا جو کہ ''ابا'' کے قرب سے بھی زیادہ قوی اور کامل ہے۔

کیونکہ کلیت وجزیت کا قرب ''نفس'' شے کے قرب سے کمزور ہوتا ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق لفظ ''اولی'' اسم تفصیل کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ''قرب نفوس'' استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قرب نفوسِ مؤمنین کے اپنے قرب سے بھی زیادہ ہے''۔ انتھیٰ

مندرجہ بالا دو عبارتیں دیوبندی مکتبۂ فکر کے اساتین [121] کی ہیں، ان کے نزدیک ''اَلنَّبِی اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ'' الآیہ، کی رو سے حضرت رسول

گزشتہ حاشیہ مرتب سے پیوستہ۔۔۔ ''سیدنا امام احمد رضا کے بارے میں ۱۶۴۰ ایسے پھوہڑ اور ناروا کلمات جن کے کہنے سے لکھنو کے مسخرے بھی شرمائیں، وہ آپ کی نظر میں مہذب گالیاں ہیں۔'' (خون کے آنسو، ص ۱۶۹)

سید ابوالاعلی مودودی کی رائے یہ ہے، (مسئلہ قومیت، ص ۶۳) ''میں صاف کہتا ہوں کہ ان (مولوی حسین احمد) کے نزدیک کونسلوں اور اسمبلیوں کی شرکت کو ایک دن حرام اور دوسرے دن حلال کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے۔ اس لئے کہ ان کی تحلیل و تحریم حقیقت نفس الامری کے ادراک پر تو مبنی نہیں، محض گاندھی جی کی جنبش لب کے ساتھ ان کا فتوی گردش کرتا ہے۔'' (خون کے آنسو، ص ۱۶۵:)

تفصیل کے شائقین ''شیخ الاسلام نمبر کا سرسری جائزہ'' مذکورہ بالا کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

نیز مفتی سنبھل حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب (صاحب فتاوی اجملیہ) نے ''شہاب الثاقب'' کا رد بلیغ کیا۔ جو لائق مطالعہ ہے۔

[121] : [ستون، بنیادی حیثیت رکھنے والے] حاشیہ از جانب مرتب

اللہ ﷺ ارواح مؤمنین سے بھی ان کے زیادہ نزدیک اور قریب ہیں۔ اور پھر زمین کی وسعت اور اہل اسلام کی کثرت پر غور فرمایئے۔ بحر و بر، دشت و بیابان، آبادی و ویرانہ، کوہستان و میدان، مشرق و مغرب، شمال و جنوب غرض کونسا خطہ ہے جہاں مسلمان موجود نہیں اور آپ ہر امتی کی رگِ جاں سے نہیں، خود جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ تو کیا حاضر و ناظر کے کچھ اور معنی ہیں؟ یا اس کا کچھ اور مفہوم ہے؟ مگر کیا کیا جائے کہ جب خود انہی حضرات کی رگِ وہابیت پھڑک اُٹھتی ہے اور علم پر اسمٰعیلیت کی تقلید کا غلبہ ہو جاتا ہے اور نور تحقیق پر نجدیت کی گھٹا ٹوپ چھا جاتی ہے تو پھر انہی کا قلم اسے کفر قرار دینے لگتا ہے۔ یقین نہ آئے تو ''فیوض قاسمیہ''، مکتوبات مولوی محمد قاسم صاحب مذکور الصدر کے مکتوب ۱۴ کی عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:۔

''مگر رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا چاہیے ورنہ اِسلام کیا ہوگا کفر ہوگا بلکہ یوں سمجھئے یہ پیام فرشتے پہنچاتے ہیں۔''[13] اور اِدھر شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی اپنے ''مکتوبات

13: (اول تو یہ کہ فرشتوں کے پہنچانے والی حدیث ہی بے اصل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ ''الصارم المنکی ص:۱۹۰..

''رواہ العقیلی عن الشیخ لہ عن العلاء بن عمرو وقال لااصل من حدیث الاعمش ولیس بمحفوظ''

اس حدیث کو عقیلی نے اپنے شیخ علاء بن عمرو سے روایت کیا ہے اور کہا ہے حدیث اعمش سے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محفوظ نہیں ۱۲۲۔ دوم: فرشتوں کا پہنچانا نہ تو علم کے منافی ہے اور نہ ہی حاضر و ناظر ہونے کے، چنانچہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ''فیض الباری'' جزو۲ ص۳۰۲ میں لکھتے ہیں۔

چنانچہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی ''فیض الباری'' جزو۲ ص۳۰۲ میں لکھتے ہیں۔ اِنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ عَرْضِ الْمَلائِکَۃِ ھُوَ عَرْضُ تِلْکَ الْکَلِمَاتِ بِعَیْنِھَا فِی حَضْرَتِ الْعَالِیَۃِ عَلِمَھَا مِنْ قَبْلُ اَوْلَمْ یَعْلَمْ کَعَرْضِھَا عِنْدَ رَبِّ الْعِزَّۃِ وَرَفْعِ الْاَعْمَالِ اِلَیْہِ فَاِنَّ تِلْکَ الْکَلِمَاتِ مِمَّا یُحَیَّابِہٖ وَجْہُ الرَّحْمٰنِ فَلَایَنْفِی الْعَرْضُ الْعِلْمَ فَالْعَرْضُ قَدْ یَکُوْنُ لِلْعِلْمِ وَاُخْرٰی لِمَعَانٍ آخَرَ فَاعْرِفِ الْفَرْقَ. یعنی تحقیق! ملائکہ کے عرض سے مقصود ان ہی کلمات کا آنحضرت ﷺ کے حضور عالی میں عرض کرنا ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ آپ پہلے جانتے ہیں یا نہیں۔ جس طرح ملائکہ اللہ تعالیٰ رب العزت کے حضور والا میں کلمات طیبہ پیش کرتے ہیں اور اس کی طرف اعمال لے جاتے ہیں۔

----بقیہ حاشیہ مصنف اگلے صفحہ پر----

معہ اخبار الاخیار'' [اخبار الاخیار فی اسرار الابرار۔ از مرتب] کے صفحہ ۱۵۵ پر لکھتے ہیں:۔

''وباچندیں اختلاف وکثرتِ مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتو ہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبانِ حقیقت را ومتوجہانِ آنحضرت را مفیض ومربی است''۔ ۱۲۳

گزشتہ حاشیہ مصنف سے پیوستہ۔۔۔۔ لہٰذا فرشتوں کا پہنچانا علم کے منافی نہیں، کیونکہ عرض کبھی تو علم کے لئے ہوتا ہے اور کبھی دوسری اغراض کے لئے۔ پس اس فرق کو بخوبی سمجھ لے۔) ۱۲۴ حاشیہ از جانب مصنف

۱۲۲: مرتب وحاشیہ نگار، غلام جیلانی عرض گزار ہے کہ۔ ''الصارم المنکی'' اور اس کے مصنف کی ردو قدح میں شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی نے اپنی کتاب ''شواہد الحق'' میں باقاعدہ ایک فصل قائم کی ہے۔ علماء اعلام کے علاوہ خود ہی ذاتی طور پر جو جاندار تنقید فرمائی، وہ ذرا ملاحظہ فرمایئے۔

☆ ''حافظ شمس الدین بن عبدالہادی حنبلی کی کتاب ''الصارم المنکی فی الرد علی الامام السبکی'' پر تبصرہ کرنا مقصود ہے، جو اس نے امام سبکی کی تالیف جلیل ''شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے رد میں، اور اپنے شیخ ابن تیمیہ کی بدعت یعنی استغاثہ وتوسل اور زیارت روضہ اقدس کی ممنوعیت کی تائید وتصدیق میں لکھی ہے۔ میں نے جب اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو ابن عبدالہادی صاحب کی اس امام جلیل کے رد کی جرأت پر سخت متعجب ہوا۔ بلکہ بارگاہ رسالتمآب علیہ السلام میں جسارت وبیبا کی پر انتہائی تعجب و حیرانگی محسوس کی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا سارا زورِ بیان صرف اس امر کے اثبات میں صرف کیا ہے کہ نبی الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد از وصال کوئی زائد خصوصیت حاصل نہیں۔ بلکہ وہ عوام اہل قبور اموات کی مانند ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اس کو جو حدیث یا جس عالم کا قول اپنے اس عقیدۂ خبیثہ کے خلاف نظر آیا، تو اس نے ہر ممکن کوشش کی، کہ اس کی اپنے عقیدۂ فاسدہ کے مطابق تاویل کرے، یا اس کو موضوع ثابت کرے۔ یوں لگتا ہے کہ امام سبکی نے اس کے رسول و نبی کا کوئی کمال ثابت نہیں کیا۔ بلکہ ان احادیث وآثار سے اس کے کسی دشمن کی تعریف ومنقبت بیان کی ہے۔ اس لئے یہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دینے کے درپے ہے۔ اور اکثر مقامات پر وہ بہت زیادہ تکلف وتعسف کا مرتکب نظر آتا ہے۔ جو شخص بھی اس کی یہ کتاب مطالعہ کرے گا۔ اس کا اثر اور ردعمل یہی ہوگا کہ یہ سخت متعصب ہے اور تکلف وتعسف کا شکار، سخت بے باک وگستاخ ہے اور انتہائی حیلہ جو اور مکار۔ اسی کا مطمعٔ نظر اور نصب العین صرف اور صرف یہ ہے کہ اپنے شیخ ابن تیمیہ کی ہر جائز وناجائز طریقہ سے نصرت وامداد کرے۔

-----بقیہ حاشیہ اور ۱۲۳۔ ۱۲۴ اگلے صفحات پر-----

۔۔۔گزشتہ حاشیہ نمبر۱۲۲ سے پیوستہ۔۔۔۔☆۔امام ابن حجر مکی نے اپنی کتاب ''الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرّم'' میں ابن تیمیہ کی بدعت کا ذکر کرکے ردوقدح کرنے کے بعد فرمایا: کہ ابن تیمیہ کے رد میں شیخ الاسلام، عالم الانام، امام تقی الدین سبکی ''قدس اللہ روحہ، نور قبرہ'' نے مستقل کتاب تالیف فرمائی ہے۔جس کی جلالت، قدر، شان اجتہاد، صلاح وتقوی اور منصب امامت پر علماءِ اسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ان کی یہ کتاب افادات سے بھرپور ہے۔اور عمدہ وصحیح تحقیق پر مشتمل ہے۔انہوں نے واضح دلائل سے راہ صواب کو روز روشن کی طرح عیاں فرمادیا ہے۔

☆۔(ابن عبدالہادی کی جسارت پر تبصرہ کرتے ہوئے) ابن حجر نے فرمایا: عجائباتِ زمانہ میں سے ایک عجیب امر یہ ہے کہ بعض سادہ لوح اور عامی قسم کے حنبلیوں یعنی ابن عبدالہادی نے اس امام جلیل کے ردوانکار کی جرأت کی۔اور امام موصوف کے بیان فرمودہ حجج قاہرہ اور براہین باہرہ جو پردہ نشین عفت مآب مخدرات سے بھی زیادہ لطیف ونظیف ہیں۔جن کو ان سے قبل کسی جن اور انسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔اس نے ان کے روشن چہروں پر اعتراض وانکار کی گرد وغبار اڑانے کی سعی نامشکور کی ہے۔

☆حق تو یہ ہے کہ ابن عبدالہادی کی کتاب کو ''الصارم المنکی'' کہنے کی بجائے ''الشاتم الافکّی'' کا نام دینا زیادہ موزوں ہے۔'' (شواہد الحق فی استغاثۃ بسید الخلق، اردو، ص:۴۴۲ تا ۴۴۴۔مصنف: علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی۔اردو ترجمہ: علامہ محمد اشرف سیالوی، شیخ الحدیث دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف، ناشر: حامد اینڈ کمپنی، مدینہ منزل، لاہور)

راقم الحروف غلام جیلانی عفی عنہ عرض گزار ہے کہ ابن عبدالہادی نے اس حدیث کو موضوع اس لئے قرار دیا تاکہ ان کے قبیح وشنیع زعم کے مطابق یہ امر ثابت ہوجائے کہ نبی اکرم ﷺ نہ تو ذاتی طور پر سنتے ہیں اور نہ ہی فرشتے درود وسلام پہنچاتے ہیں۔نتیجہ کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں۔معاذ اللہ۔ایسے ہی اس کی متابعت میں اہل نجد علماء کا عقیدۂ شنیعہ ہے۔مگر حقیقت کیا ہے؟ کیا فرشتوں کے پہنچانے والی حدیث موضوع ہے، یا جید الاسناد۔متقدر علمائے اسلام کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

☆۔ **عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول الله ﷺ : اکثروا الصلاۃ علی فان الله وکل بی ملکاً عند قبری فاذا صلّی علّی رجل من أمتی قال لی ذلک الملک یا محمد :ان فلان بن فلان صلی علیک الساعۃ والله أعلم** ۔(اَللّاٰلیُ المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص ۱/ ۲۵۸..۲۶۰ : از امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی، مرکز اہل سنت برکات رضا)

ترجمہ:۔ '' حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔اللہ تبارک وتعالی میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا، میری امت میں سے جو (خوشبخت) بھی ہدیۂ درود بھیجے گا۔وہ فرشتہ مجھے یوں عرض کرے گا۔ یا محمد! فلاں بن فلاں نے اس وقت آپ پر درود پڑھا ہے۔''

عدیم المثال شارح ومحدّث، صاحبِ فتح الباری (۶/ ۳۷۹) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا۔ مگر حیرت ہے کہ شیخ البانی نے بلا دلیل اسے درست ماننے سے انکار کردیا۔

امام ابن قیم نے اس کی سند کو غریب کہا ہے۔مگر امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قلتُ :وسنده جید ، کما أفاده شیخُنا . میں کہتا ہوں اس کی سند جید ہے جیسا کہ ہمارے شیخ [کریم] کی تحقیق ہے۔

[القول البدیع فی الصلاۃ علی حبیب الشفیع ص ۳۲۵۔۔۔از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ۹۰۴ھ]

۔۔۔۔۔بقیہ اگلے صفحہ پر۔۔۔۔۔

۔۔۔گزشتہ سے پیوستہ۔۔۔۔شیخ البانی کی تحقیق کا ماخذ ابن عبدالہادی کی ''الصارم المنکی'' ہے۔اور وہ امام عقیلی سے ناقل ہیں۔ جبکہ امام جلال الدین سیوطی نے امام عقیلی کا تعاقب کرتے ہوئے صحیح الاسناد احادیث پیش کرکے بات ہی ختم کردی۔

نامور محدّث ونقاد محمود سعید شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ'' میں اس حدیث پر شاندار تحقیق فرمائی ہے۔علامہ ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن عبدالہادی اور اپنے معاصر شیخ البانی کا عالمانہ اور محقّقانہ رد فرمایا اور حدیث ہذا کو سند کے اعتبار سے جید قرار دیا ہے۔اور فرمایا: جس کسی نے بھی حدیثِ ہذا کو موضوع قرار دیا، انہوں نے ابوالشیخ کی روایت سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ایسا کہا۔ شیخ موصوف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

'' وحاصل ما ذکر انّ الحدیث جید الأسناد ، ومَن حَکَم علی هذا الحدیث بالوضع فلعدم وقوفه علی روایة أبی الشیخ . وهذا الحدیث بمفرده یر دعوی ابن تیمیة ومن شایعه ومن معاصریه کابن عبد الهادی ، ومن معاصرینا کالالبانی ، ان أحادیث الزیارة موضوعة . '' (رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ ص۳۵۴)

شیخ امام ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو معناً صحیح تسلیم کیا، لیکن اس کی سند کو قابل حجت نہ مانا۔ محمود سعید شیخ لکھتے ہیں۔

'' لکن قال : أسناده لیّن فی احدی رسائله فی الزیارة (ص ۱۷) وقال فی الرد علی الاخنائی (ص ۱۳۴) : وان کان معناً صحیحاً فأسناده لایحتج به . '' (رفع المنارۃ لتخریج احادیث التوسل والزیارۃ ص ۳۵۳)

علمائے حرمین کی عقیدت ومحبت اور عقائد کا دم بھرنے والے، پاک وہند کے علمائے دیوبند کی تحقیق کے مطابق بھی یہ حدیث سند کے لحاظ سے جید ہے۔جیسا کہ مفتی عبدالشکور ترمذی نے لکھا :

''اور اس حدیث کی سند کے بارہ میں شیخ ابن حجر فتح الباری جلد۶ ص ۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی ''القول البدیع'' ص ۱۱۶ میں، اور علامہ علی قاری ''مرقات'' جلد۲ ص ۱۰ میں، اور علامہ شبیر احمد عثمانی ''فتح الملہم'' جلد ۱ ص ۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ سند جیّد ہے اور محدّثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔خاص کر جبکہ امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل بھی اس کی تائید کررہا ہے۔'' [خلاصہ عقائد علمائے دیوبند مع تصدیقات جدیدہ۔ترتیب مفتی عبدالشکور ترمذی ، ملحق بہ المہند علی المفند ص ۱۵۸] (حاشیہ ''برکات تشہد''، اردو ترجمہ ''تحصیل البرکات ببیان معنی التحیات فارسی''، از شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجم: غلام جیلانی چاچڑ، ناشر: جمعیت اشاعت کراچی شمارہ نمبر۔۔۔۔)

☆۔اس سلسلے میں شیخ البانی اور ان کے ہمنواؤں کی تردید میں درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔(۱)۔''کشف اللثام عن احادیث الضعیفہ فی الاحکام المعمول بہا عند الائمہ الاعلام''۔از سعید بن عبدالقادر (۲)۔''التعریف باوھام من قسم السنن الیٰ صحیح ضعیف''، ۶ جلدات۔از شیخ محمود سعید ممدوح (۳)۔مجدد چودھویں صدی امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے ''منیر العین فی تقبیل الابہامین'' میں موضوع احادیث کے متعلق ۱۵ ابا تیں ایسی تحریر فرمائی ہیں جو شاید کہیں ملیں۔(فتوی رضویہ جلد۵، ص۴۶۰ تا ۴۶۲)

(۴)۔ الرد علیٰ الالبانی فی تضعیفہٖ تعقبات علیٰ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ، از شیخ اسماعیل بن محمد انصاری (۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء۔۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء)

علاوہ ازیں علمائے اسلام نے ''الصارم المنکی'' کے رد میں ہر دور میں گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ملاحظہ فرمائیے۔''المبرد المبکی علیٰ الصارم المنکی''، از علامہ ابن علان احمد بن ابراہیم مکی، شافعی، نقشبندی متوفی ۱۰۳۳ھ۔

۔۔۔بقیہ حاشیہ مرتب اگلے صفحہ پر۔۔۔

ترجمہ:۔’’علمائے امّت میں اِس قدر اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ مجاز کے شائبہ اور تاویل کے وہم کے بغیر حقیقی زندگی سے دائم اور باقی ہیں۔ اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور طالبانِ حقیقت اور اپنی جانب متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچانے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔‘‘

۔۔۔گزشتہ حاشیہ سے پیوستہ۔۔۔۔’’نصر الامام السبکی برد الصارم المنکی‘‘، از شیخ الاسلام ابراہیم سمنودی مصری۔۔جس کا ترجمہ محقق العصر، مفتی محمد خان قادری نے ’’سفر زائرین شفیع المذنبین ﷺ پر اعتراضات کے علمی و تحقیقی جوابات‘‘ کے نام سے فرمایا، جو ماہنامہ سوئے حجاز لاہور سے قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔ ۔۔۔۔۔مولانا عبد الحی لکھنوی نے متوفی ۱۳۰۴ھ عزم مصمم رکھتے تھے کہ اگر مشیت ایزدی نے مساعدت کی تو بشرط زندگی ’’الصارم المنکی‘‘ کا رد بلیغ لکھوں گا۔] از مرتب و حاشیہ نگار

۱۲۳ : [حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی بھی اپنی کتاب ’’حیات النبی‘‘ میں ’’فرشتوں کے درود پہنچانے کی حکمت‘‘ کے نام سے عنوان قائم کیا۔۔۔۔لکھتے ہیں، ’’درود کے الفاظ درحقیقت ایک تحفہ اور ہدیہ ہیں۔تحفہ اور ہدیہ کے معنی کی تکمیل (مُہدیٰ لہٗ) کے محض سننے اور جاننے سے نہیں ہوتی، بلکہ انہیں الفاظ کی پیش کش سے ہوتی ہے۔ جو درود شریف کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کے درود پہنچانے کو ’مُہدیٰ لہٗ‘ کے جاننے یا نہ جاننے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پہنچانا تو صرف اس لئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ کے معنی متحقق ہو جائیں اور بس۔‘‘ (حیات النبی، ص ۵٦۔ مقالات کاظمی حصہ دوم)

اس کے بعد امام کاظمی ’فیض الباری‘ کی منقولہ بالا عبارت لائے اور اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے یوں خامہ فرسا ہیں، ’’سماع کا تعلق صرف آواز سے ہے اور فرشتوں کی پیشکش صلوۃ وسلام کے کلمات بعینہا سے متعلق ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ کلمات بعینہا فرشتے کیوں کر پیش کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے صلوۃ وسلام کے بعینہا اصل کلمات کا پیش کئے جانے کے قابل ہو جانا امر محال نہیں لہذا تحت قدرت داخل ہو گا۔ واللہ علی مایشاء قدیر ۔ ’’فیض الباری‘‘ کی منقولہ بالا عبارت سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ بارگاہِ رسالت میں فرشتوں کا درود شریف پیش کرنا حضور ﷺ کی لاعلمی پر مبنی نہیں، بلکہ کلمات درود بعینہا کو بطور تحفہ و ہدیہ پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ سننے اور جاننے کو اس پیش کش سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے قبر انور پر جو درود پڑھا جائے۔ حضور ﷺ اسے سنتے بھی ہیں اور فرشتہ بھی اسے پیش کرتا ہے۔ علی ہذا دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں۔ اور سمع خارق للعادۃ سے حضور ﷺ سماع بھی فرماتے ہیں۔‘‘ (حیات النبی، ص ۵۷، مقالات کاظمی حصہ دوم، بزم سعید مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان)] از مرتب

علامہ انور کشمیری کے سوانح نگار لکھتے ہیں، ’’ یہ کتاب (فیض الباری) مولانا محمد انور شاہ کشمیری کے درس بخاری کی املائی شرح ہے جسے مولانا محمد بدر عالم میرٹھی نے محنت و کاوش کے بعد فصیح و بلیغ عربی میں مرتب کیا۔۔۔۔ جامع کے قلم سے جگہ جگہ ’’حاشیہ البدر الساری‘‘ کے نام سے حواشی قائم ہیں۔۔۔۔۔۔بعض مقامات پر فاضل جامع کے قلم کو لغزش ہو گئی ہے۔‘‘

(انوار السوانح، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری حیات و خدمات، ص: ۴۵۳، دار الکتاب، از ڈاکٹر غلام محمد کچھی) حاشیہ از مرتب

غور فرمایا آپ نے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے وہابیت اور اسمٰعیلیت کی ترنگ میں کس بے باکی اور ناخدا ترسی سے جملہ علمائے امت اور تمام سلف صالحین بلکہ اپنے آپ تک پر کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ کسی نے کیا خُوب کہا ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

کوئی کہاں تک ان کی تکفیر و تفسیق کے دلچسپ مشغلہ کا ذکر کرے۔ خدا اور رسول صحابہ و تابعین، مفسرین و محدثین اور عرفا و صالحین، علماء کاملین، غرض کس کس کو ان لوگوں نے اپنے خود ساختہ عقائد کی بنا پر کفر و شرک کا نشانہ نہیں بنایا۔ اور کچھ اس وارفتگی سے کھل کر یہ کھیل کھیلے ۱۲۵ کہ اس کی زد سے نہ ہی کوئی اپنا بچ سکا، اور نہ ہی کوئی غیر۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ ’’کُلُّ اِنَاءٍ یَترَشَّحُ بِمَا فِیْہِ‘‘ ۱۲٦ ہر ایک برتن سے وہی کچھ برآمد ہوتا ہے جو اس میں ہوا کرتا ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قَال [کسی نے کیا خوب کہا۔ مرتب]

---

۱۲۴ : سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل ﷺ، رسالہ مبارکہ ۱۸۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر۔ پاکستان۔۔۔۔ اکثر مکتوبات طیبات ایک مستقل رسالہ کی شکل میں ہیں۔ جسے آپ وقتاً فوقتاً لکھتے رہے۔ محولہ بالا رسالہ، نواب خانخاناں کی طرف لکھا گیا۔ مکتوبات کا ایک ترجمہ علماء دیوبند کی طرف سے کیا گیا۔ بعض حضرات نے جزوی کوشش کر کے مکتوبات پر کام کیا۔ جیسے نعیم اللہ خاں نے ’’رسائل فخر المحدثین‘‘ کے نام سے جمع کیا۔ راقم الحروف نے ’’تحصیل البرکات بیان معنی التحیات، رسالہ نمبر ۳۸‘‘، ’’استیناس انوار القبس فی شرح دعا انس، رسالہ نمبر ۳٦‘‘، ’’تحصیل الغنائم والبرکات بتفسیر سورۃ والعادیات، رسالہ نمبر ۵۸‘‘، ’’ترجمہ مکتوب النبی الاہل فی تعزیۃ ولد معاذ بن جبل‘‘ ۴ رسائل، رسالہ نمبر ۳٦۔۳۸ جمعیت اشاعت کراچی سے شائع ہو چکے ہیں۔ دیگر رسائل پر بارگاہ ایزدی سے کام کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ از جانب مرتب

۱۲۵ : محاورہ، ستانا۔ محاورہ ہذا کو شاعر نے یوں استعمال کیا ہے۔

ہے کھیل کھیلا جا رہا بس آگ اور خون کا
کہیں ہیں گولیاں چلیں کہیں ہے کوئی بم پھٹا (تحسین سبائے والوی)

۱۲٦ : درسی کتاب ’’مفید الطالبین‘‘ از مولانا احسن نانوتوی میں بجائے ’’یَترَشَّحُ‘‘ ’’یَنْضَحُ‘‘ ہے۔ (از مرتب)

لِمِثْلِ ھٰذَا یَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ کَمَدٍ : اِنْ کَانَ فِی الْقَلْبِ اِیْمَانٌ وَاِسْلَامُ

''اگر دل میں ایمان اور اسلام ہو تو ایسی کارروائیوں سے دل غم وغصہ سے پگھل جائے'' ۱۲۷

لیکن یہ بھلے مانس سلف سے خلف تک کے اہل دین وایمان کو اپنے خانہ زاد عقیدوں کی بناء پر کافر ومشرک بنانا اور اس پر زورِ قلم صرف کرنا، دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں اور اس کے لئے ہر ممکن جدوجہد سے بھولے بھالے عوام کو بددین اور بدعقیدہ بنانے کی مہم کو تیز سے تیز تر کئے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

بِجَاہِ النَّبِیِّ الاَمِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

۱۲۷ : محولہ بالا شعر سید یحییٰ قرطبی کا ہے۔ حضرت ناظم موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۶۳ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ ارقام فرمایا۔ جس میں اسلام کی ناقدری پہ نوحہ خوانی فرمائی اور بلاد روم کے امراء وعلماء کو خطاب کیا۔ مکمل قصیدہ کے لئے نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی (حسینی بخاری قنوجی، متوفی ۱۲۴۸ھ) کی کتاب ''اَلْاِذَاعَةُ لِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ'' عربی، ص ۱۳۷، مطبوعیہ دار الکتاب العربی (بیروت لبنان) دیکھئے۔ حاشیہ از جانب مرتب

تکمیل ۱۲۸

حضرت رسول کریم ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کریم میں (جس کی حفاظت الفاظ ومعانی کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اور جو آج تک سینکڑوں حوادثات اور ہزاروں انقلابات کے باوجود تحریف وتبدیل سے قطعاً محفوظ ہے) ''شاھد'' رکھا ہے اور ''شاہد'' کے معنی، کتاب وسنت، اجماع امت اور تفاسیر سلف صالحین، لغات قرآن اور اقوال علماء ومحدثین سے ثابت کئے جا چکے ہیں، کہ افراد عالم کے ذرہ ذرہ پر حاضر وناظر، رقیب ونگران اور اپنے غلاموں کو مصائب اور تکالیف سے بچانے والے، کے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ سابقہ اوراق میں سلیم الفطرت اور پاکیزہ طبیعت حضرات کی تسلی کے لئے اچھا خاصا مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ مگر وہ دنی الطبع (کمینہ طبیعت) اور خبیث الفطرت افراد جن کے دلوں میں زیغ اور کجی ۱۲۹ ہے اور جنہیں کمالات تاجدار مدینہ ﷺ سے کدّ ۱۳۰ اور ان کے بر سرِ منبر انکار کے ذکر میں مزا ملتا ہے۔ وساوسِ شیطانیہ اور خطرات خناسیہ ۱۳۱ سے عجیب پادر ہوا ۱۳۲ نقص وارد کر کے بھولے بھالے عوام کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی رقاقت اور بے ہودگی تو ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم'' پڑھ کر ذرا سے تدبر سے واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً: بطور اعتراض کہا جاتا ہے۔

☆ ''اگر حضور رسول اللہ ﷺ حاضر وناظر ہیں تو پھر ان کے ہوتے ہوئے آپ کے اعتقاد میں، جبکہ وہ نہ صرف نور بلکہ نور الانوار ہیں، رات کو اندھیرا کیوں رہتا ہے''۔

۱۲۸ : [پورا کرنا، تمام کرنا]۔۔۔ مصنف کتاب نے لفظ ''شاہد'' پر قرآن وسنت، اجماع امت اور تفاسیر اور اقوال علماء ومحدثین سے ''شاہد'' کے معنی ومفاہیم پر مکمل کلام فرمایا اس لئے آگے تکمیل کا نام دیتے ہوئے، ختم کتاب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

۱۲۹ : [ٹیڑھ پن، کھوٹ] ۱۳۰ : [تکلیف، ہٹ] ۱۳۱ : [وسوسہ ڈالنے اور بہکانے والا، سرکش دیو]

۱۳۲ : [فارسی، اسم صفت، بے بنیاد، خیالی، وہمی (فیروز اللغات۔ پ، ا۔ اردو)] حاشیہ از جانب مرتب

کس قدر اختلال دماغی[۱۳۳] اور بے عقلی کا مظاہرہ ہے اور پھر اس پر یہ کہنا:۔

☆ کہ اگر وہ نُور ہیں تو حاضر و ناظر نہیں اور اگر حاضر و ناظر ہیں تو نور نہیں"۔

مگر کیا یہ شپرہ چشم[۱۳۴] نہیں جانتے کہ سورج کے ہوتے ہوئے چمگاڈر کی آنکھیں روشنی نہیں دیکھ سکتیں۔ کیا چمگاڈر کے لئے دن تاریک نہیں ہوا کرتا؟ کیا واقعتہً دن میں آفتاب عالمتاب کے طلوع وشروق کے باوجود تاریکی چھائی رہتی ہے۔ شیخ سعدیؔ علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔ ے

گر نہ بیند در بروز شپرہ چشم : چشمۂ آفتاب راچہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں : کور بہتر کہ آفتاب سیاہ[۱۳۵]

اور پھر کیا اللہ تعالیٰ نُور نہیں اور کیا ہر ایک انسان کے ساتھ کراماً کاتبین دو نورانی فرشتے نہیں رہتے؟ غور فرمایئے کہ پھر رات کو کیوں اندھیر رہتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہماری آنکھیں اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور حضور رسول اللہ ﷺ کے نور کے ادراک سے قاصر ہیں اس لئے رات کی تاریکی سے حضور انور ﷺ کے حاضر و ناظر اور نور نہ ہونے پر استدلال کرنا پرلے درجے کی بے وقوفی اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

یا یہ شبہ کہ...... اگر حضور ﷺ ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہیں تو پھر معراج کے کیا معنی ہیں اور جب آپ مکہ سے تشریف لے گئے تو وہاں نہ رہے اور جب آپ آسمانوں پر جلوہ افروز ہوئے تو زمین آپ سے خالی ہوگئی۔

[۱۳۳] : "حواس میں فتور آنا"۔ بقول یتیم جتوئی، ے کسولی دوا کردماغی چکر ہے۔ (کسولی انڈیا کا ایک قصبہ ہے)

[۱۳۴] : (شپ، پ، رہ)۔ وہ شخص جو صاف اور واضح چیز کو تعصب کے باعث نہ دیکھ سکے۔

[۱۳۵] : گلستان سعدی، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ [مرتب]

یا یہ شبہ کہ............ آپ کی موجودگی میں نماز کی امامت امت کے افراد کس طرح کر سکتے ہیں؟

یا یہ شبہ کہ............ جب آپ کے حضور میں بلند آواز سے گفتگو کرنا ناقابل عفو جرم ہے تو پھر ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔

سچ ہے کہ جب خدا نورِ ایمان سلب کر لیتا ہے تو عقل بھی ماری جاتی ہے کوئی اس معترض سے پوچھے کہ کب اور کس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنی نشأۃ عنصری[۱۳۶] اور جسمانیت مادی[۱۳۷] سے حاضر و ناظر ہیں، یہ "بے دال کے بودم"[۱۳۸] "لَوْ لَا الْاِعْتِبَارَاتُ لَبَطَلَتِ الْحِكْمَةُ" "کہ اگر مختلف اعتبارات نہ ہوتے تو "علم حکمت" باطل ہوتا" کو کیا سمجھیں۔ حضور انور علیہ السلام اپنی اصالت اور نورانیت کے اعتبار سے جسے حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے، کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہیں۔ اور باعتبار نشأۃ عُنصری مکہ میں ہیں تو مدینہ میں نہیں، اور مدینہ میں ہیں تو مکہ میں نہیں، زمین میں ہیں تو آسمانوں میں نہیں، اور آسمانوں میں ہیں تو زمینوں میں نہیں۔ مگر اپنی حقیقتِ اصالت و نورانیت کے لحاظ سے نہ صرف یہ کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ بلکہ ان سب کا تحقیقی علم بھی آپ کو ہے اور ان کی نگرانی کے علاوہ آپ ان کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔ اور یہی جواب ہے آیۂ کریمہ "مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَا اِلٰى مُوسَى الْاَمْرَ" اور اس مضمون کی دیگر آیات بینات کا، آواز کا بلند کرنا اور امامت وغیرہ، جملہ احکام حضور ﷺ کی نشاۃ عنصری[۱۳۹] اور جسمانیت سے متعلق ہیں اور حاضر و ناظر ہونا اور "علم ما کان و ما یکون" اور دیگر اس نوع کے کمالات کا تعلق آپ کے کائنات کے اصل ہونے اور آپ کی حقیقت اور اصالت سے ہے۔ ے

[۱۳۶] : اصل مادہ اور پیدائشی اعتبار سے [۱۳۷] : مادی جسم ہونے کی حالت میں

[۱۳۸] : فارسی محاورہ، "بودم"، دال کے بغیر، "بوم" یعنی "اُلّو" [۱۳۹] : حقیقی وجود [از مرتب]

ھٰذَا الْحَقُّ لَیْسَ بِہٖ خِفَاءٌ

''اور یہ وہ حق ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔''

مگر ایک اشکال کا حل ضروری معلوم دیتا ہے ۔ لہٰذا اشکال مع حل ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور اس کے قبول کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیے۔ آمین

اشکال

امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ **لِتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاس** ''تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ''۔ ''شہداء'' شہید کی جمع ہے اور ''شہید'' کے لغوی معنیٰ ''حضور مع المشاہدۃ'' ہے۔کیا آپ کی اُمت کو بھی حاضر و ناظر سمجھا جائے۔

حل

الفاظِ واحدۃ کے مختلف ذوات وافراد پر اطلاق [بولنے] سے یہ لازم نہیں آتا، کہ ہرایک کے لئے جن پر وہ کلمات بولے گئے ہیں، ایک ہی معنی مراد ہوں۔ الفاظ کی وحدت، معنی کی تساوی [۱۴۰] کو مستلزم [۱۴۱] نہیں۔ دیکھئے قرآن کریم کی رو سے ''**اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر**'' ''کہ اللہ تعالیٰ ہی سمیع وبصیر ہے۔'' اور پھر انسان کے متعلق ارشاد ''**فَجَعَلْنَاہُ سَمِیْعاً بَصِیْرا**'' ''کہ ہم نے انسان کو سمیع اور بصیر بنایا ہے۔'' تو کیا ان ہر دو صورتوں میں ''سمیع اور بصیر'' کے ایک ہی معنی ہیں؟

۱۴۰ : باہم برابری ۱۴۱ : اپنے اوپر کوئی کام لازم کرلینا۔ [مرتب]

''حَاشَا وَکَلَّا''، ''مَالِلتُّرَابِ وَلِرَبِّ الْاَرْبَابِ'' [۱۴۲]

''کہاں خاکی انسان اور کہاں اللہ تعالیٰ کی بلند و بالا شان''

لہٰذا ثابت ہوا کہ الفاظ کے معنی کی تعین کے لئے جن پر ان کا اطلاق کیا جاتا ہے ان کی حیثیت اور مقام کا اعتبار ضروری ہوتا ہے۔غرض یہ ایک وسوسہ ہے کہ جس معنی میں شاہد اور شہید کا حضرت رسول اللہ ﷺ پر اطلاق ہوا ہے۔افراد امت پر بھی ان کے بولے جانے پر وہی معنی مراد لئے جائیں اور پھر جب اس آیۂ کریمہ کی تفسیر زبانِ رسالت سے بخاری شریف اور تفاسیر سلف صالحین میں متعین ہو چکی ہے تو پھر اور معنی کا مطالبہ، خللِ دماغی نہیں تو اور کیا ہے؟ [۱۴۳]

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَسُولہ. الامین وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن. [۱۴۴]

۱۴۲ : اس مقولے کی طرف مولانا عبدالعزیز پرہاروی نے ''ایمان کامل منظوم فارسی ص۷۹'' ملحق بہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام عربی، میں یوں اشارہ فرمایا ہے۔

شپرک بیند کجا در آفتاب : بشنو از اہل سخن ''ماللتراب''

۱۴۳ : مگر ؎ نہ مانتے ہیں نہ مانیں گے وہ کبھی تحسین
کہ جن کے دلوں میں ازل سے فتور پہنچا ہے (تحسین سبائے والوی)

۱۴۴ : ؎ پند ھا دا دیم و حاصل شد فراغ
و ما علینا یا اخی الا البلاغ

[مرتب]

ماخذ و مصادر

اسماء کتب	مصنفین	وفات	مطبع
القرآن الکریم	کلام اللہ عزوجل		
البیان، ترجمۃ القرآن	علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی		ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔کراچی
تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل	امام ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر بن محمد زمخشری	۵۳۸ھ	مرکز اہل السنۃ برکات رضا
تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی	۱۱۳۷ھ	
روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم السبع المثانی	ابوالثناء سید محمود بن عبداللہ الحسینی، آلوسی، بغدادی، حنفی	۱۲۷۰ھ	
المفردات فی غرائب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر وعلوم القرآن المعروف مفردات	امام راغب، علامہ حسین بن محمد امام راغب اصفہانی	۵۰۲ھ	
التفسیر الکبیر	رازی، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی، شافعی	۶۰۶ھ	
تفسیر مدارک التنزیل	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی	۷۰۱ھ یا ۷۱۰ھ	
تفسیر صاوی	احمد بن محمد صاوی، مالکی، خلوفی	۱۲۴۱ھ	
جامع البیان فی تفسیر القرآن، المعروف تفسیر طبری	ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید طبری	۹۷۱ھ	
تفسیر القرآن العظیم، المعروف ابن کثیر	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی	۷۷۴ھ	

ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، المعروف تفسیر ابوالسعود	فخر الاوائل وتاج الافاضل ابو السعود محمد بن محمد بن مصطفے العمادی	۹۸۲ھ	
تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل، المعروف بیضاوی شریف	ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی	۸۹۱ھ	
تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان، المعروف تفسیر نیشاپوری	علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری	۷۲۸ھ	
تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس	امام ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم فیروز آبادی	۸۱۷ھ	
فتح العزیز المعروف تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی		
معالم التنزیل، المعروف تفسیر بغوی	بغوی، امام محی السنۃ رکن الدین ابومحمد حسین بن مسعود بغوی شافعی	۵۱۶ھ	
تفسیر جلالین	جلال الدین بن ابی بکر المعروف امام سیوطی	۹۱۱ھ	۔ مجتبائی دہلی
الفتوحات الالٰہیہ للدقائق الخفیہ تبوضیح تفسیر الجلالین معروف بہ جمل	علامہ سلیمان بن عمر الشہیر بالجمل	۱۲۰۴ھ	
تفسیر مدارک التنزیل	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی		مطبوعہ رحمٰن گل پبلشرز قصہ خوانی بازار پشاور
ضیاء القرآن	علامہ، پیر، محمد کرم شاہ الازہری		
الصحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۸۶ھ	مطبع انصاری

الصحیح المسلم	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ	مطبوعہ اصح المطابع
سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۳ھ	
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۷۳ھ	
سنن ابوداود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث	۲۷۵ھ	
الجامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	
کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال	علاء الدین علی بن حسام الدین بن قاضی خان، قادری ،شاذلی، ہندی، برہان پوری، ثم مدنی، مکی، المشہور متقی ہندی ۔	۹۷۵ھ	
تیسر القاری شرح صحیح بخاری	شیخ نور الحق فرزند اکبر شاہ عبدالحق محدث دہلوی	۹۸۳ھ	
شیخ الاسلام شرح صحیح بخاری	شیخ الاسلام محمد، بن حافظ محمد فخر الدین		مطبوعہ علوی لکھنؤ
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ	
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	شیخ الاسلام حافظ امام بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی	۸۵۵ھ	
فتح الباری شرح صحیح بخاری	شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل احمد بن علی (ابن حجر عسقلانی)	۸۵۲ھ	
فتح الملہم شرح صحیح مسلم	شیخ شبیر احمد عثمانی		مطبوعہ مدینہ پریس بجنور

فیض الباری شرح صحیح بخاری	مولانا انور شاہ صاحب کشمیری	۱۳۵۲ھ۔	مطبوعہ قاہرہ
مختار الصحاح	محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، رازی		نشر اللغۃ العربیہ بیروت لبنان
اَللآلئُ المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة	امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی		مرکز اہل سنت برکات رضا
رفع المنارة لتخريج احاديث التوسل والزيارة	محمود سعید شیخ		
المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ	امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الخطیب القسطلانی	۹۳۳ھ	
زرقانی شرح مواہب [مواہب اللدنیہ] (عربی)	شیخ الاسلام، علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری، المالکی	۱۱۲۲ھ	
بزازیہ الجامع الوجیز (الفتاوی البزازیہ)	حافظ الدین محمد بن محمد المعروف ابن بزاز	۸۲۷ھ	
فتاویٰ قاضی خان	قاضی القضاۃ، امام اجل، فخر الملت والدین، حسن بن منصور بن محمود فرغانی	۵۹۲ھ	فخر المطابع
القول البدیع فی الصلاۃ علی حبیب الشفیع	امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی	۹۰۴ھ	
کتاب المیزان، (عربی در فقہ)	امام، عارف، شیخ، عبدالوہاب شعرانی شافعی	۹۷۳ھ	

الوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق، المعروف ''اخلاق جلالی''	علامہ جلال الدین دوانی		مطبوعہ نول کشور لکھنو
شواہد الحق فی استغاثۃ بسید الخلق	شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی، اردو ترجمہ: علامہ محمد اشرف سیالوی، شیخ الحدیث دار العلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف		حامد اینڈ کمپنی، مدینہ منزل، لاہور
جامع کرامات اولیاء	امام المحقق علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی، اردو ترجمہ: پروفیسر سید ذاکر شاہ چشتی سیالوی		ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی پاکستان
سعادۃ الدارین	امام المحقق علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی		
الیواقیت الجواہر فی بیان عقائد الاکابر	ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن زرقا بن موسی ابن سلطان احمد تلسمانی، شافعی، مصری، المعروف شعرانی۔ محدث، فقیہ، صوفی	۹۷۳ھ	مطبوعہ مصر
الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ	ابو الفضل، عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن عیاض بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی، مالکی، اندلسی	۵۴۴ھ	

مجمع بحار انوار	ملک المحدثین علامہ محمد طاہر صدیقی ہندی فتنی گجراتی	۹۸۶ھ	مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ
مہمات العارف	جلال الدین بن ابی بکر المعروف امام سیوطی	۹۱۱ھ	
فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی		
رد المحتار	علامہ سید محمد بن عابدین شامی	۱۲۵۲ھ	
المنار	امام وفقیہ عبد اللہ بن احمد نسفی		
تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹	مطبوعہ کلکتہ
المنن الکبری عربی	امام عبد الوہاب شعرانی، حواشی اور تخریج احادیث: سالم مصطفی بدری		دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان
تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاظر والناظر	غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی		
مقام رسول	حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ		
مسک الختام (فارسی)	میاں سید محمد صدیق حسن بھوپالی	۱۳۰۷ھ	
درود وسلام اور شان خیر الانام	مفتی غلام سرور قادری		
تذکرۃ المفسرین	قاضی محمد زاہد حسینی		
مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان	حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی		
دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف	محمد کاشف اقبال مدنی		

شان رسالت واہل بیت میں ابن تیمیہ کی گستاخیاں، ترجمہ: ''اخطاء ابن تیمیة فی حق رسول الله و اهل بیته''	ڈاکٹر سید محمود سعید صبیح (پروفیسر، الازہر یونیورسٹی، قاہرہ، مصر۔ ترجمہ، تعلیق و تحقیق: علامہ محمد ناظم علی رضوی مصباحی		تنظیم اہل سنت پاکستان
عقائد وہابیہ	مولانا محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ		قادری کتب خانہ سیالکوٹ
بلغۃ الحیران فی ربط آیات القرآن	مولوی حسین علی بن حافظ میاں محمد حنفی نقشبندی	۱۲۸۳ھ	
فرقۂ مرجۂ اور وہابیہ کا ایک تعارفی و تحقیقی مطالعہ	مفتی رضاء الحق اشرفی مدظلہ العالی		جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان
علم تفسیر اور مفسرین	استاد العلماء حافظ مشتاق احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ		
حیات النبی، مقالہ از مقالات کاظمی، حصہ دوم	علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ		بزم سعید مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان
تذکرہ مصنفین درس نظامی			
انوار السوانح، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری حیات و خدمات	ڈاکٹر غلام محمد کھچی		دار الکتاب
تَحذِیرُ النَّاسِ بِانکَارِ اَثَرِ ابنِ عَبَّاس	محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیِ مدرسہ دیوبند	۱۲۴۸ھ	
ختم نبوت اور تحذیر الناس	سید بادشاہ تبسم بخاری		ادارہ اشاعت العلوم وسّن پورہ لاہور
ایقاض الھمم فی شرح الحکم	لابن عطاء سکندری، شرح: امام ابن عجیبہ		

الفتوحات الالھیہ فی شرح المباحث الاصلیہ			
الحاوی فتوی للسیوطی			
مشاہیر آئمہ وعلماء	قاضی سلمان منصور پوری		
امداد المشتاق	شیخ اشرف علی تھانوی		
فتاوی رشیدیہ	شیخ رشید احمد گنگوہی		
حسام الحرمین کے سوسال			
خون کے آنسو	علامہ مشتاق احمد نظامی		
حاشیہ برکات تشہد، اردو ترجمہ: تحصیل البرکات ببیان معنی التحیات فارسی، از شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی،	ترجمہ وحاشیہ: غلام جیلانی چاچڑ		
سلوک الادب السبل بالتوجہ الی سید الرسل	شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی		
الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ	نواب صدیق حسن بھوپالی، حسینی، بخاری، متوفی ۱۲۴۸ء		
روشنی کے مینار	عبد المالک مجاہد		
کلیات مکاتیب اقبال	سید مظفر حسین برنی		

طلاق ثلاثه کا شرعی حکم

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الإفتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

العروة فی مناسك الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

مؤلف

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دار الإفتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعتِ اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت

پہلی مرتبہ تحقیق، تخریج اور علماءِ کرام کے افادات کے ساتھ شائع ہوچکی ہے

"شرح عقود رسم المفتی"

(عربی)

تصنیف

امام محمد امین بن عمر عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

ڈاکٹر حامد علی علیمی

- ☆مخطوطات سے تقابل
- ☆مشکل مقامات کی تسہیل
- ☆نصوص کی اصل مآخذ سے تخریج
- ☆تمام کتب واعلام کے تراجم
- ☆فہرست فوائد
- ☆مغلق عبارات کی تشریح وتوضیح
- ☆امام احمد رضا حنفی کے سات توضیحی مقدمات
- ☆اختلاف نصوص کی حاشیہ میں وضاحت
- ☆حسب ضرورت عنوانات کا قیام
- ☆دیدہ زیب طباعت

ناشر

دار النور

(جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

طلاقِ ثلاثہ

کا

شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

توہین رسالت

اور اسلامی قوانین

تالیف

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق وتخریج
علامہ عبداللہ فہیمی مدظلہ العالی

ترجمہ وحواشی
مفتی ابومحمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان